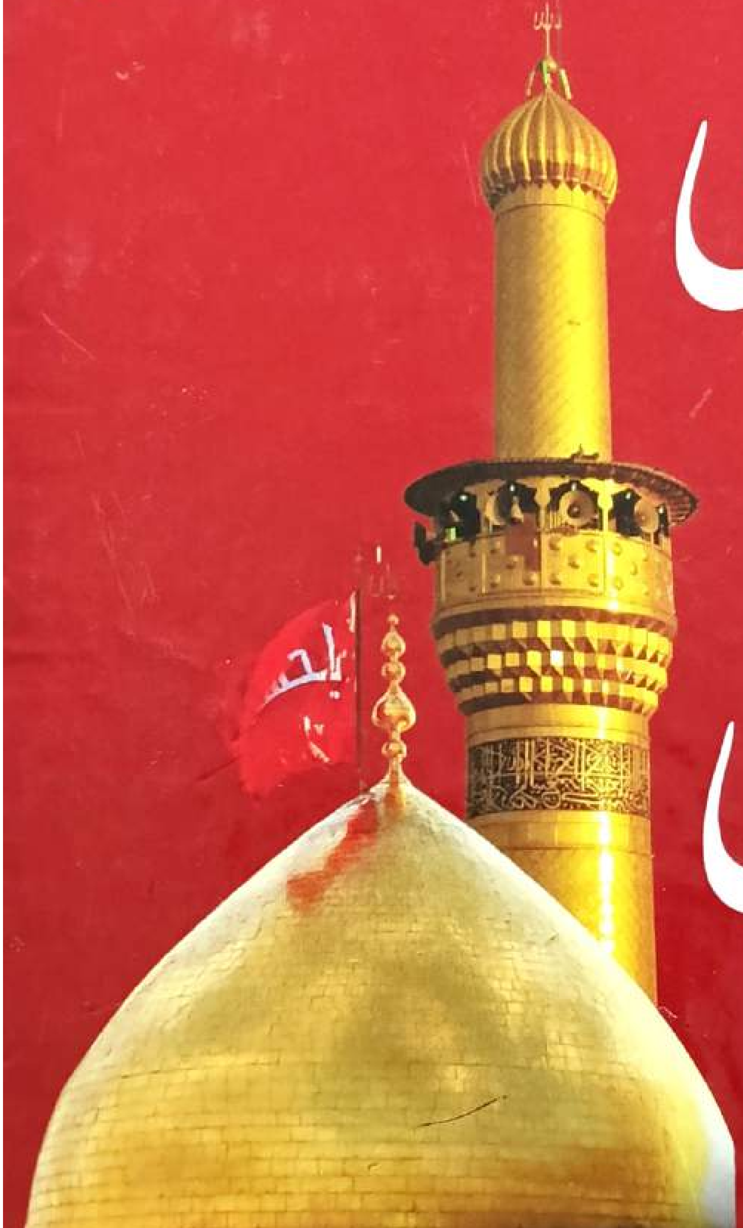
بیاں سرّ شہادت کی اگر تفسیر ہو جائے
مسلمانوں کا قبلہ روضۂ شبیر ہو جائے
علامہ اقبال



شرع محمدی اور تعزیہ داری

مصنف
محقق کربلا مولانا شیدا کمالی قادری چشتی قلندری

کربلا تجھ سے نبھائیں نہ کیوں وفاداری
ہمارے خون میں شامل ہے تعزیہ داری
عمران گونڈوی

شرع محمدی

اور

تعزیہ داری

مصنف:
محقق کربلا مولانا محمد فخر عالم شیدا کمالی صدیقی حیدری قادری چشتی قلندری

نام کتاب	:	شرع محمدی اور تعزیہ داری
مصنّف	:	محقق کربلا مولانا شیدا کمالی
تصحیح	:	وکیل آل محمد حضرت علامہ بیت اللہ صاحب حسینی ممبئی
نظر ثانی	:	مناظر اسلام حضرت علامہ مفتی قیصر رضا صاحب قبلہ علوی دارالافتاء جھہراؤں شریف
حسب فرمائش	:	جناب عبدالراشد بھائی
سن اشاعت	:	۲۰۲۴ء، مطابق ۱۴۴۵ھ
کمپوزنگ	:	امین گرافکس (ممبئی)
صفحات	:	152

ملنے کے پتے:

جناب سیّد غلام کبریا صاحب صدر انجمن درگاہ حضرت خواجہ غریب نواز حسین منزل اجمیر شریف (راجستھان)

جناب صوفی سرور علی صاحب جنرل سکریٹری آل انڈیا حسینی مشن کمیٹی بیگن واڑی، روڈ نمبر ۱۴، ممبئی۔ 9768765411

جناب مولانا حبیب الرحمٰن صاحب نعیمی بیلبھر یا بلرامپور (یوپی) 9918784314

جناب مولانا حبیب الرحمٰن صاحب پروانہ حیدری، راجوری، جموں کشمیر 7889797722

جناب شاہد بھائی پہاڑ دادا حیات قلندر چک منگلور (کرناٹک)

حیات پبلیشر نیو بامبے۔ 8097703710

فہرست مضامین

شرف انتساب

امام دین ودنیا شہید اعظم حضرت سیدنا امام حسین علی جدہٖ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور شریکۃ الحسین فاتح شام حضرتِ سیدہ بی بی زینب سلام اللہ علیہا کے نام جن بھائی بہن نے مل کر اسلام کو حیات جاودانی عطا کر دی۔

گر قبول افتد زہے عز وشرف

محمد فخر عالم شیدا اکمالی صدیقی حیدری قادری چشتی قلندری

ماخذ ومراجع

قرآن مجید
ترمذی شریف
مشکوۃ
کنزالایمان
فیروز اللغات
البدایہ والنہایہ
تحقیق الکلال
خواجہ بطحا
دین محمدی اور تعزیہ داری
جواز تعزیہ داری انعام فضل باری
کرامات نظامیہ
مشکوۃ حقانیہ
فتاویٰ حرمین
ازالۃ الاوہام
حیات اعلیٰ حضرت
تعزیہ شریف کا شرعی حکم
رسالہ تعزیہ داری
اضافات للیومیہ
ابوداؤد شریف
ابن ماجہ
شعبی
فتاویٰ ہندیہ
اسلام میں تعزیہ اور تعزیہ داری
فتاویٰ شارح بخاری
تاریخ امیر تیمور لنگ
راہِ اسلام
امام حسین اور تعزیہ داری
کرامات رزّاقیہ
مخزن الخزائن
تذکرۂ بابا تاج الدین
شیخ ابوتراب عمری
فتاویٰ تعزیہ داری
تاریخ عالمگیری
فتاویٰ رضویہ
نورالرحمٰن
تفسیر معارف القرآن

تبرکات کی اہمیت
خصائص کبریٰ
المعجم الکبیر للطبرانی
نورالابصار
ابن اثیر
مابعد کربلا
مطالب المومنین
دستور القضائی
وسیلۃ النجات
شرح عقائد

تفسیر ماجدی
سرالشہادتین
صواعق محرقہ
تہذیب التہذیب
غنیۃ الطالبین
جمال الوراد
عالمگیریہ
کنزالعباد
فتاویٰ فضلومیاں
القول المتین فی امر یزید اللعین

حسان الہند جناب عمران گونڈوی

خدا کے دین کے ارکان کا وقار ہے یہ
غلط نہ جانئے اسلام کا سنگھار ہے یہ

حرام تعزیہ داری ہے جن کی نظروں میں
وہی بتائیں ہمیں کس کی یادگار ہے یہ

رباعی

خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ

شاہ است حسین بادشاہ است حسین

حسین کی حکومت روحوں پر ہے، حسین کی حکومت جسموں پر ہے۔

دین است حسین دین پناہ است حسین

حسین دین ہیں، اور حسین دین کے محافظ ہیں

سر داد نہ داد دست در دست یزید

اپنے پاک سر کو تو دے دیا اور اپنے پاک ہاتھ کو یزید کے
ناپاک ہاتھ پر نہیں دیا

حقا کہ بنائے لاالہ است حسین

خدا کی قسم حضرت امام حسین کلمۂ طیب کی بنیاد ہیں

عالم ارواح کا بھولا ہوا سبق

کیوں عالم ارواح کے وعدے سے ہے غافل
بھولا ہے سبق تو جو وہی بات چلے گی
اللہ کو دُھوکہ تو کوئی دے نہیں سکتا
بندے کو پتہ حشر میں اوقات چلے گی

درودِ ملائکہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی نُوْرِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ۔

* جنت کی سرداری *

الحسن والحسین سیدا شباب اھل الجنۃ (حدیث)

ترجمہ: جنت کے سردار حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہم السلام ہیں۔

جگہ کا سودا ہمیشہ جگہ کے مالک سے ہوتا ہے، جنت کی سرداری تو حسن و حسین علیہم السلام کے پاس ہے، مسلمان جنت میں جانے کے لئے پریشان تو ہے، مگر سردارِ جنت کو تو راضی کیا ہی نہیں۔

کسی بھی شہر کے کسی سوسائٹی کے بلڈنگ میں داخل ہونے کیلئے واچ مین سے اجازت لئے بغیر داخل نہیں ہوسکتے۔ جس کے یہاں تمہیں جانا ہے واچ مین مالک مکان سے پوچھتا ہے کہ یہ فلاں آدمی آپ کے مکان میں آنا چاہتا ہے اسے اندر داخل ہونے کی اجازت دوں کہ نہ دوں اگر مالک مکان کہتا ہے کہ اسے اندر آنے دو وہ میرا اپنا ہے تب بلڈنگ کے اندر داخلہ ہوتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح جنت کے گیٹ پر جنت کے واچ مین یعنی فرشتے آپ کو گیٹ پر روک لیں گے پہلے سردارِ جنت حضرت امام حسن و حسین علیہم السلام سے اجازت لیں گے کہ یہ شخص ہے اس شخص کو جنت کے اندر داخل ہونے دوں یا نہ ہونے دوں اگر امام نے کہدیا کہ یہ میرا غلام ہے اسے آنے دو تب جنت کے اندر داخلہ ورنہ بھگا دیا جائے گا۔

مودّت ہے تعزیہ

اللہ کی رضا ہے مودت ہے تعزیہ
حقا رسول پاک کی سنت ہے تعزیہ

ایمان پنجتن کی محبت کا نام ہے
اور حب پنجتن کی ضمانت ہے تعزیہ

مومن بصد خلوص اٹھاتے ہیں تعزیہ
اور ناصبی یہ بکتے ہیں بدعت ہے تعزیہ

یہ تعزیہ علم ہے ہر اک ناصبی کی موت
اور مومنوں کے قلب کی راحت ہے تعزیہ

مولا علی کے ذکر کو کرتی ہے سر بلند
ہر اک یزید وقت پہ لعنت ہے تعزیہ

ہم دیکھ کر مناتے ہیں اس کو غم حسین
اک رسم یادگار شہادت ہے تعزیہ

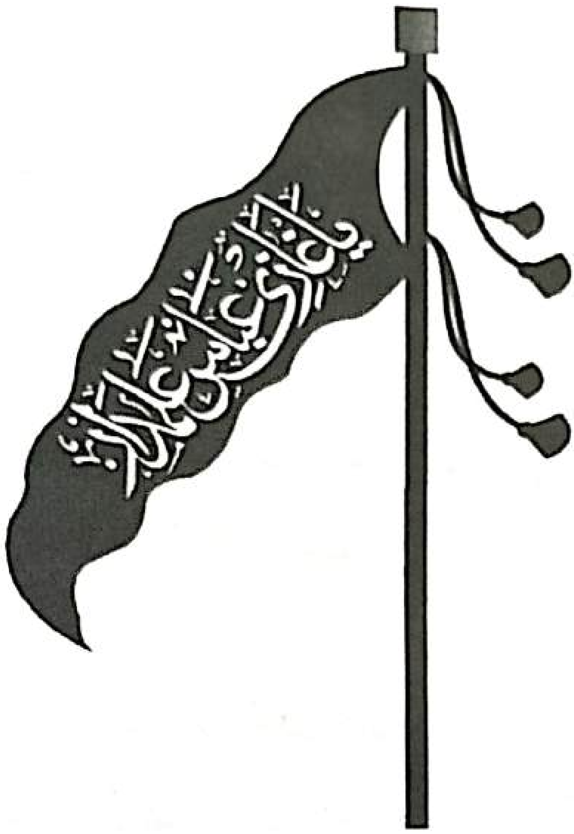
دنیائے ظلم و جبر تشدد کے درمیاں
کچھ حامیان امن کی طاقت ہے تعزیہ

دشمن نبی کی آل کے جتنے لعین ہیں
اُن سب منافقوں سے براءت ہے تعزیہ

خواجہ سے اور اشرف سمناں سے پوچھ لو
بُنیاد سنیت ہے طریقت ہے تعزیہ

وارث ہوں یامدار کہ گیسو دراز ہوں
سب اولیائے چشت کی چاہت ہے تعزیہ

جب سنیوں کے بیچ خوارج بھی ہوں چھپے
تب پارسا صفت کی ضرورت ہے تعزیہ



آتا ہے جب بھی ماہ محرم حُسین کا
لگتا ہے لوٹ آیا ہے موسم حُسین کا
مٹی میں مل گئے ہیں ارادے یزید کے
لہرا رہا ہے آج بھی پرچم حُسین کا

جہاں علی نہیں وہاں ایمان نہیں

☆☆☆☆☆

جہاں حسین نہیں وہاں دین نہیں

تعزیہ کا تعلق عشق سے ہے

نہ کہ عقل سے

اگر عقل سے اللہ مل جاتا تو سب سے پہلے ابلیس اللہ کو پالیتا۔

مقدمہ

مناظر اسلام وکیل اہلبیت حضرت علامہ مفتی قیصر رضا علوی مداری خلیفۂ اعظم خانقاہِ مداریہ مکن پور، مقام جھہراوَں شریف سدھارتھ نگر (یو پی) انڈیا

الحمدُللّٰہ الذی اعلی منزلۃِ المومنین بکریم خطابہ رفع درجۃ العٰلمین بمعانی کتابہ و خص المستنبطین منھم بمزید الاصابۃ وثوبہ والصلوٰۃ والسلام علی النبی وآلہٖ واصحابہٖ والسلام علی ابی حنیفۃ واحبابہٖ۔ امابعد!

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یٰٓایھا لذین اٰمنوآ اطیعوا اللہ و اطیعو الرسول اوُولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیءٍ فرُدّوہُ الی اللہ والرسولِ ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاٰخر ذٰلک خیر واحسن تاویلاً۔ (سورۃ النساء پارہ نمبر ۵، آیت ۵۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے (اہل حق) صاحبان امر کی پھر اگر کسی مسئلہ میں تم باہم اختلاف کرو تو اسے (حتمی فیصلہ کیلئے) اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو (تو) یہی (تمہارے حق میں) بہتر اور انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔

علمائے اہل سنت کے ارشادات کے مطابق مذکورہ بالا آیت کریمہ کے اندر ادلۂ اربعہ شرعیہ کی طرف اشارہ موجود ہے۔

اور علمائے حق درباہ حلال وحرام ادلۂ اربعہ شرعیہ یعنی عیادۃ النص اشارۃ النص دلالۃ النص اقتضاء النص کے پابند ہیں۔

مزید برآں سورۃ النحل آیت نمبر ۱۱۶، بھی ملاحظہ فرمائیں رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ولاَ تقولو لما تصفُ السنتُکم الکذبَ ھٰذا حللٌ وَّ ھٰذا حرامٌ لّتفترُوا علیٰ اللّٰہ الکذبَ اِنَّ الَّذِیْنَ یفترونَ علی اللّٰہِ الکذبَ لا یفلحونَ۔

ترجمہ: اور وہ جھوٹ مت کہا کرو جوتمہاری زبانیں بیاں کرتی رہتی ہیں کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے اس طرح کہ تم اللہ پر جھوٹا بہتان باندھو بے شک جولوگ اللہ پر جھوٹا بہتان باندھتے ہیں وہ (کبھی) فلاح نہیں پائینگے۔تفسیر ابن کثیر مترجم جلد دوم ۱۰۲۷، پرہیکہ اس میں ہر وہ شخص داخل ہے جواز خود بغیر کسی دلیل شرعی کے جو بدعت ایجاد کرے یا محض اپنی رائے اور خواہش کے پیش نظر اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کوحلال اور اللہ تعالیٰ کی مباح کردہ چیزوں کوحرام ٹھہرائے۔

بات یہ ہیکہ زمانہ جاہلیت میں لوگ جو چاہتے تھے حلال اور جسے چاہتے حرام کرلیا کرتے تھے اوراس کی نسبت اللہ عزوجل کی طرف کردیا کرتے تھے۔آیت مبارکہ میں اس عمل کی سخت ممانعت فرمائی گئی اوراس طرح کے عمل کوافترا علی اللہ قرار دیا گیا۔اب صبح قیامت جوکوئی اس طرح کاعمل کریگا۔اس پراس آیت مبارکہ کاحکم نافذ کیا جائیگا۔اس قدر تفہیم کے بعد آیئے اور بھی واضح طریقے سے یہ جان لیں کہ حلال کیا گیا ہے اور حرام کیا گیا ہے؟ چنانچہ اس سوال کا جواب احادیث مبارکہ مِن اسطور سے وارد ہوا ہے اس ضمن میں مندرجہ ذیل حدیث پاک پڑھیں اور دین کی حقیقت اسلام سچائی جاننے کی کوشش کریں چنانچہ جامع ترمذی کتاب اللباس باب ماجاء فی لبس الفراد میں ہے۔

حدثنا اسماعیل بن موسیٰ السدیؒ سیف بن ھارون عن سلیمان التمیمی عن ابی عثمان النھدی عن سلمان الفارسی قال سُئِل رسول اللّٰہ ﷺ عن السمنِ والجبنِ والفراءِ قال الحلالُ ما اَحل اللّٰہ فی کتابہِ والحرامُ ما حرم اللّٰہ فی کتابہ وماسکت عنہُ فھوَ مما عفاعنہُ (اخرجہ الترمذی وابن ماجہ والحاکم فی المستدرک والبیہقی فی الکبریٰ والطبرانی فی الکبیر)

ترجمہ: حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے گھر اور پنیر اور الفراء یعنی کھال کے لباس کے بارے میں پوچھا گیا آپ نے فرمایا اللہ نے اپنی کتاب میں جو حلال کردیا ہے وہ حلال ہے اور جو حرام فرمادیا وہ حرام ہے اور جس سے سکوت اختیار کیا تو وہ معاف ہے۔ حدیث پاک میں وماسکت عنہُ فھو مما عفا عنہ کے الفاظ سے بالکل واضح ہے کہ حضور شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جن کا ذکر نہیں فرمایا وہ سب مباح اور جائز ہیں ہاں علت مخصوصہ کے تحت ان پر کسی بھی قسم کا حکم لگایا جاسکتا ہے مگر وہ نصوص اربعہ شرعیہ کے اندر ہوگا یاد رکھنے کی بات ہے کہ محض شارع علیہ السلام کے ترک ذکر سے کسی امر مباح پر فتوی حرمت نہیں لگایا جاسکتا۔

آسان لفظوں میں اس بات کو یوں سمجھ لیا جائے کہ کوئی ایسا عمل جسکے حلال اور حرام ہونے کا تذکرہ قرآن وحدیث میں نہ ملتا ہو اور خواص وعوام اسے رائج کرلیں تو یہ دیکھا جائیگا کہ وہ عمل قرآن پاک یا احادیث مبارکہ سے متصادم تو نہیں ہے اگر نصوص اربعہ بالخصوص قرآن وحدیث سے متعارض ومتصادم نہ ہو بلکہ نصوص شرعیہ اربعہ میں ایسے مروج عمل کی رعایت ملتی ہو تو ایسا عمل بلاشبہ جائز ومستحسن ہوگا اور اس پر عنداللہ اجر وثواب کی بھی امید ہوگی۔ جیسا کہ قرآن پاک کی سورۃ الحدید آیت نمبر ۲۷، سے پتہ چلتا ہے ملاحظہ ہو۔

ثمَّ قفینا علیٰ اٰثارھم برُسُلنا وقفینا بعیسی ابن مریم واٰتینٰہُ الاِنجیل وجعلنا فی قلوب الزین اتبعوہُ رافۃً وَّ رحمۃً ورھبانیۃ ابتدعوۡھا ماکتبنٰھا علیھم الا ابتغآءَ رضوان اللّٰہ مما رعوھا حق رعایتھا فاٰتینا الذین اٰمنوا منھم اجرھم وکثیرٌ منھم فٰسقونَ۔

ترجمہ: پھر ہم نے ان رسولوں کے نقوش قدم پر (دوسرے) رسولوں کو بھیجا اور ہم نے ان کے پیچھے عیسیٰ ابن مریم (علیہما السلام) کو بھیجا اور ہم نے انھیں انجیل عطا کی اور ہم نے ان لوگوں کے دلوں میں جو ان کی (یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی صحیح) پیروی کررہے تھے شفقت اور رحمت پیدا

کر دی اور رہبانیت (یعنی عبادت الٰہی کیلئے ترک دنیا اور لذتوں سے کنارہ کشی) کی بدعت انھوں نے خود ایجاد کر لی تھی اسے ہم نے ان پر فرض نہیں کیا تھا مگر (انھوں نے رہبانیت کی یہ بدعت) محض اللہ کی رضا حاصل کرنے کیلئے (شروع کی تھی) پھر اس کی عملی نگہداشت کا جو حق تھا وہ اس کی ویسی نگہداشت نہ کر سکے (یعنی اسے اسی جذبہ اور پابندی سے جاری نہ رکھ سکے) سو ہم نے ان لوگوں کو جو ان میں سے ایمان لائے (اور بدعت رہبانیت کو رضائے الٰہی کیلئے جاری رکھے ہوئے) تھے ان کا اجر و ثواب عطا کر دیا اور ان میں سے اکثر لوگ (جو اس کے تارک ہو گئے اور بدل گئے) بہت نافرمان ہیں۔

آیت مبارکہ کے معانی والفاظ پر اہل علم غور کریں تو درج ذیل امور بطور نتیجہ نکل کر سامنے آئیں گے۔ یعنی ایسا کوئی عمل جس کے کرنے کا حکم نہ تو اللہ عزوجل نے دیا ہو اور نہ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیا ہو اور اہل ایمان محض نیک نیتی اور رضائے الٰہی کے حصوں کی غرض سے اختیار کر لیں تو حرام و ناجائز ہونا تو کجا اس پر اجر و ثواب بھی ملتا ہے۔

آیت کریمہ میں ابتدعوہا کا لفظ بدعت سے مشتق ہے یہ لفظ بتا رہا ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت میں اصلاً رہبانیت مشروع نہ تھی آپ کی امت کے زیاد بزرگ خدا رسیدہ قسم کے لوگوں نے رضائے الٰہی کے حصول کی غرض سے معرفت الٰہی میں درجہ کمال حاصل کرنے کیلئے بطور بدعت حسنہ رہبانیت کو اختیار کیا تھا، آیت کریمہ میں ما کتبنٰہا کا لفظ اعلان کر رہا ہے، رہبانیت شریعت عیسوی میں منزل من اللہ و مقرر من الرسول نہیں تھی مگر آپ بغور دیکھیں۔ اَفلا یتدبرونِ القرآنِ کو پیش نگاہ رکھتے ہو بنظر غائر دیکھیں کہ اللہ عزوجل میں امت عیسوی میں رہبانیت کی فرضیت کی نفی فرما دی لیکن مشروعیت کی نفی نہیں کی یعنی اسے حرام و ناجائز نہیں فرمایا، ہر چند کیہ رہبانیت کی ایجاد و ابتداء از خود لوگوں نے کی تھی اللہ و رسول نے اس کا حکم نہیں دیا تھا مگر امت کے لوگوں نے حصول رضائے الٰہی کیلئے اسے اپنایا تھا تو اللہ عزوجل نے ان کی نیک

نیتی کے پیش نظر ان کے اس عمل کو سند قبولیت عطا فرمائی اور وہ شریعت عیسوی کا ایک حصہ بن گئی، ناظرین گرامی قدر حدیث پاک **لا رھبانیة فی الاسلام**، اسلام میں رہبانیت نہیں ہے پر غور فرمائینگے تو بھی بات سمجھ میں آئیگی کہ گذشتہ شریعت میں رہبانیت تھی اور آیت کریمہ کے الفاظ فاتینا الذین أمنوا منھم اجرھم، سے بالکل واضح طور پر ظاہر ہورہا ہے کہ جن لوگوں نے اس کے تقاضوں کو پورا کیا وہ عنداللہ ماجور ہوئے اس لئے یہ بات ذہن نشین رکھنے کی ہے کہ قرآن و حدیث میں ترک ذکر سے حرمت نہیں اباحت ثابت ہوتی ہے اسی لئے فقہائے کبار نے فرمایا کہ دلیل ہمیشہ حرمت کی پیش کی جاتی ہے اصول فقہ کا کلیہ قاعدہ ہے الاصل فی الاشیاء الاباحة اشیاء میں اصل اباحت یعنی جواز ہے۔ اور امام شمس الدین سرخسی نے المبسوط میں مزید اضافہ کرتے ہوئے فرمایا۔ ان الاصل فی الاشیاءِ الاباحة وان الحرمة بالنھیءِ عنھا، شرعاً یعنی اشیاء میں اصل جواز مطلب جائز ہوتا ہے اور حرمت (ممانعت فقط دلیل شرعی سے ثابت ہوگی)۔

مزید برآں علامہ ابن عبد البر نے اپنی التمھید اور علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں فرمایا الاشیاء علی الاباحة حتی یرد الشرع بالمنع یعنی چیزیں اس وقت تک جائز ہیں جب تک شرعی ممانعت نہ ہو۔ اسی طرح امام بدر الدین زرکشی نے المنثور فی القواعد میں تحریر فرمایا الاصلُ فی الاشیاءِ الحلِّ یعنی اشیاء میں اصل جواز ہے۔

نیز امام ابن ھمام نے شرح فتح القدیر میں اور علامہ ابن عابدین شامی نے رد المختار مین فرمایا، الحلُّ ھُو الاصلُ فی الاشیاء، یعنی اشیاء میں جواز ہی اصل ہے۔

اسی طرح سے ابن قیم نے اعلام الموقعین عن رب العٰلمین میں تحریر فرمایا، اصلُ الافعال الاباحة، یعنی اصلی اصول ہر کام میں جواز ہے۔

امام ابن عبد البر نے التمھید ہی میں ایک دوسرے مقام پر اس طرح سے تحریر فرمایا:

الامور اصلہا الاباحۃ حتی یثبت الحظر، یعنی جب تک ممانعت شرعی ثابت نہ ہو تمام امور میں جواز ہی اصل ہے۔ مذکورہ بالا اقوال کا صرف ایک ہی مقصود مطلوب ہے اور وہ یہ کہ جب تک کسی بھی شئ کی حرمت دلیل شرعی سے ثابت نہ ہو تو وہ حلال و جائز ہی متصور ہوگی۔

اس بابت ایک انتہائی عام فہم مثال یہ بھی ہے کہ ہم روز مرہ کی زندگی میں بھی اسی قاعدہ و ضابطہ پر عمل کرتے ہیں ورنہ زندگی بالکل اجیرن بن جائیگی۔

مثلاً ہم اپنے گھر سے نکلیں اور یہ تلاش کرتے پھریں کہ کہاں لکھا ہوا ہے کہ ہم یہاں سے گزر سکتے ہیں یا نہیں آپ بتائیں کیا یہ ممکن ہے؟؟؟ نہیں صاحب ایسا ممکن نہیں ہے البتہ کہیں کہیں یہ لکھا ہوا ضرور مل جائیگا کہ یہ راستہ فلاں مقام کی طرف جا رہا ہے یا پھر کہیں یہ بھی لکھا مل جائیگا کہ یہ عام راستہ نہیں ہے یہاں غیر متعلقہ افراد کا داخلہ ممنوع ہے بغیر اجازت اندر آنا منع ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر اس راستے سے گزرنے کی اجازت ہوتی ہے جہاں ممانعت کی کوئی نشانی نہ ہو۔ لہٰذا شریعت میں بھی کسی کام کے نہ کرنے کیلئے دلیل شرعی کا ہونا ضروری ہے۔

ہمیں امید ہیکہ ناظرین باشعور گزشتہ بالا تفصیلات کی روشنی میں اباحت حلت و حرمت کا اصول سمجھ چکے ہونگے چنانچہ اب مقصود اصلی کی خاطر مزید سپرد قرطاس کر رہا ہوں ملاحظہ فرمائیں۔

بات کچھ اس طور سے ہے کہ وطن عزیز ہندوستان میں مسلمانان اہلسنّت تقریباً ایک ہزار سال سے تعزیہ داری کرتے آرہے ہیں اور یہ بات بالکل طے ہے مسلمان اپنے بزرگوں کے ذریعہ حاصل شدہ معمول و مراسم کے ہی پابند رہے ہیں اولیائے کاملین علمائے و بانئین نے جو کام جو عمل جاری فرما دیا عوام اہلسنّت نے اسے مضبوطی سے پکڑ لیا اور ہزار بہکانے ورغلانے کے باوجود بھی ترک نہیں کیا۔ فللحمد للہ علی ھذا۔

راقم السطور ممنون و مشکور ہے مصنف کتاب محقق کربلا حضرت علامہ فخر عالم شیدا کمالی

قلندری اطال اللہ تعالیٰ عمرہ کا جنکے مقدس قلم پاک سے کتاب "شرع محمدی اور تعزیہ داری" معرض وجود میں آگئی اس موضوع اس کتاب مستطاب سے قبل بھی کتب منصۂ شہود پر آئی ہیں فقیر کی نگاہوں سے بھی کئی کتب گزر چکی ہیں مگر اس کتاب کی کیفیت سب سے جدا ہے اس کا انداز سب سے نرالا ہے طرز استدلال ایسا ہے کہ غبی سے غبی بھی سمجھ جائے اسلوب یان اتنا اچھوتا ہے کہ پڑھتے تو بس پڑھتے چلے جائیے نکات اتنے دلنشین ہیں کہ طبیعت مچل جائے لفظوں اور جملوں کی تربیت ایسی ہے کہ لگتا ہے ہر لفظ اور ہر جملہ عشق حسین کے ساغر میں ڈبو کر نکالا گیا ہے اور ایسا کیوں نہ ہو اس کتاب اور جواب کی ابتداء محقق کربلا نے دہلیز حسین پاک سے انھیں کے باطنی حکم کے مطابق کی ہے۔ داعیہ تصنیف بھی حرم امام میں پیدا ہوا اور ابتدائے نگارش بھی امام کی چھوکٹ سے ہوئی کتاب ھذا کی مذکورہ بالا کیفیات کے پیش نظر ہم یہ کہنے میں بالکل حق بجانب ہیں علامہ کمالی کا یہ شاہکار گم گشتگان راہ کیلئے مینارہ نور اور اہل حجت وعقیدت کے دلوں کا سرور ہے۔

حضرت محقق کربلا علامہ شیدا کمالی نے کتاب ہذا کو نقلی و عقلی دلائل سے مزین کردیا ہے آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ نیز اقوال سلف کی روشنی میں تعزیہ داری کا جواز و استحسان سب کے سامنے لاکر رکھدیا ہے۔ اس کتاب مستطاب کے دلائل وشواہد کو ملاحظہ کرنے کے بعد ان شاء اللہ ہر ذی فہم وذی انصاف قاری تعزیہ شریف سے متعلق بدظنی سے نجات پالے گا۔

کتاب ہذا کے دلائل کا باریکی کیساتھ مطالعہ کرنے کے بعد ہر عالم ومفتی وفقیہ کو کہنا پڑیگا کہ کتاب بالکل رفع الحجاب ہے۔

مصنف مکرم نے علماء وصوفیاء کے اقوال اور سلف وخلف کے معمولات کتاب ہذا میں جابجا نقل فرماتے ہیں اور تعزیہ شریف کی زیارت وجلوس وگشت پر بھی رقمطراز ہیں کہ

''تمام تعزیہ داروں پر لازم ہے کہ جب بھی تعزیہ بنائیں یا تعزیہ کی زیارت کریں تو باغسل ہوں باوضو ہوں باادب رہیں نظریں نیچی رکھیں یہ تصور کریں کہ میں میدان کربلا میں ہوں

حضرت امام عالی مقام علی جدہٖ علیہ الصلوٰۃ والسلام دیکھ رہے ہیں نامحرم کی طرف نظریں نہ اٹھائیں بلکہ پوری توجہ حضرت امام عالی مقام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف رہے۔ تمام لہو ولعب سے پرہیز کریں واقعات کربلا سنیں اور غم حسین میں روئیں تاکہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ادا ہوسکے۔ تعزیے میں کسی جاندار کی تصویر نہ لگائیں۔ (کتاب ہٰذا)

ناظرین گرامی آپ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر صرف دو منٹ تک غور کریں اور پھر فیصلہ کریں کہ جو آداب مصنف محترم نے لکھے ہیں اس کا ایک ایک حرف اپنے اندر کس درجہ شریعت مطہرہ کا پاس ولحاظ جذب کئے ہوئے ہے۔

فقیر مداری ایسے پابند شرع قلم کو سلام محبت پیش کرتا ہے جس نے شرع محمد ﷺ کا اس درجہ پاس ولحاظ رکھا۔ علامہ محترم نے تعزیہ شریف کے جواز واستحسان پر دلائل وبراہین کے انبار لگادئے یہ ان کی محققانہ شان ہے ورنہ اگر صرف اصول شرع مطہرہ ہی بیان کر کے یہ لکھ دیتے کہ تعزیہ شریف کا بنانا اور جلوس تعزیہ کا اہتمام کرنا شرعاً جائز بلکہ مستحسن ہے اور اس عمل پر اللہ ورسول خوش ہوتے ہیں اور یہ نیک عمل کرنے والے کو اجر وثواب ملتا ہے تو یہ بالکل درست ہوتا اور لائق عمل بھی جیسا کہ آپ ہمارے مقدمے کی گذشتہ سطروں میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

اس مقام پر ناظرین کی پوری توجہ کا طالب ہوں اور عرض کرتا ہوں کسی دلیل شرعی سے آج تک کوئی یہ ثابت نہ کرسکا کہ تعزیہ شریف بنانا ناجائز وحرام ہے اور نہ ہی صبح قیامت تک ثابت کرپائیگا۔ لہٰذا اگر کوئی شخص تعزیہ شریف بنانے یا جلوس تعزیہ نکالنے یا اس کا ادب واحترام کرنے یا اس کے سامنے فاتحہ خوانی ودعاء وغیرہ کو ناجائز وحرام کہے تو اس سے دلیل شرعی طلب کریں آپ یقین جانیں بڑا سے بڑا مفتی بھی تعزیہ شریف کے خلاف دلیل شرعی قطعاً پیش کرنے سے قاصر ہی نظر آئیگا۔ وہ فقط دو چند فتاوے پیش کر کے اپنا دامن جھاڑ دے گا میں اپنی زندگی کا ذاتی تجزیہ بتارہا ہوں کہ تعزیہ شریف کے خلاف آج تک مجھے کوئی دلیل شرعی کسی فتوے کے اندر نظر نہیں آئی

ورنہ ہمیں تسلیم کرنے سے کوئی بھی نہیں روک پاتا۔

اس کے برعکس تعزیہ شریف کے خلاف جتنے بھی فتوے نظر سے گذرے سارے کے سارے پھسپھسے بے وزن بے وقعت ہی رہے بلکہ تمام فتاوے قرآن وحدیث کے خلاف نظر آئے۔

ناظرین گفتگو اس موڑ پر ہے جہاں آپ کی مکمل توجہ درکار ہے آیئے قرآن پاک کی آیت مودۃ یعنی قل لآ اسئلُکم علیہ اجراًاِلا المودّۃ فی القربیٰ۔

ترجمہ: (یعنی اے رسول) فرمادیجئے میں اس (تبلیغ رسالت) پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا سوائے اپنے قرابت داروں کی مودۃ کے۔ ناظرین کو بتاتا چلوں کہ محبت اور مودۃ میں فرق یہ ہے کہ محبت کیلئے اظہار واعلان ضروری نہیں دوسری بات ہر مودۃ محبت ہے لیکن ہر محبت مودۃ نہیں ہے کیونکہ محبت میں اظہار واعلان ضروری نہیں جبکہ مودۃ میں محبت تو ہے ہی مگر اس محبت کا اظہار واعلان بھی ضروری ہے تبھی مودۃ کہلائے گی۔

اتنی بات سمجھنے کے بعد آپ یہ بھی سمجھ لیں اور جو نہیں سمجھتے انھیں سمجھا دیں کہ اہل بیت بالخصوص حسنین کریمین اور ان کے والدین طیبین وطاہرین سے مودۃ فرض ہے، ان سے آپ کی محبت اس شان کے ساتھ ہو کہ زمانے کے لوگ بھی آگاہ ہوجائیں کہ فلاں قرابت داران رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام بالخصوص نواسہ رسول حضرت امام حسین سے محبت ومودۃ کرتا ہے۔ اور یہ بات بالکل روز روشن کی طرح واضح ہے کہ تعزیہ شریف جو کہ ایک غیر ذی روح محض روضہ امام کی شبیہ یا تصوراتی شبیہ ہے اسے بنانے اور گھمانے سے **الّا المودّۃ فی القربیٰ** پرعمل ہوتا ہے یعنی مودۃ پر عمل یقینی ہوجاتا ہے۔

اور یہ مودۃ فرض ہے چنانچہ بلاشبہ تعزیہ شریف کا بنانا اس کو گشت کرانا زیر آیت **قل لآ اَسئلُکم علیہ اجراًالا المودّۃ فی القربیٰ** ہے اور یاد رہے کہ یہ تقاضہ تقاضہ رسول بعد میں

اور کھلے لفظوں میں یوں سمجھ لیجئے کہ تعزیہ شریف بنانا اور گھمانا مطابق قرآن ہے اور مطابق قرآن کو حرام بتانا ناجائز کہنا روح ایمان کو جھلسانے کے مترادف ہے۔

مجھے ان چند مفتیوں پر تعجب ہے جو ہر سال محرم شروع ہونے سے پہلے سیرت امام حسین پر کوئی مضمون نہیں نشر کرتے ہیں۔ مگر ایک محرم سے دس محرم تک برابر تعزیہ شریف کے خلاف فتاوے نشر کرتے رہتے ہیں۔ یقیناً ایسے لوگ بدنصیب اور مقدر کے بگڑے ہیں۔

گذشتہ ماہ محرم میں ایک مفتی صاحب نے بلا دلیل شرعی فتویٰ داغا کہ جو عالم دین تعزیہ شریف کو جائز سمجھے اور اس کا احترام کرے اس کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو اس کے سامنے نیاز فاتحہ کرے وہ لائق امامت نہیں اس کی اقتداء نادرست ہے۔

ناظرین کرام! یقین مانیں ایسے فتاوٰں کو ہی درباری فتویٰ اور ایسے ہی مفتیوں کو درباری مفتی کہا جاتا ہے۔ ایسے مفتی باضابطہ بنائے جاتے ہیں تاکہ احیائے حسینیت پر روک تھام کی جائے اور یزیدیت کی بربریت مزید آشکارنہ ہونے پائے سلاطین بنی امیہ کی پردہ پوشی کا سامان کیا جائے۔

المختصر تعزیہ شریف پر پابندی اور اتنے سخت فتاوے محض یزید نوازی کا بین ثبوت ہیں۔ اور تعزیہ شریف کا بنانا اور گشت کرانا یزیدیت کے خلاف ایک احتجاج ہے احیائے حسینیت کی تحریک ہے جس کا چلتے رہنا عین منشائے اسلام ہے۔

اللہ عزوجل جملہ مسلمانوں کو صراط مستقیم پر گامزن رکھے اور زیر سایہ اہلبیت زندگی عطا فرمائے۔ آمین۔

اور مصنف کتاب امام عشق ومحبت اسیر اہلبیت محقق کربلا حضرت علامہ فخر عالم شیدا کمالی کی عمر میں بہت بہت خیر و برکت داخل فرمائے اور ان کے اہل وعیال کو ہمیشہ دین ودنیا کی بیش بہا نعمتیں عطا فرماتا رہے۔ یقیناً حضرت علامہ کی یہ کاوش ان کے جنتی بہشتی ہونے پر مہر حسین ہے۔

وماتوفیقی الاباللہ۔

محمد قیصر رضا علوی حنفی خادم درس وافتاء جامعہ عزیزیہ اہلسنّت ضیاء الاسلام دائرۃ الاشرف
جھبراؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر (یوپی) انڈیا
وخلیفہ اعظم خانقاہ مداریہ دارالنور مکن پور شریف ضلع کانپور نگر (یوپی)
۲ ربیع الثانی ۱۴۴۵ھ، مطابق ۱۸، اکتوبر ۲۰۲۳ء، بروز بدھ
موبائل نمبر:9792176276

تقریظ پُرتنویر

ازقلم حق شیخ مدینہ منورہ حضرت سید نظیر الدین الجیلانی مدینہ منورہ

الكاتب الدينى العزيز العلامه شيدا كمالى الهندى، أثار دومًا روحنا الروحية بكلماته العميقة. كتابه القادم يعد بأن يكون مصباحًا آخر للإرشاد. نتوقع بشغف الحكمة التى يقدمها، حيث ألمس أعماله السابقة قلوبنا وأيقظت عقولنا. رسالته ترنو بعمق فى بحثنا عن الغرض والاتصال. بينما يشارك العلامه شيدا رؤاه، نتوقع استكشافًا للإيمان والروحانية سيوجهنا نحو فهم أعمق وتوازن أكبر. من خلال كل كتاب، يستمر فى إلهامنا ورفعنا، مقدمًا عزاء وطريقًا نحو وجود أكثر معنى. نحن بشغف ننتظر معجمه القادم. "حفيد الشيخ عبد القادر الجيلانى الشيخ السيد نظير الدين الجيلانى الحموى المدنى مدينة المنورة المملكة السعودية العربية

تقریظ پُرتنویر

سید حبیب عادل الزونی مدینہ منورہ

هذا الكتاب العظيم للشريعة المحمدية والتعزية داران لحضرة العلامة مولانا الدكتور محمد فخر عالم شيدا كمالى صاحب القبلة لا مثيل له فى حد ذاته.

والتعزية فى حد ذاتها لها معنى شامل للغاية، وهذه الحقيقة لا يفهمها إلا المؤمنون.

أولئك الذين لديهم حب أهل بيت رسول الله فى قلوبهم، وخاصة سيد الشهداء،

المقربين من حضرة الإمام الحسين علاء جدة (عليه السلام)، يقومون بالتعزيه تعزية مرتبطة بشعائر الإسلام.

ونحن سعداء جدًا بهذا العمل المذكور، وبحضور المولى تعالى أدعو بالنبي الكريم (صلى الله عليه وسلم) أن يحفظ الله تعالى الكاتب سعيدًا ومزدهرًا في كلا المكانين ويتقبل جهوده. آمين، وصلى الله عليه وآله وسلم

ترجمہ: محقق عصر حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر محمد فخر عالم شیدا کمالی صاحب قبلہ کی یہ عظیم کتاب شرع محمدی اور تعزیہ داری اپنے اپ میں بے مثال ہے۔

تعزیہ اپنے آپ میں بہت جامع معنی رکھتا ہے اور اس حقیقت کو صرف ایمان والے ہی سمجھ سکتے ہیں۔

تعزیہ داری وہی کرتے ہیں جنکے سینوں میں اہلبیت رسول اللہ ﷺ کی مودت ہے بالخصوص تاجدارِ کربلا سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام سے جو الفت رکھتے ہیں تعزیہ کا تعلق شائر الاسلام سے ہے۔

موصوف کے اس کام سے ہم بہت خوش ہوئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلے سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مصنف کو دونوں جہاں میں شاد و آباد رکھے اور ان کی کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین یا رب العالمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

فقط والسلام



DARBAR-E-ALIYA CHISHTIYA AJMER SHARIF
Khwaja-e-Azam Shahenshah-e-Hindustan, Atta-e-Rasool Gharib Nawaz (R.A.)
Gaddi Nashin Heredity Khadim Huzoor Gharib Nawaz
Peer-e-Tariqat Alhaj Sufi

SYED GHULAM KIBRIA DASTAGIR



HUSSAIN MANZIL
Pannigran Chowk, Dargah
AJMER SHARIF

E-mail: [illegible]@gmail.com

Mob.+91-9828378696
Mob.+91-9649431382

Date: ....

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

امابعد

تمام تعریفیں اللہ رب العزت کے لئے اور درود وسلام ہو نبی کریم ﷺ اور آپ کی آل پر۔ میری نظر سے مولانا شیدا کمالی چشتی قادری قلندری حفظہ اللہ کی تصنیف (شرع محمدی ﷺ اور تعزیہ داری) میرے پاس آئی کتاب کا مضمون دیکھ کر بڑی مسرت محسوس ہوئی اور میں نے اس کا بخوبی مطالعہ کیا۔ خالق کائنات نے برِصغیر میں مبلغ اعظم کا سہرا خواجہ اعظم خواجہ، خواجگاں حضرت خواجہ معین الدین چشتی غریب نواز رضی اللہ عنہ کے سر پر رکھا۔

اور اسی دربار دربارِ خواجہ اعظم حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتیؒ میں قدیم زمانہ سے بڑے ادب واحترام کے ساتھ تعزیہ داری کی رسم ادا کی جاتی رہی ہے جو بڑے فخر کی بات ہے۔ اس عمل کے جواز پر شرعی دلائل سے پُر ایک جامع تصنیف جس کی برِصغیر میں بے حد ضرورت تھی اس ضرورت کو مولانا شیدا کمالی صاحب نے خواجہ صاحبؒ کے کرم سے پورا کر دیا جو کہ عاشقانِ اہلِ بیت کے لیئے بڑی مسرت وخوشی کی بات ہے۔

میں اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت اس تصنیف کو قبولِ عوام وخواص بنائے۔ آمین! یارب العالمین!!

اور علامہ شیدا کمالی کی اس خدمت پر انہیں دنیا وآخرت میں بہترین اجر عطا فرمائے۔

الحاج سید غلام کبریا

صدر، انجمن سیدزادگان خدامِ خواجہ صاحبؒ

درگاہ شریف، اجمیر (راجستھان)

تحریر پُرتنویر

از قلم مجدد تعلیمات مخدوم سمناں شیخ الہند اشرف ملت حضرت علامہ ومولانا پیر صوفی سیّد محمد اشرف الاشرفی الجیلانی دامت برکاتہم خانقاہِ اشرفیہ شیخ اعظم سرکارکلاں کچھوچھہ مقدسہ بانی وصدر آل انڈیا علماء مشائخ بورڈ

الحمد لولیہ والصلوٰۃ علی نبیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ۔ امابعد!

محقق عصر مولانا شیدا کمالی صاحب کی مایہ ناز تصانیف اکثر نگاہوں سے گزرتی ہیں۔ جسے میں بڑے ذوق وشوق سے پڑھتا ہوں۔ ابھی حال میں سلمہٗ کی تصنیف شرع محمدی اور تعزیہ داری کا نسخہ دستیاب ہوا۔ چونکہ اس موضوع پر ہندو پاک کے بیشتر علماء خاموش دکھائی دیتے ہیں۔ اور تعزیہ داری جیسے اہم موضوع پر اپنے زور قلم کا جوہر دکھانے سے گریز کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ سلمہٗ کی یہ مایہ ناز تصنیف نہایت ہی عمدہ حق بیانی پر مشتمل اور واضح دلائل اور ثبوت کی روشنی میں لکھی گئی ہے۔

جیسا کہ آپ حضرات کو معلوم ہے کہ میرا تعلق کچھوچھہ مقدسہ سے ہے۔ اور سید مخدوم اشرف جہاں گیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ جو عالمی شہرت یافتہ پائے کے بزرگ گزرے ہیں۔ میں انھیں کے خاندان سے ہوں اور جہاں تک میرے علم میں ہے کچھوچھہ مقدسہ میں تعزیہ داری سید مخدوم اشرف جہاں گیر سمنانی رضی اللہ عنہٗ کے زمانے سے رائج ہے۔ چونکہ ناصبی اور خارجی سنیت کا لبادہ اوڑھ کر خانقاہوں اور مدرسوں میں خلط ملط ہو گئے ہیں۔ اور لوگوں کا ذہن خراب کرتے رہتے ہیں۔

جس کا اصل مقصد ہی یہی ہے کہ امت مسلمہ کو اہلبیت اطہار سے دور رکھا جائے۔ اور سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کے ظالمانہ قتل جیسے سنگین جرم کرنے والے منافقوں کو بے

نقاب کرنے سے گرز کیا جائے۔ اور حسین اور حسینیت سے لوگوں کو دور رکھا جائے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ عزیزم مولانا شیدا کمالی سلمہ' کی یہ کتاب طلوع ہونے والے سورج کی طرح ہے جو اپنی روشنی سے یزید اور یزیدیت کی تاریکی کو دم توڑنے پر مجبور کر دیگی۔ انشاء اللہ انشاء اللہ۔

میرا ذاتی مشاہدہ ہے اور تمام لوگ یہ بخوبی جانتے ہیں کہ جب محرم کا چاند طلوع ہوتا ہے اس وقت سے کچھ لوگ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والوں جنھیں بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظلم وتشدد کا شکار بنایا گیا۔ اور اللہ کے حکم قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ۔ کی دھجیاں اڑائی گئیں۔ اور رسول کے نواسوں کے ظالمانہ قتل پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش کی جانے والی تعزیت (تعزیہ) کے خلاف طرح طرح کی باتیں شروع کر دیئے ہیں۔ اُن پر میں یہ واضح کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ تعزیہ تیمور لنگ بادشاہ کے عمل کی ترویج واشاعت کا نام نہیں ہے۔ اور نہ ہی شیعیت کی پیروی کا نام ہے۔ بلکہ بہت سارے اسلاف اور اولیائے چشتیت جس کا تعلق خانوادۂ رسالت سے ہے۔ اور جو حضرت امام حسین علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔ ماہِ محرم میں حضرت غازی عباس کے نام سے علم نصب کرتے تھے۔ اور تعزیہ شریف بنا کر زیارت کرتے اور مصائب کا ذکر کرتے اور اپنی نم آنکھوں سے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نذرِ عقیدت پیش کرتے تھے۔ یہ سلسلہ عرب وعجم میں صدیوں سے رائج تھا۔ مگر جس دور میں اگر ماں باپ اپنے بچے کا نام علی رکھ دیتے تو بچے کے ساتھ ساتھ ماں باپ کو بھی قتل کر دیا جاتا تھا۔ اور اگر کسی کی زبان سے مولا علی کا لفظ ادا ہوتا تو اُسے رافضی اور گمراہ تک کہنے سے گریز نہیں کیا جاتا تھا۔ یہ کیسے ممکن تھا کہ لوگ حضرت امام حسین علیہ السلام کے تعزیہ کو برداشت کر لیتے اسی وجہ سے بدعت اور غیر اسلامی عمل وغیرہ قرار دیا جاتا رہا ہے۔

اسی کے ازالہ کے لئے محقق عصر حضرت علامہ مولانا فخر عالم شیدا کمالی صاحب کی مایہ ناز تصنیف شرع محمدی اور تعزیہ داری جیسی کتاب کی ضرورت محسوس ہوتی جو ایک طرف تعزیہ داری

کی روایت سے آگاہ کرے گی۔تو دوسری طرف جو سنیت کا لبادہ اوڑھ کر خارجی ناصبی اور دُشمنان اہلبیت اور دشمنانِ سادات کو بے نقاب کرنے کا کام کریگی۔

میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محب اہلبیت مولانا شیدا کمالی سلمہٗ کو اسی طرح حق بیانی کرنے اور حق لکھنے کی توفیق رفیق عنایت فرمائے۔ان کے ایمان میں عمر میں رزق میں برکتیں عطا فرمائے اور اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت سیدہ فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کی چادر تطہیر کے توسل سے اس کو مقبول عوام وخواص بنائے۔آمین ثم آمین۔

اشرفی گدائے جیلانی ابوالنواز سیّد محمد اشرف الاشرفی الجیلانی غفرلہٗ

خانقاہِ سرکارکلاں وشیخ اعظم کچھوچھہ مقدسہ

18 ستمبر 2023، بروز اتوار 20، ربیع النور شریف 1445ھ۔

ازقلم حق فقیہ امت حضرت علامہ ابوالحماد مفتی محمد اسرافیل حیدری المداری دارالنور مکن پور شریف (یوپی)

دنیا کی ہر زباں پہ ہے قبضہ حسین کا

ہر صاحب شعور کا دل کربلا میں ہے

نقیب اہل بیت، حسینی قلندر، میخانۂ علوی کے مست و ملنگ بتول زہرا کے ثنا خوان، امین ناموس اہل بیت، دربار حسینی کے کمالِ شیدائی، علمبر دار مولائیت وحسینیت جناب علامہ شیدا کمالی صاحب مدظلہ العالی کی ذات اس دور پر آشوب میں حسینی علماء کی صف میں بہت مخصوص وممتاز ہے حُرِّ وفادار کی طرح دامن حسینیت میں آگر پرچم حسینیت بلند کرنے کا سہرا آپ کے گلے میں پڑا ہوا ہے۔آپ نے فضائل اہل بیت کے باب میں کئی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جو عوام و خواص میں قبولیت کا شرف پا کر داد تحسین حاصل کر چکی ہیں۔جن میں حسین وزینب، کربلا، مابعد کربلا، نقوش کربلا قابل دید اور حب اہل بیت کا نمونہ ہیں، ''خواجہ بطحا'' نے تو دھوم مچا کے رکھا

ہے مسئلہ ایمان ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اتنی اچھی کتاب لکھنا آندھی میں چراغ جلانے جیسا ہے بڑے حوصلے اور ہمت کی بات ہے، اجر رسالت کی دولت دوام سے ایسے ہی لوگ مالا مال ہوتے ہیں۔ موصوف کی یہ کتاب "شرع محمدی اور تعزیہ داری" میری نظر میں تعزیہ داری اور یادگار حسینیت پر اب تک کی سب سے جامع، مسکت اور مدلل کتاب ہے اس موضوع پر ایک عجالۂ نافعہ رسالہ بنام "تعزیہ داری انعام فضل باری" میں نے بھی تحریر کی تھی لیکن اس میں جو تشنگی رہ گئی تھی اس مرد حسینی نے اسے بجھا دیا۔ میں نے کتاب مستطاب کو ایک ہی نشست میں پڑھ لی، از اول تا آخر خوب سے خوب تر پایا۔ ممکن ہے دل کے روگیوں کو راس نہ آئے، لیکن اہل محبت چشم ونگاہ میں اسے سجا کر رکھیں گے، موصوف نے جو کوشش کی ہے وہ لاجواب ہے۔ حسینیوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ میں سمجھتا ہوں اس کتاب نے لاکھوں لاکھ سنی حسینی مسلمانوں کی لاج بچا لی ہے۔ یہ کتاب حسینیات کے باب میں ایک ایسا کارنامہ ہے کہ مجھے امید ہے سر محشر صرف اسی کے صلہ میں امام عالی مقام علیہ السلام کی خوشنودی آپ کو حاصل ہو جائے گی، اور حسینیوں کی جنت میں مقام اعلیٰ وبالا پانے کے حقدار ہو جائیں گے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے "المرء مع من احب و انت مع من احببت" یعنی آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے تو بھی اسی کے ساتھ رہے گا جس سے تو محبت کرتا ہے" یہ کتاب محبت ووفاداری اور نغمات حسینیت کا خوبصورت شاہکار ہے۔ اس کتاب کو ہر زبان میں شائع کرنے کی ضرورت ہے خصوصاً ہندی زبان میں اسے عام کرنا چاہئے۔ یہ کتاب سنی حسینی تعزیہ داروں کیلئے دلیل اکمل ثابت ہوگی۔ اس دور میں جب کہ اندھ بھگتی عام ہو چکی ہے، اولیاء اللہ اور صالحین کی روش سے ہٹ کر یادگار حسینیت اور عمل تعزیہ داری کے خلاف مولویوں کی ایک بڑی جماعت حرام حرام ثم حرام کے فتووں کی طومار کے ساتھ حملہ آور ہے، فتووں کی آندھی طوفان بدتمیزی کی شکل اختیار کر چکی ہے، ایسے میں اس شیدائی، حسینیت نے کمال کی شیدائی پیش کی ہے، عشق اسد اللہی اور

محبت شبیری کے نذرانے کی شکل میں رسالہ ''شرع محمدی اور تعزیہ داری'' کیا پیش کیا ہے لگتا ہے راہ دار ورسن پر قدم جمانے کا عزم کرلیا ہے۔ حسینیوں کے ساتھ خوارج، نواصب، حامیان یزیدیت اور باغیان حسینیت کے جوروپے اور برتاؤ دیکھنے کو ملتے رہے ہیں مجھے خدشہ ہے کہ علامہ شیدا کمالی کے ساتھ بھی کہیں وہ سب کچھ نہ ہوجائے۔ لیکن میرا تجربہ ہے کہ حسینیت کے سونے کو جتنا تپایا جاتا ہے اتنا ہی وہ کندن ہوتا چلا جاتا ہے۔ حسینیت کی راہ میں مرمٹنے والے اللہ والوں کی جماعت میں سرخیل بن کر زندہ وجاوید ہوجاتے ہیں۔ اصل میں کربلا تو ظلم واستبداد کے خلاف صبر واستقامت کا ایک حسین استعارہ ہے اور حسینیت ابتلاء وآزمائش کا بہترین آئیڈیئل ہے۔ علامہ اقبال جن کا عشق گام گام پر حسین حسین پکارتا رہا اور منزل منزل لبیک یا حسین لبیک یا حسین کی صداؤں سے ہوائے علم وادب کو عشق بار بناتا رہا اپنے رموز میں فرماتے ہیں۔

اسلام کے دامن میں اور اس کے سوا کیا ہے؟

ایک ضرب ید اللہی اک سجدۂ شبیری

اللہ تعالیٰ علامہ موصوف کی حفاظت فرمائے اور اپنے دامن کرم کی خاص نعمتوں کا امین بنائے۔

آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین وآلہ الطیبین الطاہرین۔

ابوالحماد محمد اسرافیل حیدری المداری دارالنور مکن پور شریف۔

تحریر پُرتنویر

پیر طریقت رہبر شریعت آل نبی اولاد علی وکیل اہلبیت حضرت علامہ الشاہ سید فیض حسن
صاحب قبلہ صفوی مدینۃ الاولیاء صفی پور شریف اناؤ یوپی، انڈیا

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہٖ والہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

امابعد!

اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضل و کرم سے اس وقت میرے ہاتھ میں مصنف تصانیف کثیرہ مفکر اسلام محقق کربلا زائر نجف اشرف حضرت علامہ ومولانا شیدا کمالی صاحب قبلہ کی تصنیف شرع محمدی اور تعزیہ داری ہے۔ جس کا مطالعہ کرنے کے بعد یقیناً یہ احساس ہو رہا ہے کہ اتنی جامع تصنیف اہلبیت کے فیضان کے بغیر ممکن نہ تھی۔ محسوس یہ ہو رہا ہے کہ قلم ان کا اور فیضان اہلبیت پاک کا ہے۔ مجھے یقین ہے اُن کی یہ تصنیف روئے زمین پر ہمیشہ یاد رکھی جائے گی۔ یہ کتاب برصغیر کے مسلمانوں کے لئے ایک نایاب تحفہ ہے۔

میری دُعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت مولانا شیدا کمالی صاحب قبلہ کو عمر طویل عطا فرمائے اور ان کے رزق میں کشادگی عطا فرمائے اور انھیں دونوں جہاں میں شہدائے کربلا کے سائے میں رکھے۔ آمین ثم آمین۔

فقط والسلام سید فیض حسن صفوی صفی پور شریف
اناؤ (یوپی) انڈیا

تقریظ پُرتنویر

پیرطریقت رہبر شریعت حضرت محمد عمر شاہ جیلانی بانسوی صاحب قبلہ سجادہ نشین سرکار بانسہ شریف (یوپی)

نحمدہٗ و نصلی و نسلم اما بعد!

زیر نظر کتاب شرع محمدی اور تعزیہ داری تصنیف لطیف محقق کربلا علامہ شیدا کمالی قادری چشتی قلندری صاحب کی مطالعہ میں آئی دل باغ باغ ہوگیا۔ اس دور پُرفتن میں جہاں چاروں طرف ناصبیت کی یلغار ہے۔ ایسے ماحول میں اس کتاب کا آنا یقیناً فیضان حضرت امام عالی مقام علیہ السلام ہے۔ ہماری خانقاہ میں زمانۂ قدیم سے ہمارے آباء و اجداد تعزیہ داری کرتے چلے آئے ہیں۔ بالخصوص حضور سید عبدالرزاق بانسوی علیہ الرحمہ کے تعزیہ داری کی شہرت تو دور دور تک ہے۔ آج بھی ہماری خانقاہ میں تعزیہ داری اور لنگر و سبیل کا خوب اہتمام کیا جاتا ہے۔ تعزیہ داری مؤدت اہل بیت کا ایک جز ہے۔ اور حضرت امام عالی مقام علیہ السلام کی بارگاہ میں مقبولیت کا باعث ہے۔ میری دعا ہے کہ مولا تعالیٰ علامہ شیدا کمالی صاحب کو دین و دنیا کی ہر نعمتوں سے مالا مال کرے اور زمینی و آسمانی بلاؤں سے محفوظ رکھے۔ اور یہ کتاب ان کے لئے ذریعۂ نجات بنادے۔ آمین ثم آمین

فقط محمد عمر شاہ

تحریر پُرتنویر

از قلم حق آل نبی اولاد علی پیر طریقت رہبر شریعت شہزادہ خطیب دکن حضرت علامہ و مولانا آل مصطفیٰ قادری الموسوی الجیلانی علی پاشا جانشین خطیب دکن سجادہ نشین خانقاہ قادریہ موسویہ حیدرآباد دکن

اسلام دین فطرت ہے اور حضور نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے زمانہ جاہلیت کی صرف ان

رسومات وطریقوں پر عمل سے منع کیا جس میں شرک کا شائبہ ہوتا ہو۔اس کے علاوہ چیزیں قرآن وحدیث سے متصادم نہیں ان کا کیا جانا از روئے شریعت جائز و مستحب ہے۔

محرم الحرام میں سید الشہد اء امام عالی مقام اور اہل بیت اطہار کے مقدس روضوں کی شبیہ بنایا جانا اور پھر ان کو بصد عقیدت واحترام برائے زیارت رکھنا شرعی طور پر بالکل قبیح و ناجائز نہیں۔تعزیہ چونکہ امام عالی مقام کے روضہ کی شبیہ ہے اور من وعن ہے سو اس پر کسی انسان کو ہرگز دیگر اقوام و مذاہب کی عمارتوں کا شبہ تک نہیں ہوتا۔لہٰذا تشبیح کا احتمال بھی خارج از بحث اور محض ایک بے وقوفانہ نظریہ ہے۔

برصغیر کی ممتاز خانقاہوں میں بشمول اجمیر معلیٰ، کچھوچھہ شریف، مکن پور وغیرہ میں تعزیہ داری کا جواز ہے اور اور اسکے جواز مین سینکڑوں دلائل و براہین پیش کئے جا چکے ہیں۔اگر معترض اس کے باوجود بھی تسلیم نہ کرے تو یہ صرف علمی ہٹ دھرمی اور زد کے سوا کچھ نہیں۔

ہاں تعزیہ اگر محض روضہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا صحیح نقشہ پر مشتمل ہو اور اس میں کسی قسم کے خرافات کی آمیزش نہ ہو اور بطور تبرک رکھا جائے تو شرعاً کوئی خرابی نہیں کہ یہ ایک غیر جاندار کا نقشہ ہوگا، اور غیر جاندار کا نقشہ رکھنے میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے۔جیسے حرمین شریفین کا نقشہ بقصد تبرک رکھا جاتا ہے۔

تعزیہ داری کے جواز میں محقق وقت صاحب تصانیف کثیرا عاشق اہل بیت علامہ شیدا کمالی صاحب کی ایک اور تحقیقی کتاب ''شرع محمدی اور تعزیہ داری'' منظر عام پر آرہی ہے، مجھے امید ہے کہ آپ نے ایک بار پھر تحقیق و تطبیق کا حق ادا کیا ہوگا۔مولا کریم سے دعا ہے کہ اس سعی کو قبول فرمائے اور ملت اسلامیہ کو خرافات وانتشار سے محفوظ رکھے۔

فقط

سید آل مصطفےٰ قادری الموسوی الجیلانی علی پاشاہ

جانشین حضور خطیب دکن، سجادہ نشین خانقاہِ قادریہ موسویہ حیدرآباد دکن

تحریر پُر تنویر

پیر طریقت راز دارِ حقیقت آل نبی اولادِ علی حضرت علامہ الشاہ سیّد شاہ عالم صاحب قبلہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت بابا کمال شاہ رضی اللہ عنہ، پانڈے بازار بستی (یو پی) انڈیا

الحمدللہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہٖ واٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

امابعد

حضرت امام حسین عالی مقام علیہ السلام کی ذات بابرکات کے تعلق سے کسی بھی تقریب کا اہتمام دین محمدی پر قائم و دائم ہونے کا بین ثبوت پیش کرنے کے مترادف ہے اور شہید اعظم سرکار امام عالی مقام کی محبت کی دلیل ہے۔ اور کیوں نہ ہو جب ہمارے اور آپ کے پیارے نبی سید الانبیاء مالک کل فخر رسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ الحسین منی وانا من الحسین، یعنی جسنے سید الشہداء سرکار امام عالی مقام سے محبت کا اظہار نہیں کیا اس نے مجھے بھی فراموش کر دیا۔ رب کریم ہمیں خیر کی توفیق رفیق عطاء فرمائے (آمین)۔

زیر نظر کتاب ''شرع محمدی اور تعزیہ داری'' میں تصانیف کتب کثیرہ علامہ شیدا کمالی صاحب قبلہ نے سرکار سید الشہداء حضرت امام عالی مقام علیہ السلام کے ذکر و محبت کا سچا ثبوت پیش کرتے ہوئے تعزیہ داری کے تعلق سے عوام الناس کی مشکلوں کو آسان بنا دیا ہے اور ایک ایسی راہ ہموار کر دیا ہے جس پر گامزن ہو کر عاشق امام عالی مقام و عاشق اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ گمرہی سے اپنے کو محفوظ رکھ کر دین محمدی کی تبلیغ میں اہم رول ادا کر سکتے ہیں۔

مولیٰ شیدا صاحب قبلہ کی اس محبت کو قبول فرمائے اور عوام الناس کے لیے اس کتاب کو مشعل ہدایت بنائے۔ آمین۔ یارب العالمین۔

والسلام

سید شاہ عالم قادری چشتی قلندری اشرفی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ غوث وقت سید عین الکمال شاہ رضی اللہ عنہ بستی یو پی انڈیا

تقریظ پُرتنویر

از قلم حق آل نبی اولاد علی حضور پیر طریقت رہبر شریعت راز دارِ معرفت گل گلزار چشتیت حضرت پیر سیّد نظام الدین (باپو) چشتی زیدی شہزادہ وسجادہ نشین حضور خواجہ سید دلاور باپو زیدی چشتی رحمۃ اللہ علیہ آستانۂ عالیہ چشتیہ زیدیہ امریلی شریف گجرات

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلیٰ آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین۔ اما بعد

منزلت کی بیکلی ہے راستہ ہوتے ہوئے
سیرت شبیر کا اک آئینہ ہوتے ہوئے
درمیانِ حق و باطل فیصلہ ہوتے ہوئے
لوگ بھٹکے پھر رہے ہیں کربلا ہوتے ہوئے

محقق کربلا مصنف کتب کثیرہ وکیل اہلبیت حضرت علامہ ومولانا محمد فخر عالم شیدا کمالی صاحب قبلہ حیدری قادری چشتی قلندری کی گوہر نایاب تصنیف شرع محمدی اور تعزیہ داری جس کا مسودہ زیر نظر ہے۔ پڑھ کر روح خوش ہوگئی، رب قدیر کا بے کراں فضل وکرم اور احسان ہے کہ فکر میں آنے والے توہمات کے اِزالے کے لئے کسی نہ کسی مرد میدان کا انتخاب کرتا ہے۔ چونکہ ہمارا تعلق خانوادۂ مولا علی مشکل کشا شیر خدا کرم اللہ وجہہٗ سے ہے، اور جان رسول حضرت امام حسین علیہ السلام اور جملہ اہلبیت وسادات کرام کے خلاف سازش اپنے آسمان پر ہے۔

مختلف ادارے صرف حسینیت کے خلاف شازشیں کرنے میں ملوث ہیں۔ یہ سیدھے حضرت امام حسین علیہ السلام کی مخالفت نہیں کر سکتے تو تعزیہ داری علم برداری ونذر ونیاز وغیرہ جو ہمیں ہمارے اجداد، ائمہ مشائخ اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین کے ذریعے ملی ہے۔ کو روکنے کی سازش چل رہی ہے۔ ایسے حالات میں میں بار بار یہ سوچتا تھا کہ اگر ان لوگوں کی تعزیہ داری کے

خلاف سازشیں چلتی رہیں اور دنیا سے تعزیہ داری ختم ہوگئی تو کربلا کو اور کربلا کی یاد کو زندہ رکھنے کے لئے ہمارے پاس کون سا آلۂ کار ہوگا۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی مرد مجاہد کو اپنے محبوبین کی یاد منانے والوں کے خلاف سازش کرنے والوں پر ضرب کلیمی لگانے کے لئے منتخب فرماتا ہے۔ جیسا کہ محقق کربلا حضرت علامہ شیدا کمالی صاحب قبلہ نے شرع محمدی اور تعزیہ داری کی تصنیف فرما کر دُنیائے ناصبیت وخارجیت کو روسیاہ کرنے کا اور حق کو سربلند کرنے کا ذریعہ بنایا ہے۔ اس کتاب میں تمام اکابرین اہلسنت کی تصدیقات موجود ہیں۔ اور تعزیہ داری کی تاریخ اور تعزیے کی غرض وغایت پر مدلل بحث کی گئی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ کتاب تمام محبین اہلبیت کے لئے مشعل راہ ثابت ہوگی۔ اور دشمنان اہلبیت کی سازشوں کا منہ توڑ جواب بھی۔ اس کتاب سے پہلے علامہ شیدا کمالی صاحب کی ۱۱ رکتابیں منظر عام پر آچکی ہیں جو اپنے آپ میں بے مثال ہیں۔ برصغیر میں بڑے خلوص سے پڑھی جارہی ہیں۔ مولا تعالی سے دست بدعا ہوں کہ علامہ موصوف کے قلم اور زبان میں اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کے آل پاک کے صدقے میں قوت عطا فرمائے اور ان کے عمر میں رزق میں برکت عطا فرمائے۔ اور تمام قارئین کتاب کو اہلبیت اطہار سے محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہِ سید المرسلین

فقط والسلام

سید محمد نظام الدین چشتی زیدی سجادہ نشین امریلی شریف گجرات

تحریرِ پُرتنویر

اولادِ غوث اعظم پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ و مولانا سیّد عبداللہ صاحب قبلہ قادری نعیمی حبیبی چہار ضربی خلیفہ نبیرۂ صدر الافاضل نائب سجادہ نشین خانقاہ حبیبیہ بیل گھاٹ گھور کھپور و سربراہِ اعلیٰ دار العلوم خلیلیہ فیضان مانو یہ گوتم نگر گوونڈی، ممبئی ۴۳۔

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہٖ واٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔ اما بعد

محقق کربلا مصنف تصانیف کثیرہ پیر طریقت غواض معرفت زائر نجف و کربلا حضرت علامہ ومولانا محمد فخر عالم شیدا کمالی قادری چشتی قلندری جو دورِ حاضر کے ایک عظیم محقق و مصنف ہیں۔ ان کی کئی کتابیں ملک و بیرون ملک میں پڑھی جاتی ہیں۔ حال ہی میں ان کی ایک نئی تصنیف شرع محمدی اور تعزیہ داری کا مسودہ میں نے دیکھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے۔ ان الصفاء والمروۃ من شعائر اللہ۔ بیشک صفا و مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ جبکہ نہ کسی نبی کی نشانی ہے نہ صحابی کی حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا ایک نبی کی بیوی ہیں ایک نبی کی ماں ہیں، ایک ولیہ ہیں جن کو پانی کی تلاش میں چکر لگانے سے اللہ نے اسے پسند کرکے اپنی نشانی قرار دیدیا۔ خانہ کعبہ کی تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا۔ جس کو اللہ نے اپنا گھر بنادیا۔

اسی طریقے سے پیغمبر اسلام آخری نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے نواسے حضرت امام حسین پر اپنے بیٹے کو قربان کرکے حسین کو اپنی نشانی قرار دیدیا۔ اسی طریقے سے ان کے عاشقوں نے حضرت امام حسین کی شہادت کے بعد ان کے روضے کو دیکھنے کے بعد ہر سال زیارت کرنے سے محروم رہنے کے لئے تعزیہ کو حضرت امام حسین کی نشانی قرار دیدیا۔ ہر اولیائے کاملین نے بالخصوص سلسلہ عالیہ چشتیہ کے بزرگوں نے عشق حضرت امام حسین علیٰ جدہٖ وعلیہ السلام میں آکر حضرت امام حسین علیٰ جدہٖ وعلیہ السلام کے روضے کی نشانی بناڈالا۔

لہٰذا ہم سنی صحیح العقیدہ کے امام مجدد دین وملت خاتم المحدثین امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز نے اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ العزیز تعزیہ کے لہولعب سے دور رہنے کی تاکید کی ہے۔ لہٰذا تعزیہ کے قائل تمام اولیائے کرام اور علمائے محققین نے بھی مطلق تعزیہ کو حرام نہیں قرار دیا۔ صحیح امام عالی مقام کے روضہ کو بنانا ان کے نام پر مجلس کرنا جلوس نکالنا سب جائز ہے۔

لہٰذا ہم تمام علمائے اہل سنت سے اپیل کرتے ہیں کہ جس طرح ربیع الاوّل شریف کا جلوس اور جلوس غوثیہ نکالا جاتا ہے۔ اسی طرح سے حضرت امام حسین علیٰ جدہٖ وعلیہ السلام کا بھی جلوس نکالا جائے۔ اسی لئے امام اہلسنّت سے تعزیہ کے بارے میں سوال کرنے کے بعد ڈائریکٹ حرام نہیں لکھا جو اُن کے دور میں خرافات ہو رہے تھے۔ اُن خرافات کی نشاندہی آپ نے کی ہے۔ غیر جاندار کی تصویر بنانے سے منع نہیں کیا ہے۔ تعزیہ غیر جاندار ہے۔ لہٰذا تعزیہ بنانا جائز ہے۔

روز روضۂ شہ پر کیسے حاضری ہوتی
حسرت زیارت نے تعزیہ بنا ڈالا

اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں میری دُعا ہے کہ شیخ طریقت غواض علم معرفت عاشق اہلبیت محقق کربلا مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ محمد فخر عالم شیدا کمالی صاحب نے جو کتاب لکھی ہے اللہ تعالیٰ ان کے علم میں ان کے بازوئے قلم میں ان کے روزی روزگار میں آل اولاد میں ترقی عطا فرمائے اور یہ کتاب ان کے لئے ذریعہ نجات بنادے۔ آمین ثم آمین

فقط سیّد عبداللہ قادری حبیبی نعیمی چہارضربی

989296520

تقریظ

حافظ احادیث کثیرہ وکیل آل محمد خادم سادات بیت اللہ حسینی فاضل محمدیہ

الحمدلاھلہٖ والصلوٰۃ والسلام علیٰ اھلہا و اٰلہٖ

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری

صدی سے زیادہ عرصہ گزر گیا مگر مخالفینِ تعزیہ وعزدار کا طوفان بدتمیزی تھمنے کا نام نہیں لے رہا ہے۔ کبھی تعزیہ کے خلاف بدمذہب ہونے کے پروپیگنڈے، کبھی تعزیہ داری کو غیر شرعی بتا کر غلط فہمیاں پھیلانے کی ناکام کوششیں، کبھی بدعت وحرام اور تفسیق وتضلیل کے فتوے اور کبھی مروجہ تعزیہ داری کا مہمل لفظی کھیل اور تماشہ کر کے امام مظلوم علیہ السلام کی تعزیہ داری اور عزارانِ حسین علیہ السلام کو دھوکہ میں رکھنے کی ناپاک سازشیں ہوتی آرہی ہیں۔

حالانکہ تعزیہ داری کے ثبوت وصحت میں بزرگانِ دین کے بہت سے معمولات وارشادات اور جواز واثبات میں علمائے اہل سنت کی کثیر تصانیفات موجود ہیں۔ جن کے مطالعہ سے اہل دل ضرور اطمینان محسوس کریں گے۔ پنجتن پاک کی نسبت سے پانچ قابل مطالعہ کتب کے نام پیش خدمت ہے۔

اسمائے کتب:	مصنفین:
ازالۃ الاوہام:	علامہ عبدالواحد فرنگی محلّی
غم حسین علیہ السلام	شاہ محمد حسن میاں حنفی قادری پھلواری
وسیلۃ النجاۃ	ملا مبین فرنگی محلّی
جواز التعزیہ من الادلۃ الشریعہ	شاہ محمد فائق حنفی ہنسوی
اوراقِ غم	ابوالحسنات سید محمد احمد حنفی

اور زیر مطالعہ تصنیف لطیف شرع محمدی اور تعزیہ داری جو دور حاضر میں تعزیہ داری پر اٹھنے

والے سوالات کا مسکت جواب ہے۔ جسے یادگارِ سلف مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ فخر عالم شیدا کمالی صاحب قبلہ حفظہُ اللہ تعالیٰ من الجنۃ والناس نے قلم بند فرمایا ہے۔آیئے کچھ کتاب کے خاکے کے متعلق معلومات حاصل کریں تاکہ کتاب کی اہمیت اجاگر ہو اور مطالعہ آسان ہوجائے۔

پیش نگاہ کتاب ایک دیباچہ، پانچ ابواب، اور ہدیۂ تاثرات پر مشتمل ہے۔

ہدیۂ تاثرات	تاثرات مشائخ وعلماء
دیباچہ:	تصنیف:
باب اوّل	ابتدائیہ قرآن وحدیث کی روشنی میں
باب دوم	تعزیہ شریف تاریخ کی روشنی میں
باب سوم	تعزیہ شریف شریعت کی روشنی میں
باب چہارم	تعزیہ شریف اور ہماری ذمہ داریاں
باب پنجم	کیا یزید پر لعنت بھیجنا جائز ہے

قارئین کرام! پیشگی ہدایات سے آپ نے تصنیف مذکور کی اہمیت وافادیت کا اندازہ لگالیا ہوگا۔لہٰذا احقر زیادہ دیر کتاب اور آپ کے درمیان حائل نہیں رہنا چاہتا۔

رخصتی سے قبل راقم نقدیم مولیٰ کریم کی بارگاہ میں دعا گو ہے کہ اللہ رب العزت صاحب کتاب کو طویل عمر اور زیادتی علم عطا کرے اور مزید دینی خدمات کی توفیق بخشے۔ مولیٰ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔

اللہم وفقنا الجہاد فیک واھدین سبلک

از: خادم السادات بیت اللہ حسینیؔ فاضل محمدیہ (مقیم حال ممبئی)

تحریر پُرتنویر

ازقلم جامع معقول ومنقول مفکر ملت حضرت علامہ ومولانا قاضی محمد انوار حسین صاحب قبلہ کلکٹریٹ شہر بستی (یوپی)

زیر نظر کتاب شرع محمدی اور تعزیہ داری کے مسودے کا مطالعہ کیا گیا۔ رب قدیر کا بیکراں فضل وکرم اور احسان ہے جس نے برصغیر کی مشہور شخصیت محقق عصر حضرت علامہ مولانا فخر عالم شیدا کمالی صاحب قبلہ دامت فیوضہم کو اس عظیم سعادت سے سرفراز فرمایا کہ انھوں نے اپنی پوری زندگی اہلبیت اطہار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چاکری کے لئے وقف کردی اور جو جو کچھ لکھا وہ اہلبیت اطہار کی الفت ومحبت سے عوام الناس کو آگاہ کرنے کے لئے لکھا ویسے تو بہت ساری کتب آپ کی عالم اسلام میں بڑے ذوق وشوق سے پڑھی جاتی ہیں۔ جس میں کربلا مابعد کربلا، نقوش کربلا، حسین اور زینب، مولائے کائنات، خواجہ بطحا حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ، خصوصی اہمیت کی حامل ہیں۔ مگر ایک خلا تھا جو اس دور میں جب کہ ناصبیت خارجیت، بغض رسول اور آل رسول کی بنیاد پر عالم کا چولہ پہن کر حسینیت کے خلاف سازش کرتے اور بکواس کرتے نظر آرہے تھے۔ اور بحکم رب العٰلمین سید الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظیم سنّت حضرت امام حسین علیہ السلام کے تعزیے کے خلاف دکھائی دے رہے تھے۔ اس موقع پر لازم تھا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے تعزیے کی حمایت کے لئے اللہ کسی کے دست قلم کو یہ عظیم کارنامہ انجام دینے کے لئے منتخب کرتا اللہ نے حضرت مولانا شیدا کمالی صاحب کا انتخاب کیا۔ ویسے تو تعزیے کے تعلق سے اکثر یہ بات عوام وخواص کے درمیان کی جاتی ہے کہ اس کا رواج دلّی سلطنت کے ایک بادشاہ جس کا نام تیمور لنگ تھا اس کے ذریعے قائم ہوا۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو اسلام دنیا سے طاغوتی شہنشاہی بادشاہی نظام کو ختم کرنے کے لئے قائم ہوا تھا۔ جس کا صرف ایک مقصد تھا کہ دنیا میں عدل کی حکمرانی ہو۔ اور امن قائم ہو، اور

یہ کسی صورت میں شہنشاہی بادشاہی، زمین داری جاگیرداری حکمرانی کے زیر سایہ ممکن ہی نہیں تھا۔اور حضرت امام حسین علیہ السلام اوران کے والد حضرت مولا علی علیہ السلام سے لیکر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنی قربانی محض اس لئے پیش کی کہ دنیا سے طاغوتی نظام کا خاتمہ ہو اور اللہ کی حکومت قائم ہو۔ بھلا یہ کیسے ممکن تھا کہ ایک بادشاہ کے ذریعے اس عظیم فریضے کی انجام رہی ہوتی۔

اسی لئے حضرت علامہ نے اس کتاب میں ثابت کردیا کہ تعزیہ داری تیمور لنگ کے زمانے سے صدیوں پہلے سے ہوتی چلی آرہی ہے۔ایک بات اور میں واضح کردینا مناسب سمجھتا ہوں۔ جبریل کے ذریعے لائی گئی مٹی اورام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ذریعے لائی گئی بوتل میں کربلا کی مٹی رسول نے اپنے ہاتھوں سے حضرت امام حسین علیہ السلام کی مروجہ تعزیہ کا آغاز فرمایا۔ یہاں زندہ کا تعزیہ زندہ کو پیش کیا جاتا ہے۔اور آج بھی ہم جو تعزیہ داری کرتے ہیں وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو زندہ مان کر حضرت امام حسین علیہ السلام کا تعزیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے پیش کرتے ہیں۔

مولانا تعالیٰ اس کتاب کو مقبول عوام وخواص بنائے اور علامہ فخر عالم شیدا کمالی کو دونوں جہاں میں شادوآباد رکھے۔آمین فقط

فقط قاضی محمد انوار حسین کلکٹریٹ بستی یوپی

تقریظ پُرتنویر

ازقلم شیر جموں وکشمیر وکیل اہلبیت حضرت علامہ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ پروانہ حیدری چیئرمین تحریک عرفان الحق انٹرنیشنل ادارہ غوثیہ چشتیہ فیضان پنجتن پاک راجوری جموں کشمیر۔

الحمدللہ تعالیٰ العظیم ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی آلہٖ وصحبہ اجمعین۔

زیر نظر کتاب شرع محمدی اور تعزیہ داری محقق کربلا حضرت علامہ شیدا کمالی صاحب اپنے موضوع پر منفرد و بے نظیر تحریر ہے۔ اور اپنی نوعیت کی عظیم ترین علمی کاوش ہے اور خوب صورت تاریخی دستاویز ہے۔ اور اہل محبت کے لئے پیارا سا گلدستہ ہے۔ قبلہ نے بڑی محنت اور لگن سے یہ عظیم تاریخی کام انجام دیکر اہل محبت پر احسان کیا ہے۔ اس پر قبلہ موصوف نے دل کی گہرائیوں سے مبارک باد کے مستحق ہیں۔ جیسے یہ مجموعہ خوبصورت ہے ایسے ہی قبلہ کی شخصیت بھی خوبصورت خوبصورت مزاجی کا حسین پیکر ہیں۔ ملنساری انکساری بردباری اور جاں نثاری قبلہ موصوف کی پہچان ہے۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

اللہ رب العزت بوسیلہ اہلبیت اطہار علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات قبلہ کی عمر میں علم میں حلم میں تحمل میں رزق میں گھر بار میں رحمتوں اور برکتوں اور خوشیوں کی برسات نازل فرمائے۔ آمین ثم آمین یارب العٰلمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فقط محمد حبیب الرحمٰن پروانہ حیدری

خادم ادارہ غوثیہ چشتیہ فیضان پنجتن پاک دربال راجوری جموں کشمیر

تحریر پُر تنویر

پیر طریقت راز دار معرفت عاشق اہل بیت حضرت الشاہ صوفی محمد نعیم عطا شاہ صاحب قبلہ قادری چشتی ابوالعلائی جہانگیری حسنی منصوری خلیفہ قطب الاولیاء (آشرم) درگاہ روڈ کھنڈی پاڑہ نزد درگاہ قطب الاولیاء بھانڈوپ (ویسٹ)، ممبئی ۷۸۔

ایمان پنجتن کی محبت کا نام ہے   اور حب پنجتن کی ضمانت ہے تعزیہ

محقق کربلا اسیر اہلبیت مولانا محمد فخر عالم شیدا کمالی کی مایہ ناز تصنیف شرع محمدی اور تعزیہ داری کا میں نے مطالعہ کیا کتاب کو پڑھ کر بے حد خوشی ہوئی، مولانا شیدا کمالی کو اللہ تعالیٰ نے اس سعادت سے نوازا مولانا شیدا کمالی کو اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے انتخاب کیا ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست — تانہ بخشد خدائے بخشندہ

جو شخص تعصب کی عینک اتار کر اِس کتاب کو پڑھے گا۔تو یہ کتاب اس کے تمام شبہات، اعتراضات، سوالات اور اس کی غلط فہمی اس سے دور کر دیگی۔ ہر اُس چیز سے محبت کی جائے جس کی نسبت محبوب سے ہو جسکا شعور ذرا بھی بیدار ہوگا وہ اس کتاب سے استفادہ ضرور حاصل کرے گا۔ مولانا شیدا کمالی نے قوم کو جو انمول تحفہ بنام شرع محمدی اور تعزیہ داری دیا ہے۔ رہتی دنیا انھیں فراموش نہیں کرسکتی۔ میری دُعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ پنجتن پاک علیہم السلام کے صدقے میں مولانا فخر عالم شیدا کمالی کو دونوں جہاں میں شاد و آباد رکھے۔ اس کتاب کو ان کے لئے ذریعہ نجات بنا دے۔ آمین

فقط محمد نعیم عطا شاہ، بھانڈوپ درگاہ، کھنڈی پاڑہ

تحریر پُرتنویر

پیر طریقت حضرت علامہ غلام محمد تبسم صاحب قبلہ بلرامپوری خلیفۂ خاص بارگاہِ حضرت شاہ محمد نعیم عطا سلونی علیہ الرحمۃ، وارد حال رکشہ اسٹینڈ بیگن واڑی، گوونڈی، ممبئ

نحمدہٗ ونصلی ونسلم امابعد۔

اسے خون جگر دیکر بزرگوں نے بچایا ہے
یہ ہے میراث اس کو مت گنوانا تعزیہ رکھنا

محقق کربلا عاشق اہلبیت حضرت علامہ شیدا کمالی صاحب قبلہ قادری چشتی قلندری کی لاجواب تصنیف شرع محمدی اور تعزیہ داری کا مطالعہ کیا۔ دل مچل اٹھا بلاشبہ اس دور میں یہ کام یقیناً تلوار کی دھار پہ چلنے سے کم نہیں ہے۔ ملت اسلامیہ کو اس کتاب کی اہم ضرورت تھی۔ جو علامہ شیدا کمالی صاحب قبلہ نے اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے پورا کر دیا۔ تعزیہ داری بلاشبہ مودت اہلبیت ہے بالخصوص شہید اعظم حضرت امام عالی مقام علی جدہ وعلیہ السلام کا موثر ذریعہ

ہے۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دُعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ حضرت علامہ شیدا کمالی کو ہر آفت اور بلا سے شہدائے کربلا کے صدقے میں محفوظ رکھے۔ ان کے رزق میں صحت میں عمر میں برکت عطا فرمائے اور ان کے لئے یہ کتاب ذریعہ نجات بنائے۔ آمین ثم آمین

فقط والسلام

غلام محمد تبسم بلرامپوری 13 محرم الحرام 1444ھ

تأثر: از قلم حق فقیہ عصر اسیر اہلبیت حضرت علامہ مفتی نور العین صاحب قبلہ مصباحی

سربراہِ اعلیٰ و بانی جامعہ مسعودیہ عزیز العلوم گھاسی پور، فخر پور، ضلع بہرائچ شریف (یوپی) وارد حال خطیب و امام جامع مسجد پوئی ممبئی۔

تعزیہ کا ماخذ اشتقاق عزو ہے جس کا معنی ہے کسی چیز کو کسی کی طرف منسوب کرنا اور اگر اس کو باب تفعیل میں لے جائیں تو اس سے مصدر نکلے گا تعزیہ اور اس کا معنی ہوگا تسلی دینا۔ ظاہری بات ہے کسی کو تسلی اسی وقت دی جاتی ہے جب اسے غم لاحق ہو اس کے اوپر مصیبتوں کا نزول ہو اور کسی کو تسلی دینے کے لئے اس کے غم میں شامل ہونا لازم و ضروری ہے یہ فطرت کے عین خلاف ہے کہ کسی پر مصیبتوں کا نزول ہو رہا ہو اور آپ نئے نویلے کپڑے پہن کر آنکھوں میں سرمہ لگا کر جائیں (جیسا کہ مکر ابلیس کی چادر میں ملبوس ملاؤں کی طرف سے اس کی رغبت بھی دلائی جا رہی) اور اس کے سامنے کھڑے ہو کر مسکرائیں تو یہ تسلی دینا نہیں بلکہ آپ کا یہ عمل

"نمک زیادہ کند بر جراحت ایشاں" کا مصداق ٹھہرے گا۔

آپ نے تعزیہ کے معنی لغوی میں ملاحظہ کیا کہ تعزیہ نام ہے دوسروں کے درد و غم میں شامل ہو کر انہیں تسلی اور پرسا دینے کا، جو اسلام کا اصل مطمح نظر اور عین انسانیت ہے اور اسی کا ہمارے صوفیاء کرام، بزرگان دین نے ہمیشہ درس دیا کہ

بنی آدم اعضائے یک دیگر اند
کہ در آفرینش بیک جوہر اند
چوں عضوے بدرد آورد روزگار
دگر عضوہا را نماند قرار

(گلستان سعدی)

ایک انسان ہونے کا تقاضہ یہ ہے کہ مشرق میں رہنے والے کسی عام انسان کو کوئی تکلیف پہنچ جائے تو مغرب میں رہنے والے شخص کو اس کا درد محسوس کرنا چاہئے کیوں کہ سارے انسان ایک جسم کے مختلف اعضاء ہیں یہ تو ایک عام آدمی کی بات ہے اور وہ جو خلاصۂ انسانیت، وجہ تخلیق آدم و آدمیت ہوں ان پر اگر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹیں تو فطرت انسانی کس قدر غم واندوہ کا تقاضا کرے گی عقل انسانی اس کے ادراک سے عاجز ہے۔ پر ہائے افسوس جو چیز عین انسانیت، اسلام کا مقصود نظر تھی اسی کو ملائے بے خبر نے کہیں شرک کہیں بدعت کہیں ناجائز تو کہیں حرام کہہ ڈالا وہ تعزیہ جو ہم غریبوں کا بارگاہ امام عالی مقام امام حسین علیہ السلام سے رشتہ جوڑنے والا صبر و تسلیت، پرسا دینے اور توسل کا ذریعہ تھا اس پاک و پاکیزہ عمل کے خلاف پر شکم بسیار خور ملاؤں نے خناس بن کر لوگوں کے سینوں میں شکوک وشبہات پیدا کرنا شروع کر دیا اور ایک طویل عرصے سے اپنے خبث باطن کے سبب تشبہ روافض مثال ہنود کے فتاوے دے دے کر فقط امت مسلمہ ہی کو نہیں بلکہ پوری انسانیت کو روحانیت کے اس بحر بے کراں سے دور رکھنے کی کوشش جاری رکھیں ہونے ہیں ایسے وقت میں ضرورت تھی کسی مرد مجاہد کی جو میدان میں آ کر بنی امیہ کے ٹکڑوں پہ پلنے والے ملاؤں کے شر سے امت مسلمہ کو بچائے اور منبع البرکات عمل تعزیہ داری کی افادیت و اہمیت کو اجاگر کرے، الحمدللہ! نگاہ قدرت نے پنجتن پاک علیہم السلام کے صدقے و طفیل اس کار خیر کے لئے مرد قلندر میثم زمانہ علامہ فخر عالم شیدا کمالی کا انتخاب فرمایا اور نتیجے میں شرع محمدی اور تعزیہ داری جیسی اہم کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے جس میں فاضل محقق نے

بڑی عرق ریزی سے قرآن وسنت اور بزرگان دین کے معمولات کی روشنی میں تعزیہ داری کی افادیت واہمیت کو واضح کیا کہ ہے اللہ تبارک وتعالیٰ پنجتن پاک علیہم السلام کے صدقے وطفیل کتاب کوشرف قبولیت بخشے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

فقط نور العین مصباحی

تقریظ پرتنویر

اولاد مولا علی پیر طریقت حضرت سیّد عبدالرشید عرف باباجان حیدری قلندری چشتی وارثی، خانقاہِ چشتیہ کھپولی، مہاراشٹر

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہٖ واٰلہ الکریم! امابعد

تعزیہ داری عبادت کی طرح کرتے رہو

اہل حق کے واسطے اک آئینہ ہے تعزیہ

محقق کربلا اسیر اہلبیت حضرت علامہ شیدا کمالی حیدری قادری چشتی قلندری کی گراں قدر تصنیف شرع محمدی اور تعزیہ داری نظر سے گزری علامہ شیدا کمالی کی یہ تصنیف انمول ہے۔ مسلمانوں کے دل ودماغ پر جو کثافت ڈال دیا گیا ہے۔ اس کتاب کے پڑھنے کے بعد اُس کثافت کی دُھلائی انشاء اللہ ہوجائے گی۔ اس کتاب کی عوام اہلسنّت کو بہت سخت ضرورت تھی۔ تعزیہ داری کرنے سے سید الشہداء حضرت امام عالی مقام علیہ السلام کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ مسلمانوں تعزیہ داری ایمان کا ایک جز ہے۔ اس پر مضبوطی کے ساتھ گامزن رہنا چاہئے، کسی کے بہکاوے میں نہیں آنا چاہئے، سلطان الہند عطائے رسول حضرت خواجہ خواجگان نے ہمیں یہی درس دیا ہے کہ تعزیہ داری کرتے رہو۔ میری دُعا ہے کہ مولا تعالیٰ شہدائے کربلا اور پنجتن پاک کے صدقے میں اس کتاب کو مقبول عوام وخواص بنائے آمین۔ اور علامہ شیدا کمالی

صاحب کو دونوں جہاں میں شاد اور آباد رکھے۔ ان کے ایمان میں رزق میں مزید برکتیں عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین فقط والسلام

سید عبدالرشید کھپولی

تحریر پُرتنویر

پیر طریقت واقف راز معرفت حضرت سید غوث محی الدین گدی نشین قلندر اعظم حضرت دادا حیات قلندر چک منگلور کرناٹک

نحمدہٗ ونصلی ونسلم امابعد!

وکیل اہلبیت اسیر پنجتن پاک محقق کربلا حضرت علامہ شیدا کمالی قادری چشتی قلندری صاحب کی نئی تصنیف شرع محمدی اور تعزیہ داری کا میں نے مطالعہ کیا یہ کتاب اپنے آپ میں بے مثل ہے اس کتاب کی بہت ضرورت تھی۔ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد یقیناً جن کے دلوں میں شہدائے کربلا اور حضرت امام حسین علیہ السلام سے ذرہ برابر بھی محبت ہوگی یہ کتاب اس میں مزید چار چاند لگا دے گی۔

بھارت میں تعزیہ داری اولیاء اللہ کا شعار رہا، ہندو مسلم سکھ عیسائی، تمام قومیں غم حسین میں شرکت کرتی تھیں۔ آج بھی کر رہی ہیں۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کا فیضان تعزیہ داروں پہ یہاں بھی رہیگا۔ وہاں بھی رہیگا۔ بھارت میں مومن تعزیہ کرتا ہے کرتا رہیگا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہم دادا حیات کے توسل سے دُعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مصنف کو دونوں جہاں میں شاد رکھے۔

آمین ثم آمین بجاہِ سید المرسلین

فقط غوث محی الدین خادم قلندر اعظم دادا حیات قلندر

تحریرِ پُرتنویر

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ الشیخ غلام ربانی صاحب قبلہ رحمانی نقشبندی
سجادہ نشین خانقاہ عالیہ فضل رحمانیہ گنج مراد آباد، ضلع اناؤ یوپی الہند

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ ﷺ وآلہٖ واصحابہ الکریم! امابعد

زیر نظر کتاب شرع محمدی اور تعزیہ داری تصنیف لطیف محقق عصر اسیر اہلبیت حضرت علامہ شیدا کمالی صاحب اپنی آپ مثال ہے۔ یقیناً یہ سارا فیضان اہلبیت پاک ہے۔ جس کی ابتداء روضہ امام پاک کربلا معلیٰ سے ہوئی۔ تعزیہ اور تعزیہ داری پر بہت سے علماء نے بہت کچھ لکھا ہے۔ لیکن خدا کا شکر ہے یہ کتاب اپنے موضوع پر مکمل ہے۔ جو مخالفین کی مکمل تردید ہے۔ اور ان کو دعوت فکر کے ساتھ ساتھ خاموش کرے گی۔ خانقاہوں سے بھی اس انداز کی تحریر بہت پہلے آنی چاہئے تھی لیکن جب جاگے تب سویرا ہے۔ اس کتاب میں مصنف کا عشق وادب جو اہل بیت سے ہے صاف نظر آتا ہے۔

دُعا ہے خدائے رحمٰن ورحیم سے ہر طرح سے حاسدین کی حسد سے مصنف کی حفاظت فرما کر اس کتاب کو اہل بیت کے صدقے میں اپنی بارگاہِ میں قبول ومقبول فرمائے۔

آمین ثم آمین بجاہِ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

شیخ غلام ربانی رحمانی نقشبندی خانقاہِ عالیہ فضل رحمانیہ گنج مراد آبادی اناؤ یوپی الہند

۲۵/ اگست بروز جمعہ ۲۰۲۳ھ

تاثر:- پیر طریقت حضرت منیم شاہ قادری چشتی افتخار خانقاہ قادریہ بگین واڑی ممبئی۔

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ والہ الکریم۔

امابعد:- پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا محمد فخر عالم صاحب شیدا کمالی صاحب قبلہ

قادری چشتی قلندری کی کتاب شرع محمدی اورتعزیہ داری کا ہم نے مطالعہ کیا طبیعت خوش ہوگئی۔ انشاءاللہ تعالی اس کتاب سے لوگوں کو کافی فائدہ ہوگا۔ یہ کتاب محبت اہلبیت لوگوں کے دلوں میں گامزن کردیگی انشاءاللہ تعالی۔ میری دعا ہے کہ مولا تعالیٰ علامہ کو دونوں جہان میں کامیابی و کامرانی عطافرمائیں۔آمین

ثم آمین فقط محمد منیم شاہ قادری ممبئی۔

تأثر: ازقلم پیرطریقت اسیر اہلبیت حضرت بابارضوان احمد صاحب قبلہ چشتی وارثی اشرفی خلیفہ حضرت بابافضل علی شاہ علیہ الرحمۃ بسڈلیا۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ واٰلہ الکریم امابعد۔

رکھئے سجا کے شیشۂ دل میں بصد خلوص

تصویر کائنات سے بہتر ہے تعزیہ

پیرطریقت رازدار معرفت محقق کربلا حضرت علامہ مولانا محمد فخر عالم شیدا کمالی قادری کی شخصیت محتاج تعارف نہیں ہے آپ نے ایک درجن کتابیں قوم وملت کو دی ہیں آپ کی نئ کتاب شرع محمدی اورتعزیہ داری جو اپنے آپ میں لاجواب ہے پڑھ کردل باغ باغ ہوگیا اس دور میں جبکہ چاروں طرف تعزیہ کے خلاف زہر اگلا جارہا ہے علامہ شیدا کمالی صاحب نے اس کتاب کولکھ کرمخالفین کا منھ بند کردیا ہے۔اس کتاب کی بہت سخت ضرورت تھی اللہ تبارک وتعالی نے مولانا شیدا کمالی صاحب کے ذریعہ یہ کام لے لیا یہ کتاب رہتی دنیا تک پڑھی جائیگی انشاءاللہ تعالی میری دعا ہے کہ اللہ تعالی علامہ شیدا کمالی صاحب کو دونوں جہان میں کامیابی وکامرانی عطافرمائے اوران کی عمرمیں ان کی رزق میں برکت عطافرمائے اوران کو آخرت میں بہترین جزاعطافرمائے آمین ثم آمین۔فقط والسلام

محمد رضوان احمد چشتی وارثی اشرفی بسڈلیا۔

تأثر:

ازقلم پیر طریقت حضرت علامہ شاہ صوفی اشفاق احمد صاحب قبلہ مسعودی ابو العلائی

خطیب وامام اشرفیہ جامع مسجد لیبر کیمپ دھاراوی، ممبئی

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ والہ واصحابہ الکریم اما بعد

چمن میں پھول کا کھلنا کوئی مُحال نہیں

زہے وہ پھول جو گلشن بنائے صحرا کو

محقق کربلا حضرت علامہ شیدا کمالی کی شخصیت فی زمانہ محتاج تعارف نہیں ہے آپکی کتاب کربلا، مابعد کربلا ملک بھر میں پڑھی جاتی ہیں آپکی نئی تصنیف شرع محمدی اور تعزیہ داری کا میں نے مطالعہ کیا۔ بیساختہ زبان پر جاری ہوگیا ''اللہ کرے زور بیاں اور ہوز یادہ'' اس دور میں اس کتاب کی بہت اہم ضرورت تھی جو علامہ شیدا کمالی صاحب نے پورا کردیا میری دعا ہے کہ اللہ تعالی علامہ کو دونوں جہان میں خوشحال رکھے اور دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے آمین۔

فقط اشفاق احمد مسعودی

تأثر: مولانا قاری سبیل احمد صاحب کمالی قادری چشتی نالا سپارہ ممبئی

الحمدللہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہٖ واٰلہٖ الکریم اما بعد!

برصغیر کی شہرہ آفاق شخصیت پیر طریقت محقق کربلا حضرت علامہ شیدا کمالی صاحب قبلہ قادری چشتی قلندری جنھوں نئے شرع محمدی اور تعزیہ داری جیسی انمول کتاب لکھ کر عوام اہلسنّت کو ایک نایاب تحفہ عنایت کیا ہے۔ جس سے رہتی دنیا استفادہ کرتی رہے گی۔ اللہ رب العزت حضرت علامہ شیدا کمالی صاحب قبلہ کو دونوں جہاں میں کامیابی وکامرانی عطا فرمائے۔ ان کی عمر میں صحت میں رزق میں برکت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین والسلام

سبیل احمد کمالی

تحریر پُرتنویر

شیخ طریقت آل نبی اولادعلی حضرت سیّدعزیزالحسن رضوی سجادہ نشین درگاہ حضرت سیّد نظام الدین اللہ دیا خیرآبادی، خیرآباد شریف یوپی

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہٖ واٰلہٖ الطیبین والطاہرین۔اما بعد

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اسیر اہلبیت محقق عصر حضرت علامہ ومولانا شیدا کمالی صاحب قبلہ کی اب تک کئی کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں۔علامہ کی نئی تصنیف ’’شرع محمدی اور تعزیہ داری‘‘ اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔جس کو پڑھ کر آپ یقیناً مسرور ہورہے ہوں گے،اس دور پُرفتن میں تعزیہ داری کے عنوان پر ایک جامع کتاب لکھنے کی ضرورت تھی۔اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضل وکرم سے یہ کام علامہ شیدا کمالی صاحب کے حصے میں آئی۔لوگوں کے ذہن وفکر پر جو کثافت ڈالدی گئی ہے۔وہ انشاءاللہ تعالیٰ اس کتاب سے دور ہوجائیگی۔علامہ شیدا کمالی صاحب کو میں تہہ دل سے دُعا دیتا ہوں کہ اللہ رب العزت موصوف کو جہاں کے تمام آفت وبلیات سے محفوظ رکھے اور یہ کتاب ان کے لئے ذریعہ نجات بنادے۔آمین ثم آمین۔

فقط والسلام سیّدعزیزالحسن رضوی سجادہ نشین خیرآبادی

تحریر پُرتنویر

پیر طریقت رہبر شریعت الشاہ حضرت صوفی وکیل احمد صاحب قبلہ مسعودی عرف ٹوپی والے بابا خانقاہ نگاہ اولیاء ایجوکیشن ٹرسٹ ممبئی پرسیڈینٹ ولڈ صوفی کونسل مہاراشٹر ممبئی

نحمدہٗ ونصلی ونسلم اما بعد!

شیدائے اہلبیت رئیس القلم حضرت علامہ شیدا کمالی قادری چشتی قلندری کی شخصیت محتاج تعارف نہیں ہے۔ اہل علم کا طبقہ ان سے خوب واقف ہے۔ حال ہی میں آپ کی تصیف لطیف شرع محمدی اور تعزیہ داری کو دیکھا دل باغ باغ ہوگیا۔ جتنی تعریف کروں کم ہے۔ اس کتاب کی اہم ضرورت تھی، تاکہ لوگ تعزیہ داری کے راز سے واقف ہوں، یہ سرکار غریب نواز کا مشن ہے۔ تمام اولیاء اللہ کا یہی مشن ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مقبول عوام وخواص بنائے۔ اور علامہ شیدا کمالی صاحب کو دونوں جہاں میں اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

فقط والسلام

محمد وکیل احمد مسعودی ممبئی

تحریر پُرتنویر

اسیر اہلبیت محمد ابوحمزہ قلندری خادم حضرت بوعلی شاہ قلندر پانی پت ہریانہ

الحمدللہ میری نظر سے فخر سلسلہ قلندریہ وکیل اہلبیت حضرت علامہ مولانا شیدا کمالی صاحب قبلہ قادری چشتی قلندری کی تصنیف شرع محمدی اور تعزیہ داری پر ہم تہہ دل سے اُن کو مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضرت بوعلی شاہ قلندر کے وسیلے سے دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک شہ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں اس کتاب کو مقبول عام وخاص بنائے۔ آمین

فقط محمد ابوحمزہ قلندری درگاہ بوعلی شاہ قلندر پانی پت

تحریر پُرتنویر

پیر طریقت حضرت الحاج محمد اسلام صاحب قبلہ صفوی سجادہ نشین مخدوم ایٹہ شریف یوپی

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہٖ الکریم اما بعد!

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اس دور پرفتن میں جبکہ ہر چہار جانب جہالت کی تاریکیوں نے اپنا بسیرا کرلیا ہے۔ ایسے نازک دور میں حق بات کہنا بڑا ہی مشکل مرحلہ ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے اپنے کسی بندے سے حق بات کہلوالیتا ہے۔ انھیں میں سے ایک مرد قلندر کا اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے انتخاب کیا۔ یعنی محقق کربلا حضرت علامہ شیدا کمالی صاحب نے شرع محمدی اور تعزیہ داری لکھ کر ایک عظیم کام کیا ہے۔ جس کی قوم وملت کو اہم ضرورت تھی۔

یہ کتاب انشاء اللہ تعالیٰ لوگوں کی تشنگی کو دور کردیگی۔ مولا تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا ہے کہ مولا تعالیٰ علامہ شیدا کمالی صاحب کو دونوں جہاں میں اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

فقط والسلام محمد اسلام صفوی سجادہ نشین مخدوم ایٹہ 2023/7/21

تحریر پُرتنویر

فخر وارثیت پیر طریقت حضرت سید سہیل حسن وارثی

احرام پوش ابن خاکی شاہ وارثی دیوہ شریف (یوپی)

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہٖ الکریم! اما بعد

کتاب شرع محمدی اور تعزیہ داری اسیر اہلبیت محقق کربلا حضرت علامہ مولانا شیدا کمالی صاحب قبلہ کی تصنیف لطیف نظر سے گزری۔ الحمد للہ اس دور پُرفتن میں مولانا موصوف نے جو اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے۔ یقیناً کسی بڑے جہاد سے کم نہیں ہے۔ یہی طریقہ مشائخین طریقت

کا رہا ہے۔ حسینی مشن کے بغیر نہ کوئی پیری ہے نہ فقیری ہے۔ سرکار عالم پناہ وارث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا یہی مشن تھا۔ اسی مشن کو آگے بڑھاتے ہوئے علامہ شیدا کمالی صاحب نے شرع محمدی اور تعزیہ داری میزان حق و باطل بنا کر عوام وخواص کے سامنے پیش کیا ہے۔

میری دُعا ہے کہ اللہ رب العزت اپنے پیارے محبوب پاک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پنجتن پاک کے صدقے میں مولانا شیدا کمالی صاحب کے علم وعمل اور ایمان ورزق میں برکت عطا فرمائے اور انھیں ہر زمینی وآسمانی بلا سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین

فقط والسلام سید سہیل حسن وارثی، دیوہ شریف (یوپی) 18/06/2023

تحریرِ پُرتنویر

آل نبی اولادِ علی پیر طریقت رازدارِ معرفت حضرت صوفی سیّد میر آصف قلندر
خلیفہ سلسلۂ قلندریہ ناسک مہاراشٹر

اللّٰھُمّ صل علی محمد وعلی اٰل محمد وبارک وسلم! اما بعد

بعد درود وسلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واہل بیت اطہار علیہ السلام کے عقیدت، عشق ومحبت میں صرف اور صرف حقانیت کو واضح کر کے اُمتِ محمدیہ کی وقتاً فوقتاً اپنے تحریر سے مومنین ومسلمین کے کے دل میں چلنے والے دین اسلام کے سوالوں پر حقانیت کے حوالوں کی تحریر سے امت محمدیہ کی اصلاح کرنے کا بیڑا اُٹھانے والے اہل سنت والجماعت کے قلمدارِ عالی جناب مولانا شیدا کمالی صاحب پر دل سے بیشمار دُعاؤں کے گلدستے نچھاور کرتے ہوئے میں اِن کے صحت، تندرستی اور لمبی عمر کی اللہ سے اپنے تمام جدامجد جن پر اللہ نے انعام فرمایا اُن کے وسیلے سے دُعا کرتا ہوں تاکہ آپ کے لمبی عمر میں آپ اکثر وبیشتر خاص خاص موضوعات پر جن پر اُمت میں انتشار ہو یا بے علمی کی وجہ سے مدعا سمجھ میں نہ آئے وہاں پر ان کی ان خاص موضوعات پر تحریر کی اور تمام اُمت محمدیہ محشر میں بخشی جائے۔ اُمت کے بخشوانے میں اُن کی اصلاح کرنے کا ثواب

جناب شیدا کمالی صاحب کے بارگاہ میں مسلسل ادا ہوں۔

بقول مولانا شیدا کمالی صاحب اِس بار انھوں نے بڑے خاص موضوع پر اپنے قلم کے ذریعے امت محمدیہ کو حق واضح کرنے کے لئے جو موضوع لیا ہے وہ ہے "تعزیہ داری" کے جائز ہونے کی دلیل جس کو آسان حرفوں سے انھوں نے سمجھانے کی کوشش کی ہے، جس کو پڑھ کر سبھی کے دِلوں میں جو سوالات چل رہے ہیں اُس کا پرسکون جواب آپ تک پہنچایا ہے وہ تو آپ لوگوں کو کتاب پڑھ کر ان شاء اللہ سمجھ آ ہی جائیگا، اسی لئے اس پر طویل گفتگو نہ کرتے ہوئے میں اِس موضوع پر اپنے مختصر تاثرات آپ کے گوشِ گزار کروں گا، انشاء اللہ۔

تعزیہ داری کے موضوع کو سمجھانے کے لئے آپ کو میں تاریخ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دور میں لیے چلتا ہوں۔ عرب میں وہاں کے سردار اپنے بچوں کو ساتھ لے کر چلنا یا گود میں لیکر چلنے کے قائل نہیں تھے۔ اِس کو زیب نہیں سمجھتے تھے وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے دونوں کاندھوں پر ننھے منھے امامِ حسن و امام حسین کو بیٹھا کر چلتے تھے تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ اِن سے اتنی محبت کرتے ہے انھیں اپنے دوش پر سوار کرلیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہاں میں اِن سے محبت کرتا ہوں۔ اور دُعا کی اے اللہ تُو بھی اِن سے محبت فرما اور جس نے اِن سے محبت کی تو بھی اُن سے محبت کر اور جس نے ان سے بغض رکھا تو بھی ان سے بغض رکھ اور حدیث پاک میں یہ بھی آیا ہے حضرت فاطمہ اور حضرت علی کے بیٹے حضرت امام حسن و حسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ اللہ بھی محبت کرے گا اور اِن سے بغض رکھنے والوں سے اللہ بھی بغض رکھے گا یعنی کہ وہ بخشا نہیں جائیگا یہ بات کے ساتھ دونوں معصوم جنت کے جوانوں کے سردار ہے مطلب ان کوں صرف جنت کی بشارت ہی نہیں دی بلکہ یہ فرمایا کہ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں یعنی جسے جنت میں جانا ہے وہاں حسنین کریمین اور ان کی والدہ ماجدہ طاہرہ وطیبہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا و مولا علی کی سرداری ہوگی تو یہ جان لو کہ اگر جنت میں جانا ہے تو دنیا کی

زندگی میں ان کی غلامی کرلو تا کہ تمہارے گناہِ صغیرہ وکبیرہ ان کے طفیل بخشے جائیں اور محشر میں تمہیں ان کی ہی سرداری میں جنت ملے۔ مطلب یہ کہ پاک پنجتن کی غلامی عشق ومحبت، ادب و احترام کے طفیل اللہ تجھے جنت عطا کرے گا۔ اور ان کے مخالف ہونگے تو تمہاری نمازیں حج زکوٰۃ روزے نیکیاں، عبادات، ذکرواذکار تمہارے منہ پر پھینک کر ماردیئے جائینگے۔

اس لئے ہر بندۂ خدا پر ان کی عشق ومحبت تعظیم وتکریم واجب ہے، دراصل میں سمجھانا یہ چاہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسنین کریمین کو اپنے دوشوں پر اُٹھا کر چلنے کے واقعے سے آنحضرت نے یہ بتا دیا کہ جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دوشوں پر سوار کرتے ہوں انکی اس سنت پر عمل پیرا ہو کر اُن کے عشق میں تم ان کے روضہ کی شبیہ بنا کر اُسے اپنے کندھوں پر اُٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ادا کر رہے ہوں اور ان سے عشق ومحبت کر کے تعظیم وتکریم کے ذریعے اپنے عقیدت کا اظہار کررہے ہوں اِس بات کو دماغ سے نہیں بلکہ حب اہل بیت سے لبریز بھرے دل سے سوچنے کی حاجت ہے یہ بات شاید چند اشعار سے سمجھ میں آئے۔۔

مسلمان عشق پنجتن میں دیوانہ نہیں بنا
اس سے بچنے کا مومن سے بہانہ نہیں بنا
جس نے پی لی ان کے نگاہوں سے توحید کی شراب
اِس سے بہتر ابھی میخانہ نہیں بنا
لُٹا دو اپنی زندگی کو غلامی میں ان کی
ابھی عشق ناپنے کا پیمانہ نہیں بنا

دوسری بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے حیات مبارکہ میں اُن کی اہلیہ اور تمام امت محمدیہ کی ماں اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کو کربلا کی مٹی دیکر فرمایا کہ میرے بعد اس مٹی کی تعزیتی زیارت کرتے رہنا۔ جس دن یہ مٹی لال ہوجائے سمجھ لینا کہ میرا حسین شہید ہوگیا ہے۔

دس محرم کو جب امام حسین علیہ السلام نے کربلا میں شہادت کا جام نوش فرمایا تو ماں اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے جب نماز عصر کے بعد بحکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق اُس کربلا کی مٹی کی زیارت کی تو وہ مٹی لال سُرخ ہوگئی۔ اِس واقعہ سے یہ پتا چلتا ہے کہ تعزیتی زیارت کرنا جائز ہے۔ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسنین کریمین کو اپنے دوشوں پر سوار کیا تھا اُسی سنت پر عمل کرا کے اُن کے چاہنے والے عشق و محبت و عقیدت، تعزیم و تکریم کے ساتھ امام حسین علیہ السلام کی تعزیتی زیارت کے لئے تعزیہ کی شکل میں آپ کے آستانے کا گنبد و مینار کی شبیہ بنا کر تعزیہ کو اپنے دوشوں پر اُٹھائے تو اِس میں حرج نہیں بلکہ اس سے اُن کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ مسلمانوں میں دین اسلام پر شہید ہونے کا جوش و جذبہ بڑھتا ہے اور جسے یہ معلوم نہیں کہ حق پر کون تھا معلوم ہو جاتا ہے اس موضوع میں چند شعر میرے گوش گزار کر لیں انشاء اللہ کسی کے کچھ کام آجائے۔

سینہ بہ سینہ علم کا کوئی رسالہ نہیں ہوتا
مومنوں خفی علم کا کوئی حوالہ نہیں ہوتا
حسین کے تعزیہ دار دوعالم کے علمدار
عشق حسین کے بغیر قلب میں اُجالا نہیں ہوتا
بغض علی تو ناپاک نسل کا آئینہ ہوتا ہے
وہ کبھی باپ ایک و ماں نیک والا نہیں ہوتا

یہ میرے کلام کے چند شعر میں نے اِس موضوع سخن سے درج کئے ہیں پورا کلام نہیں لکھا۔

بہر حال

دین اسلام کے گلستاں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل بیت اطہار و صحابہ کرام کی قربانیوں سے جہاں پھول کھلے ہیں وہاں اس دامن میں کچھ کانٹے بھی ہیں جو بنو اُمیہ نے بچھائے ہیں جس کی

وجہ سے دامن تار تار ہوا ہے یہ موضوع بہت بڑا ہے اگر صحیح سے دین اسلام کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے اور حق پرستی کے نظریہ سے کام لیا جائے تو حق آپ کے سامنے آجائیگا۔ انشاءاللہ اور جو حق و باطل دونوں طرف ہاتھ رکھنے والے ہیں اُن کے سمجھ میں نہیں آئیگا، جس کا ہرجانا اُن کو محشر میں بھگتنا پڑے گا، اسے میں علمی اختلاف نہیں کہہ کر بغض اہل بیت کا نام دیتا ہوں یہ کہنے میں مجھے کوئی کوتاہی نہیں ہے کیونکہ میں دنیاداری سے کوئی سروکار نہیں رکھتا مجھے صرف دین داری اور حق پرستی سے کام لے کر اپنے اعمال کو تقویٰ کے ذریعے سنوار کر امت محمدیہ کی اصلاح کرنے کی نیت ہے۔ اللہ اس باب سے جڑے حرف بہ حرف میں تاثیر عطا عطا کرے تاکہ لوگوں کے دلوں کو چھو جائے اور وہ فرقہ پرستوں سے باز آکر حقانیت پر یکجا ہو کر دین اسلام کو مضبوط کرے۔ وہ باطل سے ہٹ کر حق بہ جانب ہر امتی رُخ کرے اور محشر میں بخشا جائے تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مشن جو اہل بیت اطہار صحابہ کرام، صالحین، صدیقین و بے شمار اولیاء کرام نے وقتاً فوقتاً اُمت پر ظاہر کیا اور جس راہ پر چلنے سے اللہ نے اُن پر انعام فرمایا و مرتبوں کو بلند کیا اُسی راہ پر چل کر ہم بھی نجات پا سکے اس کی ادنیٰ سی کوشش ہم کر رہے ہیں۔ اللہ ہماری ان کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشن کو تاقیامت تک قائم کر کے زیادہ سے زیادہ امت محمدیہ کو محشر میں بخشوائے آمین۔ ثم آمین۔

الحاج الشاہ، آلِ نبی، اولاد علی، صوفی سید میر آصف احمد

خلیفہ سلسلہ قلندریہ، قادریہ چشتیہ، نقشبندیہ سہروردیہ اور جمعی سلاسل۔

سجادہ نشین: خانقاہِ قلندریہ المعروف الکبیر حضرت دادے پیر حیات قلندر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تحریر پُرتنویر

پیر طریقت رہبر شریعت غواض بحر معرفت شہزادہ سراج الاولیاء نبیرۂ چراغ ملت آل رسول حضرت علامہ الحاج ڈاکٹر سید محمد نور الہدیٰ نور بہرائچی سجادہ نشین خانقاہِ عالیہ حسینیہ قادریہ جلالیہ طیشیہ درگاہ بہرائچ شریف (یوپی) انڈیا

مذکورہ کتاب تذکرہ تعزیہ داری پر مشتمل ہے۔تعزیہ کا مصدر تعزیت ہے۔تعزیت بمعنیٰ شریک غم ہونا۔مولانا موصوف کی کتاب شرع محمدی اور تعزیہ داری کا پی ڈی ایف مجھے موصول ہوا جسے دیکھنے کا موقع ملا مسرت ہوئی۔تعزیہ داری پر اچھی کاوش لائقِ ستائش ہے مولا تعالیٰ اس کتاب کو مفید عام فرمائے اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے میری دعا ہے کہ مصنف موصوف حضرت علامہ محمد فخر عالم شیدا کمالی صاحب کو بہتر سے بہتر صلہ عطا فرمائے۔

آمین بجاہِ سید المرسلین علیہ الصلوٰہ والتسلیم

فقیر سید محمد نور الہدیٰ اچھے میاں حسینی قادری چشتی

غازی کلینک، درگاہ شریف بہرائچ شریف

تقریظ پُرتنویر

وکیل اہلبیت جناب مولانا حبیب الرحمٰن نعیمی صاحب مدرس مدرسہ بلبھر یا بلرام پور (یوپی)

نحمدہٗ ونصلی ونسلم! امابعد

محقق کربلا مصنف کتب کثیرہ پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ ومولانا محمد فخر عالم شیدا کمالی صاحب قبلہ کا شمار برصغیر کے صاحبان قلم میں ہوتا ہے۔

الحمدللہ! حضرت علامہ شیدا کمالی صاحب کی کئی کتابیں ایشیاء میں پڑھی جاتی ہیں۔آپ کی نئی تصنیف شرع محمدی اور تعزیہ داری آپ کے ہاتھوں میں ہے، علامہ صاحب نے اس کتاب کو کربلائے معلیٰ میں بیٹھ کر لکھا ہے۔کتاب اپنے آپ میں بے مثال ہے انشاء اللہ یہ کتاب لوگوں

کے لئے کارآمد ہوگی۔ اس کتاب کو آپ پڑھیں اور دوسروں تک بھی پہونچائیں۔

میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت علامہ شیدا کمالی صاحب قلہ کو دونوں جہاں کی دولتوں سے مالا مال کردے آمین

فقط گدائے صدر الافاضل حبیب الرحمٰن نعیمی بلہریا، پچپیڑوا بلرامپور

تقریظ پُرتنویر

پیر طریقت محب اہلبیت حضرت صوفی جمال الدین صاحب قبلہ مداری کرلا ممبئی

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہٖ وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین امابعد!

پیر طریقت رہبر شریعت محقق کربلا حضرت علامہ ومولانا شیدا کمالی صاحب قبلہ قادری چشتی قلندری کی مایہ ناز تصنیف شرع محمدی اور تعزیہ داری اپنے آپ میں بے مثل و بے مثال ہے۔ اس کتاب سے انشاء اللہ تعالیٰ رہتی دنیا مستفیض ہوتی رہے گی۔ تعزیہ داری تو ہمارے بزرگوں کی سنت ہے۔ یہ کتاب انشاء اللہ دل ودماغ کو روشن کردیگی۔ اہلبیت کی محبت مسلمانوں پر واجب ہے۔ محشر میں پتہ چلے گا کہ کون حق پر تھا کون باطل پر۔ میں دُعا گو ہوں کہ مولا تعالیٰ علامہ شیدا کمالی صاحب قبلہ کو دونوں جہان شاد وآباد رکھے آمین۔

فقط جمال الدین مولائی۔ ممبئی

تقریظ پُرتنویر

محب اہلبیت اسیر سرکار بندہ نواز گیسودراز جناب صوفی شکیل احمد صاحب بندہ نوازی گلبرگہ شریف (کرناٹک)

الحمدللہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہٖ وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔ امابعد!

چمن میں پھول کا کھلنا کوئی محال نہیں ۔۔۔ زہے وہ پھول جو گلشن بنائے صحرا کو

برصغیر کی عظیم شخصیت محقق کربلا حضرت علامہ شیدا کمالی صاحب قبلہ قادری چشتی قلندری کی

تصنیف لطیف شرع محمدی اور تعزیہ داری کا مسودہ دیکھا حضرت علامہ نے بہت ہی عظیم کام انجام دیا ہے۔ ہندوستان میں مشائخین چشت ہمشہ تعزیہ داری میں پیش پیش رہے۔ بالخصوص عطائے رسول ہندالولی خواجہ خواجگان سرکار خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تعزیہ کا بڑا اہتمام کرتے تھے۔

تمام عاشقانِ امام عالی مقام علیہ السلام کے لئے یہ کتاب ایک عظیم تحفہ ہے۔ انشاءاللہ یہ کتاب نسلوں تک فیض پہنچاتی رہے گی۔ میری دُعا ہے کہ مولا تعالیٰ اس کتاب کو مقبول عوام وخواص بنائے اور علامہ شیدا کمالی صاحب کو دونوں جہاں میں اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

فقط شکیل احمد بندہ نوازی گلبرگہ شریف۔

تقریظ پُرتنویر

از قلم مفکر ملت اسیر اہلبیت حضرت علامہ ومولانا مظہر عالم صاحب قبلہ قادری نئ بازار پچپیڑوا، بلرامپور (یوپی)

نحمدہٗ ونصلی ونسلم اما بعد!

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق　　　عقل ہے محوِ تماشائے لب بام ابھی

زیر نظر کتاب شرع محمدی اور تعزیہ داری محب گرامی محقق کربلا حضرت علامہ ومولانا محمد فخر عالم شیدا کمالی صاحب قبلہ قادری چشتی قلندری مدظلہ العالی کی گراں قدر تصنیف ہے۔

یوں تو علامہ کی کئی کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں مگر یہ کتاب کربلائے معلیٰ میں روضہ امام عالی مقام علیہ السلام کے روضہ انور میں لکھی گئی ہے۔

برصغیر میں اس کتاب کی اہم ضرورت تھی، اللہ رب العزت نے حضرت علامہ شیدا کمالی صاحب قبلہ سے یہ کام لے لیا۔ میں اس کام سے بے حد خوش ہوں۔ مسلمانوں کے لئے یہ ایک

نایاب تحفہ ہے۔اس کتاب کوزیادہ سے زیادہ لوگوں میں عام کیا جانا چاہئے۔

میری دُعا ہے کہ مولا تعالیٰ اس کتاب مقبول عوام وخواص بنائے اور علامہ کے لئے زریعہ نجات بنائے۔آمین ثم آمین

فقط والسلام

محمد مظہر عالم قادری نئی بازار پچپیڑ وابلرامپور (یوپی)

تقریظ پُرتنویر

پیر طریقت محب اہلبیت حضرت صوفی فاروق احمد صاحب قبلہ اشرفی تنویری خانقاہ تنویریہ اشرفیہ جوگیشوری ممبئی۔خلیفہ حضور قطب عالم سید تنویر اشرف صاحب قبلہ اشرفی علیہ الرحمہ

الحمدللہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ و آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

امابعد۔

محقق کربلا حضرت علامہ ومولانا شیدا کمالی صاحب قبلہ قادری چشتی قلندری کی تصنیف لطیف شرع محمدی اورتعزیہ داری کے مسودے کا مطالعہ کیا، دیکھ کر دل باغ باغ ہوگیا۔ برصغیرمٰن اس کتاب کی سخت ضرورت تھی، جوعلامہ شیدا کمالی صاحب نے پورا کردیا۔تعزیہ داری تو ہمارے اسلاف کی یادگار ہے سلطان الہند سرکار غریب نواز نے تعزیہ داری کی ہے۔یہی ہمارے لئے فخر کی بات ہے۔مشائخین چشت ہمیشہ تعزیہ داری کرتے چلے آئے ہیں۔یہ کتاب انشاءاللہ تعالیٰ ہر عام وخاص کی رہنمائی کریگی۔میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اہلبیت پاک کے صدقے میں اسے شرف قبولیت عطا فرمائے اور علامہ شیدا کمالی کو دونوں جہان میں جزائے خیر عطا فرمائے۔آمین

فقط محمد فاروق تنویری اشرفی

تقریظ پُرتنویر

مفکر اسلام جناب ڈاکٹر سیّد احسان اشرفی الجیلانی لندن

Allama Maulana Fakhr Alam Sheeda Kamali's book Shariat Muhammadi and Taziya Dari is very happy to I support and.see it is from Taziya Sha'air al-Islam congratulate the person who has done this great . AmenPeace only Dr,work.May Allah reward them well

Syed Ehsan Ashraf Ashrafi Jilani London

ترجمہ: علامہ مولانا فخر عالم شیدا کمالی کی کتاب شریعت محمدی اور تعزیہ داری دیکھ کر بہت خوشی ہوئی تعزیہ شعائر الاسلام سے ہے۔ میں اس شخص کی حمایت کرتا ہوں اور مبارکباد پیش کرتا ہوں جس نے یہ عظیم کام کو انجام دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

فقط والسلام

ڈاکٹر سید احسان اشرف اشرفی جیلانی لندن

تقریظ پُرتنویر

اسیر اہلبیت حضرت صوفی نور الحسن وارثی کلکتہ بنگال

পীরে তরিকত হযরত বাবা নূরুল হাসান ওয়ার্সি কলকাতা বেঙ্গলআমি গবেষক কারবালা আল্লামা মাওলানা ফখর আলম শেদা কামালী সাহেবের অনেক বই পড়েছি এবং শরীয়া মুহাম্মাদী ও তায়েযিয়াহ এর উপর এই বইটি লিখে যা ভালবাসার মানুষের প্রয়োজন ছিল, হযরত ইমাম হোসাইনের গোলামদের প্রতি আমাদের সকলের প্রতি একটা অনুগ্রহ করেছেন। (সাল্লাল্লাহু 'আলাইহি ওয়া সাল্লাম) তাঁর সময়ে।এই কিতাবই সবচেয়ে বড় প্রমাণ যে, এর পরে আর কোন মতবাদের প্রয়োজন হবে না।আল্লাহর কাছে আমার প্রার্থনা আল্লাহ যেন তাকে দ্বীন ও দুনিয়াতে সুখে রাখেন, আমিনশুধু শান্তিনুরুল হাসান ওয়ারসি কলকাতা বেঙ্গল

ترجمہ: میں نے محقق کربلا علامہ مولانا فخر عالم شیدا کمالی صاحب کی بہت سی کتابیں پڑھی ہیں اور شرع محمدی اور تعزیہ داری پر یہ کتاب لکھ کر جو اہل محبت کی ضرورت تھی، مصنف نے ہم سب پر غلامان حضرت امام حسین علیہ السلام کے غلاموں پر احسان کیا ہے۔ یہ کتاب اس بات کا سب سے بڑا ثبوت ہے کہ اس کے بعد کسی اور کتاب کی اہل محبت کو ضرورت نہیں رہے گی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ انھیں دین و دنیا میں خوش رکھے، آمین

فقط والسلام

نورالحسن وارثی کلکتہ بنگال

تقریظ پُرتنویر

پیر طریقت حضرت سید ذاکر حسین صاحب قبلہ تاجی تلنگانہ

పీర్ తారీఖత్ హజ్రత్ సయ్యద్ జాకీర్ హుస్సేన్ సాహిబ్ ఖిబ్లా తాజీ తెల్గానాఅల్హమ్దులిల్లాహ్, షరియా ముహమ్మదీ మరియు తాజియా దారి పుస్తకాన్ని చూడటం నాకు చాలా సంతోషంగా ఉంది.రచయిత ఈ పుస్తకాన్ని చారిత్రక మరియు మతపరమైన సూచనలతో అలంకరించారు. అందులో ఎలాంటి లోటు లేదుఅహ్లా అల్-బైత్ కాలంలో తపస్సు చేసే అహ్లా అల్-బైత్ అనుచరులకు ఈ పుస్తకం సరిపోతుంది.రచయిత జీవితంలో అల్లా ఆశీర్వదించాలని ప్రార్థిస్తున్నాను.. ఆమీన్

ترجمہ: الحمدللہ! شرع محمدی اور تعزیہ داری کتاب کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی مصنف نے اس کتاب کو تاریخی اور بزرگادین کے حوالے سے مزین کیا ہے۔

اس میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں دیکھی یہ کتاب محبان اہلبیت کیلئے کافی ہے جو مودت اہلبیت میں تعزیہ داری کرتے ہیں میں مصنف کیلئے دعا گو ہوں کہ اللہ ان کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔

آمین فقط والسلام

سید ذاکر حسین تاجی

تقریظ پُرتنویر

امیر اہلبیت پیر طریقت حضرت سید نظام الدین باپو جونا گڈھ گجرات

نحمدهٗ و نصلی و نسلم اما بعد!

محقق کربلا حضرت علامہ شیدا کمالی صاحب قبلہ کی گراں قدر تصنیف شرح محمدی اور تعزیہ داری اس دور میں عوام وخواص دونوں کے لئے کیمیا ہے۔ اس کتاب کی بہت اہم ضرورت تھی اس کتاب کو بہت پہلے آنا چاہئے تھا۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب مقبول عوام وخواص بنائے۔ آمین اور مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

فقط والسلام

سید نظام الدین جونا گڈھ گجرات

تقریظ پُرتنویر

فقیہ دکن حضرت مفتی سید حبیب احمد حسنی حیدرآباد دکن

الحمدللہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہٖ والہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

امابعد

وکیل اہلبیت محقق کربلا حضرت علامہ شیدا کمالی صاحب قبلہ کی مایہ ناز تصنیف شرح محمدی اوراور تعزیہ داری کو دیکھا دل باغ باغ ہوگیا علامہ نے سمندر کو کوزے میں بھر دیا۔ اللہ تعالیٰ عوام الناس کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

فقط سید حبیب احمد حسنی حیدرآبادی

تقریظ پُرتنویر

اسیر پنجتن پاک حضرت پیر سید طالب صاحب قبلہ تاجی گدی نشین سرکار تاج الاولیاء ناگپور مہاراشٹر

نحمدہٗ ونصلی ونسلم۔اما بعد

محقق کربلا حضرت علامہ شیدا کمالی صاحب کا شمار ایشاء کے بڑے صاحبان تصنیف میں ہوتا، علامہ کی کئی کتابیں میں نے پڑھیں ہیں۔ جو اپنے آپ میں لاجواب ہیں۔ یہ کتاب شرع محمدی اور تعزیہ داری اپنے آپ میں بہت کچھ سمیٹے ہوئے ہے۔ اس کتاب کی قوم وملت کو بہت سخت ضرورت تھی۔ جو علامہ نے پورا کر دیا۔ ہمارے سارے اکابرین تعزیہ دار تھے۔ ہم سرکار تاج الدین اولیاء کی بارگاہ میں دُعا گو ہیں اللہ تعالیٰ اس کو مقبول عوام وخواص بنائے۔ آمین

فقط والسلام

سید طالب تاجی ناگپور

تقریظ پُرتنویر

جامع معقول ومنقول حضرت علامہ ثناء اللہ صاحب قلہ حیدری چشتی قلندری جھارکھنڈ

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

برِّصغیر کی ممتاز شخصیت محقق کربلا حضرت علامہ شیدا کمالی صاحب قبلہ کی نئی کتاب شرع محمدی اور تعزیہ داری کا مسودہ دیکھا۔ بیساختہ دل پکار اٹھا۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

علامہ کا شمار برصغیر کے صفحہ اول کے علماء میں ہوتا ہے۔ آپ کی ہر کتاب اپنے آپ میں لاجواب ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس کتاب مقبول عوام وخواص بنائے۔ آمین ثم آمین

فقط محمد ثناء اللہ قلندری جھارکھنڈ

تقریظ پُرتنویر

پیرطریقت حضرت سید محمد وسیم مداری قادری کرناٹک

الحمدللہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہٖ الکریم امابعد!

محقق کربلا حضرت علامہ شیدا کمالی صاحب قبلہ کی کتاب شرع محمدی اور تعزیہ داری دیکھ کر دل باغ باغ ہوگیا۔

اس کتاب کی بے حد ضرورت تھی جو اللہ رب العزت نے علامہ شیدا کمالی کے ذریعہ پورا کروادیا۔ مولا تعالیٰ اپنے حبیب پاک کے صدقے قبول فرمائے۔ آمین

فقط

سید محمد وسیم مداری قادری کرناٹک

تقریظ پُرتنویر

محب پنجتن پاک ایڈوکیٹ بمبئی ہائی کورٹ علی کاشف خان دیشمکھ

I have carefully studied the book of Sharia Muhammadi and Ta'iziya Dari by Hazrat Allama Maulana Fakhr Alam Shida Kamali. May he get answers to all his questions_Apart from this book, Maulana has written on many other topics, including Hussain and Zainab, Karbala, Ma after Karbala, Naqosh Karbala, Moolai Kainat and Khwaja Batha Abu Talib, in which Khwaja Batha Abu Talib is for the world of Islam. It is a rare and valuable gift from Hazrat. I think that after the introduction of Muhammadan Sharia and Taziadari, all the questions of the people related to Tazia Sharif will end and the people will be satisfied. But the pen has been raisedIf Maulana's books are studied with realism and impartiality, then it becomes clear that the right to guide the Ummah will continue to be paid till the doomsday.

I pray that Allah Ta'ala accepts this book as charity for the Ahl

al-Bayt Rasool and enriches Maulana Shida Kamali with the wealth of both worlds.

Advocate Bombay High Court Ali Kashif Khan Deshmukh

ترجمہ: محقق عصر حضرت علامہ مولانا فخر عالم شیدا کمالی صاحب قبلہ کی کتاب شرع محمدی اور تعزیہ داری کا میں نے بغور مطالعہ کیا مولانا موصوف صاحب کا انداز بیان اتنا صاف سلیس اور سمجھ میں آنے والا ہے کہ پڑھنے والا تھوڑی سی توجہ کرکے مطالعہ کرے تو اس کو اپنے ہر سوال کا جواب مل جائے۔

مولانا نے اس کتاب کے علاوہ اور بھی کئی موضوع پر قلم اٹھائی ہے جس میں حسین وزینب، کربلا، مابعد کربلا، نقوش کربلا، مولائے کائنات اور خواجہ بطحاء ابوطالب جیسی گرانقدر کتابیں ہیں جس میں خواجہ بطحاء ابوطالب عالم اسلام کے لیے حضرت کی طرف سے ایک نایاب اور قیمتی تحفہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ شرع محمدی اور تعزیہ داری آنے کے بعد لوگوں کے تمام سوالات جو تعزیہ شریف کے تعلق سے ہیں وہ ختم ہوجائیں گے اور عوام مطمئن ہوجائے گی موصوف نے ہمیشہ عوام کی الجھنوں پر قلم اٹھائی ہے مولانا کی حقیقت پسندی اور غیر جانبداری کے ساتھ اگر ان کی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات نکھر کر سامنے آتی ہے کہ اب قیامت تک امت کی رہنمائی کا حق ادا ہوتا رہیگا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالی اس کتاب کو اہل بیت رسول کے صدقے میں قبول و مقبول فرمائے اور مولانا شیدہ کمالی کو دونوں جہاں کی دولتوں سے مالا مال کرے۔ امین ثم امین سید المرسلین

ایڈوکیٹ بمبئی ہائی کورٹ علی کاشف خان دیشمکھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

علم چھپانے والے کی سزا قرآن مجید سے

جو لوگ شیطان اور اپنے نفس کے بہکاوے میں آگئے نہ اللہ کی بات پہ عمل کیا نہ رسول اللہ ﷺ کی بات پر عمل کیا۔ اور حقیقت جانتے ہوئے بھی دوسروں کو نہ بتلایا اُن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡتُمُوۡنَ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا مِنَ الۡبَیِّنٰتِ وَالۡھُدٰی مِنۡۢ بَعۡدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الۡکِتٰبِ اُولٰٓئِکَ یَلۡعَنُھُمُ اللّٰہُ وَیَلۡعَنُھُمُ اللّٰعِنُوۡنَ۔ اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡا وَاَصۡلَحُوۡا وَبَیَّنُوۡا فَاُولٰٓئِکَ اَتُوۡبُ عَلَیۡھِمۡ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ۔ (سورہ بقرہ)

بیشک وہ جو ہماری اتاری ہوئی روشن باتوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں، بعد اس کے کہ لوگوں کے لئے ہم اسے کتاب میں واضح فرما چکے۔ ان پر اللہ کی لعنت ہے۔ اور لعنت کرنے والوں کی لعنت، مگر وہ جو توبہ کریں۔ اور سنواریں۔ اور ظاہر کریں۔ تو میں اُن کی توبہ قبول فرمالوں گا۔ اور میں ہوں بڑا توبہ قبول فرمانے والا مہربان۔ (کنزالایمان)

علم چھپانے والے کی سزا حدیث پاک سے

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَةَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ مَنۡ سُئِلَ عَنۡ عِلۡمٍ عَلِمَهٗ ثُمَّ کَتَمَهٗ اُلۡجِمَ یَوۡمَ الۡقِیَامَةِ بِلِجَامٍ مِّنۡ نَّارٍ۔ (جامع ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جس شخص سے کوئی علم کی بات پوچھی گئی، جو اس کو معلوم تھی۔ پھر بھی اس نے اس علم کو چھپالیا تو ایسے شخص کو قیامت کے دن آگ کی لگام لگائی جائے گی۔

دیباچہ

الحمد لله رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسوله واٰلهٖ واصحابه اجمعین۔اما بعد۔

یہ اور بات ہے آندھی ہمارے بس میں نہیں
مگر چراغ جلانا تو اختیار میں ہے

نومبر ۲۰۲۲ء میں کربلائے معلیٰ و نجف اشرف جانے سے قبل کچھ احباب نے تعزیہ داری پر کتاب لکھنے کی فرمائش کی میں نے ہاں کرلیا اور نجف اشرف و کربلا معلیٰ کی زیارت کے لئے روانہ ہوگیا۔ میں نے بھی پختہ ارادہ کرلیا تھا کہ میں یہ کتاب کربلائے معلیٰ میں جاکر شہید اعظم امام دین و دنیا سرکار امام حسین علیہ السلام سے اجازت لے کر آپ ہی کے حرم پاک سے شروع کروں گا۔ امام پاک کے کرم سے ایسا ہی ہوا۔ اس کتاب کی شروعات شب چہار شنبہ ۲رنومبر ۲۰۲۲ء، حضرت امام پاک علیہ السلام کے روضہ انور کے پاس بیٹھ کر لکھنا شروع کیا۔ الحمدللہ امام پاک علیہ السلام کے کرم سے یہ کتاب مکمل ہوگئی۔ ۱۲-کتابوں میں سے میری یہ واحد کتاب ہے جو کربلائے معلیٰ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے حرم سے شروع ہوئی۔

تعزیہ داری کے تعلق سے بہت سے علماء و محققین نے اس کے جائز ہونے پر کئی کتابیں تحریر فرمائی ہیں۔ البتہ کسی نے ناجائز کسی نے حرام تو کسی نے شرک تک فتوے دے ڈالے۔ یہ اُن کی اپنی اپنی تحقیق تھی۔ اپنا اپنا نظریہ تھا۔ مگر حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ شاید انھوں نے اس کے پس پردہ غور و فکر نہیں کیا۔

۲رنومبر ۲۰۲۲ء کو جب میں کربلا معلیٰ پہونچا تب یہ راز مجھ پر کھُلا کہ ۱۳۸۳رسال

سے یاد حضرت امام حسین علیہ السلام کو روکنے میں آخر لوگ اس قدر ایڑی چوٹی کا زور کیوں لگا رہے ہیں؟۔

کربلا معلیٰ پہونچ کر جب میں نے تحقیق کی کہ کربلا میں حسینیوں کے ہاتھ سے جتنے یزیدی قتل ہوئے۔ اُن کی قبریں کہاں ہیں۔ کیا اُنھیں زمین نگل گئی ہے یا وہ جہنم کے آخری طبقے میں پہونچ گئے ہیں۔

کربلا معلیٰ میں آج بھی اُن کی قبروں کا کوئی نام ونشان موجود نہیں ہے۔ جبکہ کربلا معلیٰ میں صرف حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام اور آپ کے تمام جاں نثاروں کی قبریں ۱۳۸۳ر سال سے آج تک آفتاب و ماہتاب بن کر چمک رہی ہیں۔ ساری دنیا پروانوں کی طرح شمع امامت کے گرد کربلا میں ہمیشہ ہمہ وقت طواف کرتی رہتی ہے۔

۱۳۸۳ر سال سے یزیدیت اسی لئے تو پریشان ہے کہ جب ہمارے باپ دادا کے قبروں کی نشانیاں موجود نہیں ہیں، تو پھر ہم حضرت امام حسین علیہ السلام کی بھی نشانیاں مٹا دیں گے، مگر ایسا نہ ہوسکا۔ یہ نشانی کیسے مٹ سکتی ہے؟ یہ شعائر اللہ میں سے ہے۔اس کی حفاظت اللہ خود کر رہا ہے۔ شعائر اللہ کسے کہتے ہیں اسی کتاب میں آگے چل کر آپ پڑھیں گے۔

۱۳۸۳ر سال سے یزیدیت اپنا سر پھوڑ پھوڑ کے مری جا رہی ہے، بڑے بڑے یزیدی مَر مَر کے جہنم کی وادیوں میں پہونچ گئے مگر میرے آقا حضرت امام عالی مقام علیہ السلام اور تمام شہدائے کربلا کی نشانی نہ مٹا سکے۔ یہ نشانی نہ کل مٹی تھی نہ آج مٹی ہے، نہ قیامت تک مٹے گی۔ جا کے کربلا معلیٰ میں دیکھو حضرت امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کس طرح ایمان والوں کے دلوں پر حکومت کر رہے ہیں۔ کہاں گئے وہ شام کے محلوں میں رہنے والے جنہیں اپنی طاقت، اپنی دولت اور اپنی حکومت پر ناز تھا۔ چلے تھے اللہ کی نشانی مٹانے خود اپنی ہی نشانی مٹا بیٹھے۔

آج اُن کا کوئی نام لیوا نہیں ہے۔ واقعہ کربلا کے بعد لفظ یزید گالی سے بھی برتر بن گیا۔ آج کوئی بھی شخص اپنی آل واولاد کا نام یزید رکھنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ البتہ غلامان حسین دُنیا بھر میں کروڑوں میں دکھائی دے رہے ہیں۔ تعزیہ اُسی کربلا میں ہونے والے ظلم وستم کے خلاف صبح قیامت تک احتجاج کا نام ہے، مخالفین نے اس کو لاکھ مٹانے کی کوشش کی مگر تعزیہ جس شان سے پہلے نکلتا تھا آج بھی اسی شان سے نکلتا ہے۔ کچھ تو بات ہے جو اتنا روکنے کے باوجود بھی نہیں رُک رہا ہے۔ مسلمانو! اسلام کی دو قسمیں ہیں۔ (نمبر ۱) حسینی اسلام (نمبر ۲) یزیدی اسلام۔

(نمبر ۱) حسینی اسلام وہ ہے جسے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام بحکم خدا عرش سے لے کر قلب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئے۔ جو مدینے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آغوش میں پلا۔ اور حضرت امام حسین علیہ السلام وہی اسلام مدینے سے کربلا لائے۔ جس میں اَمن وامان بھائی چارگی۔ پیار ومحبت، مظلوموں پر شفقت اور رحمت ہی رحمت ہے۔ جس میں انسانیت کے لئے نجات ہے۔

(نمبر ۲) یزیدی اسلام وہ ہے جو بغض آل رسول میں دمشق میں بنی امیہ کے دربار میں پلا۔ جس کو یزید ملعون نے اپنے تخت پر بیٹھ کر کہا تھا کہ معاذ اللہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نہ کوئی وحی آئی اور نہ کوئی فرشتہ۔ اسلام ان کا اپنا من گھڑت ڈھونگ تھا (البدایہ والنہایہ) جسے یزیدی دمشق سے لیکر کربلا آئے۔ جس میں قتل وغارت، مکروفریب، دجل، خون خرابہ، ظلم وستم، مظلوموں پر زحمت اور نفرت ہی نفرت ہے۔ جس میں انسانیت کے لئے خسارہ ہی خسارہ ہے۔

مگر یاد رکھئے جہاں حسین نہیں وہاں دین نہیں، جہاں علی نہیں وہاں ایمان نہیں۔ بھلے باقی سب کچھ ہو، نماز ہو، روزہ ہو، حج ہو، زکوٰۃ ہو، داڑھی ہو، عمامہ ہو، جبہ ہو، قبہ ہو، ڈگریاں ہوں، کتابوں کا انبار ہو، اگر حسین نہیں ہیں تو سب بے کار ہے۔ یزیدیوں کے پاس نماز تھی، معرفت نماز نہیں تھی۔ روزہ تھا، حج تھا، سب کچھ تھا مگر حسین نہیں تھے، مسلمانوں کی لڑائی، حضرت امام حسین علیہ السلام سے تھی، جب مسلمانوں نے حضرت امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام

کونہیں مانا۔ مانتے تو سینے پہ سوار ہو کے شہید نہ کرتے، جو دین کے محافظ تھے جب اُن کونہیں مانا تو اُن کی نشانیوں کو کیسے مانیں گے۔ مگر یاد رہے کوئی حضرت امام حسین علیہ السلام کو مانے یا نہ مانے حضرت امام حسین علیہ السلام کل بھی مقصود کائنات تھے۔ حضرت امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام آج بھی مقصود کائنات ہیں۔ کوئی مانے تب بھی مقصود کائنات ہیں، کوئی نہ مانے تب بھی مقصود کائنات ہیں۔ کسی کے ماننے نہ ماننے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے "مثل اهل بيتى كمثل سفينة النوح من ركب فيها نجا و من تخلف عنها غرق" میرے اہل بیت کی مثال کشتیٔ نوح کی طرح ہے۔ جو ان میں سوار ہوا اسے نجات مل گئی اور جو اس سے ہٹا وہ ڈوب گیا۔

مانو گے تو دونوں جہاں میں اُمن و امان میں رہو گے۔ نہیں مانو گے تو خسارے میں رہو گے۔ تعزیہ کا کربلا سے بڑا گہرا رشتہ ہے۔ تعزیہ درحقیقت اہلبیت اطہار علیہم السلام کی مظلومانہ قتل کے خلاف ایک احتجاج کا نام ہے۔ اور بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حکم مودّت کی تکمیل کرتے ہوئے شہدائے کربلا کو یاد کرنے کا اور ان کے غم میں آنسو بہانے کا اور حضرت سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کو خراج عقیدت پیش کرنے کا ذریعہ ہے۔ یعنی اُنہیں یزیدیوں کے خلاف جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے۔ اور نماز میں اُسی حضرت امام حسین علیہ السلام پر درود بھی پڑھتے تھے، انہیں یزیدیوں کے ظلم و جفا کے خلاف احتجاج کرنے کا نام تعزیہ ہے۔

تعزیہ دینی ضرورت ہے، اس کا دین سے بڑا گہرا رشتہ ہے۔ نائب النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سلطان الہند عطائے رسول حضرت خواجۂ خواجگاں سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے فرمایا ہے۔ دین است حسین، تعزیہ اُسی صاحب دین کی نشانی ہے۔ تعزیہ کے ذریعے واقعۂ کربلا کو ہر سال اُسی تاریخ میں دہرایا جاتا ہے تاکہ یزید جیسے دہشت گرد کا نقاب پاش پاش ہو جائے۔ اور کربلا کی حقیقت لوگوں کی سمجھ میں آجائے۔

مسلمانوں کو تعزیہ داری اس لئے بھی کرنی چاہئے تاکہ پھر کوئی یزید جیسا دہشت گرد نہ پیدا ہو، اور دُنیا والوں کو پتہ چل جائے کہ اہلبیت ہی نجات کے ذریعہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حق کہنے اور حق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

ہم نیک و بد جناب کو سمجھائے جاتے ہیں
مانو نہ مانو آگے تمہیں اختیار ہے

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پنجتن پاک اور شہدائے کربلا واسیرانِ کربلا کے صدقے میں میرا خاتمہ ایمان پر فرمائے، اور میرا حشر ونشر شہدائے کربلا کے سائے میں کرے۔ آمین ثم آمین بجاہِ سید المرسلین

گدائے اہل بیت محمد فخر عالم شیدا کمالی حیدری قادری چشتی قلندری

خانقاہِ کمالیہ بھوجپور، بیرہوا، بلرام پور (یوپی) انڈیا

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

باب اوّل

تعزیہ شریف قرآن وسنت کی روشنی میں

الحمد لله رب العٰلمین والعاقبة للمتقین والصلوٰة والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین وعلیٰ اٰلهٖ واصحابهٖ اجمعین۔

الٰہی بحق بنی فاطمہ　　　کہ برقول ایماں کنم خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول　　　من ودست وداماںِ آل رسول

صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین

محرم الحرام کا مہینہ شروع ہوتے ہی عاشقانِ امام عالی مقام علیہ الصلوٰۃ السلام شہزادہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جگر گوشہ بتول صلواۃ اللہ علیہا کی بارگاہ میں مختلف انداز میں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ انہیں میں سے تعزیہ داری بھی ہے جو امام پاک علیہ السلام و دیگر شہدائے کرب وبلا کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے تصوراتی نقشہ پیش کیا جاتا ہے، اس سلسلے میں کئی نظریات سامنے آئے ہیں۔ بعض اسے ناجائز بعض اسے عہد تیمور کی یادگار، اور بعض اسے مروجہ کی قید لگا کرنا جائز، جب کہ نفس تعزیہ داری کو جائز کہتے ہیں، اس ضمن میں ہم قرآن وحدیث کا مطالعہ کریں گے جو ہمارے لئے اولین مشعل راہ ہے۔

قرآن مجید

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ (البقرۃ آیت ۱۵۸) ترجمہ: بے شک صفا اور مروۃ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے۔

آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے پر صفا اور مروۃ جو مکہ شریف کے اندر واقع ہیں اپنی

نشانیاں قرار دی ہیں، پہاڑیاں تو دنیا میں بہت سی ہیں، ایک سے ایک اونچی لمبی، بلند و بالا قامت والی پہاڑیاں مگر کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان دو پہاڑیوں کو شعائر اللہ یعنی اپنی نشانیاں قرار دی ہیں، وجہ صرف یہ ہے کہ ان دو پہاڑیوں کو اللہ کی محبوب بندی سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا سے نسبت ہے، آج سے صدیوں پہلے اللہ کی محبوب بندی نے اپنے شیر خوار بچہ یعنی سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے لیے پانی کی تلاش میں دوڑی تھیں، تو اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادا اتنی پسند آ گئی کہ صفا اور مروہ کو اپنی نشانیاں قرار دے دیا۔

آیت مذکورہ کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ کے محبوب بندوں سے جو چیز منسوب ہو جاتی ہے وہ بھی محترم، اللہ کی نشانی، لائق تعظیم اور لائق حرمت چیز ہو جاتی ہے۔

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب (الحج آیت ۳۲) ترجمہ: اور جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔

آیت کریمہ کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ تعزیہ دراصل شہدائے کرب و بلا کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے کا ایک تصوراتی خاکہ ہے اور چونکہ تعزیہ (تصوراتی خاکہ) کو نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جگر گوشہ بتول صلوٰۃ اللہ علیہا سے نسبت ہے اس لیے اللہ کی نشانیوں میں سے شمار ہوتا ہے، جو شخص امام پاک علیہ السلام کے روضہ مبارکہ کا یادگاری خاکہ بنا کر اس کی تعظیم بجا لاتا ہے، اسے ضرور قرآن مجید کی نگاہ میں دل کا تقویٰ اور قرب خداوندی نصیب ہوتا ہے۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وقال لھم نبیھم انّ اٰیۃ ملکہ ان یاتیکم التابوت فیہ سکینۃ من ربکم و بقیۃ مما ترک اٰل موسیٰ واٰل ھٰرون تحملہ الملٰئکۃ ان فی ذٰلک لاٰیۃ لکم ان کنتم مومنین (البقرہ آیت ۱۴۸)

ترجمہ: اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس تابوت آئے جس میں دلوں کا چین ہو تمہارے رب کی طرف سے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی جسے فرشتے اٹھاتے لائیں گے اس میں بڑی نشانی ہے تمہارے لیے اگر ایمان رکھتے ہو۔

آیت کریمہ کی تفہیم میں یہ آتا ہے کہ بنی اسرائیل نے چونکہ طالوت کو بادشاہت پر کوئی نشانی مانگی تھی اس میں حکم الٰہی سے حضرت شمویل علیہ السلام نے فرمایا کہ طالوت کی بادشاہی کی تمہارے پاس تابوت سکینہ آئے گا، جو تمہیں سامان سکون فراہم کرتا تھا اور اس تابوت سکینہ میں حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیہم السلام کے تبرکات تھے۔ جس میں انبیائے کرام علیہم السلام کی تصویریں تھیں، اور ان کے مکانات کی اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس گھر کی ایک تصویر سرخ یاقوت میں تھی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالت قیام میں ہیں اور آپ کے اردگرد آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود ہیں۔

یہ صندوق سلسلہ بسلسلہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہونچا، آپ علیہ السلام اس میں توریت بھی رکھتے تھے اور اپنا مخصوص سامان بھی مثلاً توریت کی تختیوں کے ٹکڑے، اپنا عصا مبارک، کپڑے اسی طرح حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ اور ان کا عصا اور تھوڑا سا 'من' جو بنی اسرائیل پر نازل ہوتا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جنگ کے مواقع پر اس صندوق کو آگے رکھتے اس سے بنی اسرائیل کے دلوں کی تصدیق رہتی۔ جب انہیں کوئی مشکل درپیش ہوتی وہ اس تابوت کو سامنے رکھ کر دعائیں کرتے، دشمنوں کے مقابلہ میں اس کی برکت سے فتح پاتے۔ جب بنی اسرائیل کی حالت خراب ہوئی اور ان کی بدعملی بہت بڑھ گئی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر قوم عمالقہ کو مسلط کر دیا، وہ ان سے تابوت چھین کر لے گئے۔ اور اس کو نجس اور گندے مقامات میں رکھا اور

اس کی بے حرمتی کی اور ان گستاخیوں کی وجہ سے عمالقہ کے لوگ طرح طرح کے امراض میں مبتلا ہو گئے ان کی پانچ بستیاں ہلاک ہو گئیں اور انہیں یقین ہو گیا کہ تابوت کی توہین و بے ادبی ان کی بربادی کا باعث ہے۔ چنانچہ انہوں نے تابوت ایک بیل گاڑی پر رکھ کر بیلوں کو چھوڑ دیا اور فرشتے اُسے بنی اسرائیل کے سامنے طالوت کے پاس لائے اور چونکہ اس تابوت کا آنا بنی اسرائیل کے لیے جالوت کی بادشاہی کی نشانی قرار دیا گیا تھا لہٰذا بنی اسرائیل نے یہ دیکھ کر طالوت کی بادشاہی کو تسلیم کر لیا۔ کیونکہ تابوت کے آنے سے انہیں اپنی فتح کا یقین ہو گیا۔ (صراط الجنان ملخصاً)

دیکھ رہے ہیں آپ! اللہ تبارک وتعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام سے منسوب تبرکات کو باعث سکون قرار دیا، ساتھ ہی مومنین کے لئے نشانی قرار دی، اس سے پتہ چلا کہ اگر کوئی چیز بزرگوں کی طرف منسوب ہو جاتی ہے تو وہ چیز باعث چین وسکون ہو جاتی ہے۔ اس لیے تعزیہ داری دراصل سردار جنت راکب دوش پیمبر حضرت امام عالی مقام علیہ السلام کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے کا تصوراتی خاکہ ہے اس لیے بلاشک وشبہہ قرآن مجید کی آیت مبارکہ کی روشنی میں آنکھوں کا سرور، دل کا نور اور مومنین کے لیے نشانی ہے۔

آیت کریمہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات کا اعزاز واحترام لازمی ہے ان کی برکت سے دعائیں قبول ہوتی ہیں اور حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔ لہٰذا جو شخص تعزیہ (امام عالی مقام کے روضہ مبارکہ کا تصوراتی خاکہ) کی تعظیم بجالاتا ہے، اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور حاجتیں بھی پوری ہوتی ہیں۔

مذکورہ آیت کریمہ کی روشنی میں یہ بھی معلوم ہوا کہ تبرکات کی گستاخی گمراہی اور تباہی ہے۔ لہٰذا جو تعزیہ کی شان میں اول فول بکتا ہے وہ اپنے لیے گمراہی اور تباہی مول لیتا ہے۔

احادیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَنَّ رجلاً جاءَ الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انی حلفت ان اقبل عتبة باب الجنة فامر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یقبل رجل الاُم وجبهة الاب وتری انه قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لم یکن لی الوان؟ فقال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل قبرهما قال فان لم اعرف قبرهما قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خط خطین وانو بان احدهما قبر الام والاخر قبر الاب فقبلهما فلا تحبت فی یمینک۔ (الکفایۃللشعبی)

ترجمہ: ایک شخص (صحابی) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے انھوں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے قسم کھائی ہے جنت کے چوکھٹ چومنے کی۔تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں حکم دیا کہ وہ ماں کے پیراور باپ کی پیشانی چوم لیں۔اورروایت کی جاتی ہے کہ انھوں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر میرے والدین نہ ہوں تو میں کیا کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایادولائنیں کھینچ لواورنیت کرلوکہ ایک لائن ماں کی قبر ہےاوردوسراباپ کی قبر ہےتوانھیں چوم لوتو پھراپنی قسم میں حانث نہ ہو۔(یعنی تمہاری قسم نہیں ٹوٹے گی،اس طرح عمل کرنے سے تمہاری قسم پوری ہوجائے گی)۔

صاحبو! دیکھ رہے ہیں آپ! کتنا صاف اورواضح ارشادہوتا ہے کہ دولکیریں کھینچ کرایک ماں کی اوردوسری باپ کی قبرتصور کرکے چوم لو۔اب ظاہر ہے کہ لکیریں نہ باپ کی قبر ہےاورنہ ماں کی۔مگرسید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک تصوراتی خاکہ عنایت فرمایا۔حدیث پاک کی روشنی میں صاف صاف پتہ چلتا ہے کہ اگرکوئی یادحضرت امام حسین علیہ السلام میں روضہ امام پاک علیہ السلام کاتصوراتی خاکہ بناتا ہےتو وہ عین منشا نبوی کے مطابق ہے۔درست ہے،اس میں کوئی

قباحت نہیں۔

کعبہ شریف کا طواف کرنے والے لاکھوں زائرین حجر اسود کو بوسہ دینے کی سعادت حاصل کرتے ہیں، لیکن اگر رش ہو کہ حجر اسود کو ہاتھ لگا کر چومنے کی گنجائش نہ ہو تو حکم ہے کہ حجر اسود کی طرف ہتھیلیوں سے اشارہ کر کے ہتھیلیوں کو چومے اور تکبیر و تہلیل کہے جیسا کہ شرعی اصطلاح میں "استلام" کہتے ہیں۔

بدائع الصنائع میں ہے:

ویبدأُ بالحجر الاسود فاذا استعبله کبر و رفع یدیه لما روی عن مکحول ان النبی ﷺ لما دخل المسجد بدا بالحجر الاسود فاستقبله کبر و هلل۔ یعنی طواف کی ابتدا حجر اسود سے کرے گا، پس جب حجر اسود کا استقبال کرے تو تکبیر کہے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کرے جیسا کہ حضرت مکحول علیہ الرحمہ سے مروی ہے جب آپ ﷺ مسجد حرام میں داخل ہوتے تو حجر اسود سے ابتدا فرماتے اور حجر اسود کا استقبال فرما کر تکبیر و تہلیل ارشاد فرماتے۔ اور فتاویٰ ہندیہ میں ہے۔

ویستلمه وصفه الاستلام ان یضع کفیه علی الحجر و یقبله والامس الحجر بیدہٖ وقبل یده فان لم یستطع نفسیا من خلک یستاقبله ویرفع یدیه متقبلا مباطنهما ایاه ویکبر ویهلل ویحمد ویصلی علی النبی ﷺ۔

ترجمہ: حجر اسود کا استلام کرے اور استلام کا طریقہ یہ ہے کہ اپنی ہتھیلی کو پتھر پر رکھ کر بوسہ دے، اگر ایسا نہیں کرسکتا تو حجر اسود کو اپنے ہاتھ سے بوسہ دے اور اپنے ہاتھ کو چوم لے۔ اور اگر یہ بھی نہیں کرسکتا تو حجر اسود کی طرف ہاتھ کر کے اپنے ہاتھ کو بلند کرے اس حال میں کہ ہتھیلی کو بوسہ دیتے ہوئے۔ حجر اسود کا تصور کرتے ہوئے اور تکبیر و تہلیل کہے، اللہ تعالیٰ کی حمد

بجالائے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک پڑھے۔

محترم قارئین کرام! اب آپ فیصلہ کریں کہ حجر اسود کی طرف اشارہ کر کے ہتھیلیوں کو بوسہ دینا کیا حجر اسود ہے؟ نہیں بلکہ حجر اسود کا یہ تصوراتی خاکہ ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ اگر کوئی شخص کربلا شریف کی یاد میں تصوراتی خاکہ اور علاماتی نقشہ بناتا ہے تو نہ صرف جائز بلکہ شریعت کے مزاج کے عین مطابق ہے۔

زیادہ سے زیادہ یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ تعزیہ داری کے موقع پر جو جلوس نکالے جاتے ہیں ان میں خلاف شرع بھی چیزیں ہوتی ہیں تو اس پر عرض یہ ہے کہ ہاں ضرور! ایسے امور جو شریعت کے خلاف ہیں انھیں ختم کرنے کی ضرور کوششیں کرنی چاہئے۔ جیسے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جو چیزیں خلاف شریعت ہوتی ہیں اسے دور کرنے کی بات کی جاتی ہے نہ کہ جلوس میلاد کا انکار کیا جاتا ہے۔ یہ ایسے ہی کہ زمانہ جاہلیت میں مشرکین نے خانہ کعبہ کے اندر بتوں کو نصب کر دیا تھا، اسی طرح وہ لوگ خانہ کعبہ کا طواف ننگے ہو کر کرتے تھے، بتوں کے بارے میں کہتے تھے کہ ان سے ہم اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں اور طواف کے بارے میں کہتے تھے کہ ہم اس کپڑے میں کعبہ کا طواف کیسے کر سکتے ہیں جس میں ہم گناہ کرتے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے موقع پر بتوں کی آلائشوں سے پاک کیا خانہ کعبہ کو، نہ کہ خانہ کعبہ کو ختم کرنے کی کوئی بات کی (معاذ اللہ) اسی طرح ننگے ہو کر طواف سے منع فرمایا، نہ کہ طواف کو ختم کیا فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ اگر کوئی چیز اپنے اصل کے اعتبار سے درست ہو بلکہ شریعت کے مزاج کے مطابق ہو اور اس میں کچھ چیزیں غیر شرعی شامل ہو جائیں تو اصل کے جواز کو باقی رکھتے ہوئے قابل گرفت امور دور کرنے کی کوششیں ہونی چاہئے اسی طرح دیگر امور مثلاً شادی، عرس، جلسہ کے مواقع میں غیر شرعی دیکھی جاتی ہیں ہم ان

چیزوں کو بالکلیہ نظر انداز نہیں کرتے بلکہ خلاف شرع چیزوں کو دور کرنے کی بات کرتے ہیں۔
پس تعزیہ داری کے سلسلہ میں بھی ہمیں انھیں اصولوں کا مدنظر رکھنا ہوگا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ محرم الحرام کے موقع پر یادِ حسین کے نام کئی ساری غلط چیزیں رسم ورواج کی شکل میں اختیار کرلی جاتی ہیں۔ ہمیں کمربستہ ہوکر ان چیزوں کو حکمت کے ساتھ ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور جو چیزیں شریعت کے مزاج کے مطابق ہیں انھیں شرعی مزاج کے مطابق عمل میں لانا چاہیے۔

باب دوم

تعزیہ شریف
تاریخ کی روشنی میں

تعزیہ کا لغوی معنیٰ

اردو میں تعزیہ کے معنی ہیں حضرت امام حسین علیہ السلام اور اہلبیت کی تربتوں کی نقل۔

(فیروز اللغات (ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس دہلی) صفحہ ۱۱۹۲،
اسلام میں تعزیہ اور تعزیہ داری صفحہ ۴۴)

تعزیے کی اِبتداءاور مؤرخین کا اختلاف

روز روضۂ شہ پر کیسے حاضری ہوتی
حسرت زیارت نے تعزیہ بنا ڈالا

سوال: تعزیے کی ابتداء کب ہوئی کہاں ہوئی؟

جواب: اس کا صحیح علم آج تک کسی کے پاس نہیں ہے۔ بس سب قیاسی باتیں ہیں کہ اِنھوں نے شروع کی اُنھوں نے شروع کی۔ کس نے شروع کی کسی کو پتہ ہی نہیں ہے۔

عالم اسلام میں علماء کے نزدیک کئی چیزوں میں اختلاف ہے۔ جیسے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت میں اختلاف ہے، کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت کب ہوئی، کسی کو صحیح پتہ نہیں، نمازوں میں اختلاف ہے، اسی طرح تعزیہ داری میں بھی اختلاف ہے۔ مگر کیا کیجئے گا ہر چیز میں تو اختلاف ہی اختلاف ہے۔ اختلاف کی بنیاد تو دعوۃِ ذوالعشیر میں ہی پڑ گئی تھی۔ (خواجۂ بطحا)

بعض لوگ کہتے ہیں کی معزّ الدولہ تعزیہ کا موجد ہے۔ اُس نے واقعہ کربلا کے ۳۰۰/سال کے بعد تعزیہ شروع کیا۔ (البدایہ والنہایہ)

بعض لوگ امیر تیمور لنگ کو تعزیہ کا موجد بتاتے ہیں۔ (تاریخ ہند)۔ بعض لوگ ملتان کے حاکم ابوالفتح لودی اور بعض لوگ ابوالفتح لودی کے دادا میر داؤد کو تعزیہ کا موجد بتاتے ہیں۔ مگر صوفیائے طریقت نائب النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سلطان الہند عطائے رسول خواجۂ خواجگان سرکار خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو اور بعض صوفیہ حضرت سید عثمان مروندی عرف لعل شہباز قلندر کو تعزیہ اور علم کا موجد قرار دیتے ہیں۔ بعض کے نزدیک حضرت سید گامے شاہ بابا لاہوری موجد ہیں۔

تعزیہ کا موجد کوئی بھی ہو اس میں کوئی بحث نہیں ہے۔ تعزیہ سلطان الہند عطائے رسول

حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ نے بنایا ہے، بس ہمارے لئے اتنا ثبوت کافی ہے۔ خواجہ صاحب کے بعد اب ہمیں کسی تحقیق کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تعزیہ عطائے رسول کی عطا ہے۔ ہندوستانی مسلمانوں نے کلمہ خواجہ سے پڑھا ہے تعزیہ بھی خواجہ ہی سے لیا ہے۔ یہ کسی کے روکنے سے نہیں رُکے گا۔ ہندوستان میں جب تک خواجہ رہیں گے۔ تعزیہ بھی رہیگا۔

امیر تیمور لنگ پر جھوٹا بہتان

چند نام نہاد لوگوں نے حضرت امیر تیمور لنگ پر بہتان تراشی کی ہے کہ امیر تیمور لنگ شیعہ تھے اور ہندوستان میں امیر تیمور لنگ نے تعزیہ کی شروعات کی ہے۔ حالانکہ یہ سراسر جھوٹ اور امیر تیمور لنگ پر بڑا بہتان ہے۔ امیر تیمور لنگ کے بارے میں محقق عصر شارح بخاری نائب مفتی اعظم ہند حضرت مفتی شریف الحق امجدی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ فتاویٰ شارح بخاری جلد سوم کے صفحہ ۴۸۹ ناشر دائرۃ البرکات گھوسی مئو، سن طباعت ۲۰۱۳ء میں تحریر فرماتے ہیں کہ امیر تیمور لنگ سنی صحیح العقیدہ بادشاہ تھا۔ (فتاویٰ شارح بخاری جلد ۳، ص ۴۸۹)

امیر تیمور لنگ ولی کامل عارف باللہ حضرت سید امیر گلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید اور شیخ العالم حضرت بہاؤالدین نقشبندی رضی اللہ عنہ کے پیر بھائی تھے۔

امیر تیمور لنگ شیعہ اور رافضی بالکل نہیں تھے بلکہ محب اہلبیت تھے۔ (حوالہ تحقیق الگلال تاریخ امیر تیمور لنگ)۔

حضرت امیر تیمور لنگ کا زمانہ ۱۳۹۸ء کا ہے، امیر تیمور لنگ سے ۲۰۰/سال پہلے عطائے رسول حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہندوستان آچکے تھے۔ اُس وقت ہندوستان میں تعزیہ داری ہوتی تھی۔

امیر تیمور لنگ سے ۶۰۰/سال پہلے تک ہندوستان میں تعزیہ داری کا ثبوت ملتا

ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ تعزیہ داری شیعوں کی نقل ہے انھیں سمجھنا چاہئے کہ مسلمانوں میں ۷۲ رفرقے موجود ہیں۔ کوئی ایک دوسرے کی نقل نہیں کرتا جیسے شیعہ نمازیں ہاتھ کھول کر پڑھتے ہیں، سنی نمازیں ہاتھ باندھ کر پڑھتے ہیں۔ یہاں کوئی کسی کے نقش قدم پر نہیں چلتا ہے۔ شیعوں کے یہاں تعزیہ داری بالکل نہیں تھی۔ شیعہ تو ایام محرم میں عزاداری کرتے ہیں، ہاں یہ بات درست ہے کہ سنیوں کی نقل سے شیعہ بھی تعزیہ داری کرنے لگے۔

اگر محض اس بنیاد پر تعزیہ داری ناجائز ہے کہ تعزیہ داری شیعہ کرتے ہیں اس لئے سنی تعزیہ داری نہ کریں تو شیعہ نمازیں بھی پڑھتے ہیں، روزے بھی رکھتے ہیں، قرآن بھی پڑھتے ہیں، حج بھی کرتے ہیں، توحید ورسالت پر ایمان بھی رکھتے ہیں، قربانی بھی کرتے ہیں، تو سنی ان سب چیزوں کو چھوڑ دیں۔ اور دین ہی سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔

شیعہ کہہ کر تعزیہ داروں کو تعزیہ داری سے کبھی نہیں روکا جاسکتا ہے کیونکہ تعزیہ داروں نے خواجہ کے طریقے کو اپنایا ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہوسکتا کہ سنی مسلمان شیعوں کی ضد پر تعزیہ داری ترک کردیں تعزیہ داری سنی مسلمانوں کا جزوِ مذہب ہے۔ کسی کے روکنے سے تعزیہ داری بالکل نہیں رک سکتی ہے۔ کیوں کہ یہ شعائر اللہ ہے یعنی اللہ کی نشانیوں میں سے ہے۔ اور اللہ کی نشانی کوئی مٹا نہیں سکتا۔

شمع حق نورِ الٰہی کو بجھا سکتا ہے کون
جس کا حامی ہو خدا اُس کو مٹا سکتا ہے کون

اولیاءاللہ اور تعزیہ داری

ہندوستان میں تعزیہ داری کا سلسلہ زمانۂ قدیم سے ہے۔ مدینے میں جو سادات کرام اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم تھے وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد اُم المومنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں جس بوتل میں کربلا کی رکھی ہوئی مٹی خون ہوگئی تھی اُس کی زیارت کرتے رہتے تھے۔ مگر جب بنی اُمیہ کے ظالم بادشاہوں نے سادات کرام اور اُن کے چاہنے والوں کو چُن چُن کر قتل کرنا شروع کیا تو یہ لوگ اپنی جانیں بچا کر راتوں رات مدینے سے مختلف جگہوں پر چلے گئے۔ جو لوگ ہندوستان آئے وہ ہر سال دس محرم الحرام یعنی یوم عاشورہ مناتے تھے۔

سلطان الہند عطائے رسول سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہٗ جب ہندوستان آئے تو آپ نے چاندی کی تعزیہ بنائی، تب ہند و پاک ایک تھا آپ خود بھی اس تعزیہ کی زیارت کرتے اور اپنے تمام چاہنے والوں کو اس تعزیہ کی زیارت کرواتے۔ (راہِ اسلام)

وہ چاندی کا تعزیہ آج بھی پاک پٹن شریف میں حضرت بابا فرید گنج شکر رضی اللہ عنہٗ کے چلے میں موجود ہے۔ محرم شریف میں آج بھی اُس کی زیارت کرائی جاتی ہے۔ (راہ اسلام ص ۷۴، دین محمدی اور تعزیہ داری ص ۳۰)

اس کے علاوہ ہند و پاک میں جتنی بھی پرانی خانقاہیں ہیں۔ اُن سب جگہوں پر تعزیہ داری آج بھی ہوتی ہے۔ جیسے اجمیر شریف درگاہ حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہٗ میں، درگاہ حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہٗ مکنپور شریف میں۔ درگاہ حضرت سید سالار مسعود غازی رضی اللہ عنہٗ بہرائچ شریف میں، کچھوچھہ شریف میں، درگاہ حضرت مخدوم علاؤالحق پنڈوی رضی اللہ عنہٗ پنڈوہ شریف میں۔ درگاہ حضرت مخدوم علاؤالدین صابر رضی اللہ عنہٗ کلیر

شریف میں۔ درگاہ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رضی اللہ عنہ دہلی میں۔ درگاہ تاج الاولیاء حضرت بابا تاج الدین رضی اللہ عنہ ناگپور میں، درگاہ سرکار بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ عنہ گلبرگہ شریف میں۔ درگاہ حضرت مخدوم عبدالحق رودولوی رضی اللہ عنہ ردولی شریف میں۔ درگاہ حضرت مخدوم یحییٰ منیری رضی اللہ عنہ منیر شریف میں۔ درگاہ سرکار عالم پناہ وارث پاک رضی اللہ عنہ دیوہ شریف میں۔ درگاہ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ صفی پور میں۔ درگاہ حضرت بوعلی شاہ قلندر رضی اللہ عنہ پانی پت میں۔ درگاہ حضرت عبدالرزاق بانسوی رضی اللہ عنہ بانسہ شریف میں۔ خانقاہ شہبازیہ رضی اللہ عنہ بھاگلپور میں۔ درگاہ قطب عالم حضرت شاہ نیاز بے نیاز رضی اللہ عنہ بریلی شریف میں۔ درگاہ غوث وقت حضرت سید بابا کمال شاہ رضی اللہ عنہ بستی میں۔ درگاہ شہنشاہ سلون حضرت نعیم عطا شاہ سلونی رضی اللہ عنہ سلون میں۔ درگاہ حضرت خواجہ سید دلاور پابور رضی اللہ عنہ امریلی گجرات میں۔ درگاہ امیر الاولیاء حضرت امیر ابوالعلاء رضی اللہ عنہ آگرہ میں۔ درگاہ عارف باللہ حضرت بابا احمد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ثمرا شریف مہراج گنج۔ قطب عالم حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی رضی اللہ عنہ کی خانقاہ میں۔ درگاہ و کربلا حضرت حبیب الاولیاء بیل گھاٹ گورکھپور کی خانقاہ میں۔ خانقاہِ حسینیہ اشرفیہ التجائیہ برگدہی میں۔

سوال اس بات کا ہے کہ یہ جتنے اولیاء اللہ تعزیہ داری کرتے تھے کیا معاذ اللہ یہ سب کے سب مشرک تھے؟ ناسمجھ اور گمراہ تھے؟ کیا ان ولیوں کو کفر و شرک نہیں معلوم تھا؟ عقل اور عشق میں یہی فرق ہے۔ تعزیہ کا تعلق عشق سے ہے نہ کہ عقل سے۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

علامہ اقبال

شیخ الاسلام حضرت بابا فرید مسعود گنج شکر رضی اللہ عنہ

محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء عاشورہ کے دن حضرت بابا فرید کی خدمت میں حاضر تھے بابا فرید نے شہادت حسین علیہ السلام کا ذکر فرماتے ہوئے کہا تمہیں معلوم ہے اس عشرہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ کیا گزری آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزندوں کو کس بے رحمی سے شہید کیا گیا ان بدبختوں نے ان اللہ کے پیاروں کو پانی کا ایک قطرہ تک نہ دیا کیسے سنگ دل کافر بے عاقبت بے سعادت اور نامہربان تھے حالانکہ انہیں خوب معلوم تھا کہ یہ دین و دنیا کے اور آخرت کے بادشاہ کے فرزند ہیں پھر بھی انہیں بڑی بے رحمی سے شہید کیا گیا انہیں یہ خیال نہ آیا کہ کل قیامت کے دن حضرت خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے شیخ الاسلام نے یہ بات فرمائی اور ہائے ہائے کرتے ہوئے زار و قطار رونے لگے اور ایک نعرہ مار کر بیہوش ہوکر گر پڑے پھر ہوش میں آئے پھر گر پڑے، آخرکار ۵ محرم الحرام ۶۶۵ھ، کو یاد حسین علیہ السلام میں اپنی جان دے دی۔ آپ تعزیہ داری کرتے تھے اور آج تک آپ کے آستانے پر تعزیہ داری ہوتی ہے۔ (راحۃ القلوب صفحہ ۵۷، امام حسین اور تعزیہ داری -۱۱)

حضرت شیخ مخدوم علاؤالحق پنڈوی رضی اللہ عنہ

دس دن محرم کے وہ برابر گریہ وزاری کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے وہ دل بھی عجیب ہے جو خاندانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جگر گوشگانِ بتول سلام اللہ علیہا کے غم میں آنسو نہ بہائے اور ان کا غم نہ کرے پس وہ شخص جوان کے غم میں نہیں روتا اس کا دل دل نہیں پتھر ہے۔ آپ کے آستانے پہ آج تک تعزیہ داری ہوتی ہے۔

(جواز تعزیہ داری انعام فضل باری صفحہ ۳۲، امام حسین اور تعزیہ داری صفحہ ۱۲)

حضرت سید عبدالرزاق بانسوی رضی اللہ عنہٗ

آپ پر بھی عشرہ محرم کا بڑا اثر ہوتا تھا آپ تعزیہ داری کو محبتِ حضرت امام حسین علیہ السلام مانتے تھے آپ فرماتے ہیں کہ تعزیہ کو کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ محض کاغذ اور پنی کا بنا ہوا ہے بلکہ ارواح شہدائے کربلا کی توجہ خاص ہوتی ہے۔ (کراماتِ رزاقیہ صفحہ ۱۵)

سلطان العارفین قطب عالم حضرت شاہ نیاز بے نیاز بریلوی رضی اللہ عنہٗ

آپ کو پنجتن پاک اور اہل بیت اطہار و آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بے انتہا عشق تھا اسی لئے آپ بلا خوف لومت و لائم علی الاعلان ہر اس بات یا رسم کو پسند فرماتے جس کا تعلق بزرگان مذکور سے عشق و محبت میں اضافہ یا ان کی یاد تازہ کرنے سے ہو یہ آپ کی فطرت وطبیعت کا تقاضا بھی تھا اور اس میں عشق پنجتن پاک کی تبلیغ و اشاعت کی مصلحت بھی پوشیدہ تھی اس معاملے میں بھی آپ کا مسلک احکام قرآن اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عین مطابق تھا آپ یوم عاشورہ کو تعزیہ کی زیارت کے غرض سے بعد دو بجے شب ضرور تشریف لیجاتے تھے اور پانچ سات تعزیوں کی زیارت کر کے واپس آتے، آخری عمر میں جب چلنے کی قوت نہ رہی، تعزیہ کی زیارت کے قصد سے معذور تھے حضرت مستغرق بیٹھے تھے کہ صورت نورانی حضرت سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی تشریف آوری ہوئی فرمایا کہ میاں آج ہمارے بچوں کی زیارت کو نہیں اٹھو گے حضرت پر رقت طاری ہوئی خدام کو حکم ہوا ہم کو لے چلو عرض کیا کہ حضور کو چار پائی پر لے چلیں فرمایا نہیں پیدل لے چلو چنانچہ دو خدام نے دونوں جانب سے بغلوں میں اپنا کندھا دیا اور حضرت کے ہمراہ ہوئے ہمیشہ کی طرح حضرت کی یہ عادت تھی کہ تعزیے کے تخت کو ہاتھ لگا کر اپنے منھ اور قلب پر پھیرتے تھے مگر اس مرتبہ حضرت نے تعزیہ کے تخت کو بوسہ دیا اس پر ایک مولوی

صاحب کے دل میں یہ خیال گزرا کہ حضرت نے یہ کیا غضب کیا ہے؟ حضرت نے ان کے خطرہ قلبی پر آگاہ ہوکران سے ایک تعزئے کی طرف دیکھنے کو کہا مولوی صاحب نے دیکھا کہ تعزیے کے دونوں جانب حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام تشریف رکھتے ہیں ایک کا لباس سرخ اور دوسرے کا سبز ہے۔ مولوی صاحب کو تاب مشاہدہ نہ ہوا گر پڑے اور ان پر بیحد رقت طاری ہوئی یہاں تک کہ لوٹنے لگے حضرت وہاں سے دوسرے تعزیے کی طرف تشریف لے گئے۔ (کرامات نظامیہ صفحہ ۳۷، مخزن الخزائن ص ۳۳۶)

سرتاج العارفین حضرت وارث پاک عالم پناہ رضی اللہ عنہ

کا ارشاد ہے کہ خبردار تعزیہ کو کوئی یہ نہ سمجھے کہ خالی کاغذ پنی اور بانس کی کھچیوں کا ڈھانچہ ہے ملحوظ رہے کہ ارواح قدسیہ سید الشہداء علیہم السلام اور شہدائے کربلا اس طرف متوجہ ہوتی ہے، وارث پاک عالم پناہ ماہ محرم میں تعزیہ خانوں میں جاتے تھے جب تعزیہ دار تعزیوں کو لے کر چلے جاتے تھے تب حضور وارث پاک حجرہ کے اندر تشریف لاتے تھے تعزیوں کو دیکھتے وقت چہرہ انور کی عجیب حالت مشاہدہ میں آتی تھی اور دیر تک حضور سکوت میں رہتے تھے۔ عشرہ محرم اور چہلم کے روز آستانہ عالی پر سبیل رکھی جاتی تھی۔ 1 محرم سے عاشورہ تک آپ مرثیے بھی سنتے تھے اور اہلبیت کرام کی شجاعت و بہادری کے تذکرے سماعت فرماتے تھے۔ (مشکوٰۃ حقانیہ ۱۱۰، مطبوعہ کراچی، مولوی فضل حسن صدیقی وارثی)

فخر مہاراشٹر حضرت بابا تاج الدین نا گپوری رضی اللہ عنہ،

علم وتعزیہ داری

نا گپور آخری تعزیہ اٹھایا۔ بابا صاحب کا دستور تھا کہ ہر سال محرم کی ۱۲-تاریخ کو ہرے رنگ کا جبہ پہن کر میدان کربلا کو جاتے، مہاراجہ بہادر کی سواری نکلتی، آگے پیچھے گھوڑا سوار نیزے لئے ہوئے ہوتے۔ بابا صاحب کے ساتھ محمد حسین بابا، امیر الدین، خواجہ محی الدین وغیرہ کی گاڑیاں ہوتیں۔ اور چاروں طرف عقیدت مندوں کی بھیڑ ہوتی۔ حضور کی بگھی کے قریب دونشان بردار ادب سے چلتے تھے۔ اس سال محرم کی ۱۲ تاریخ کو بابا صاحب نے علم بردار سے علم اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور یا حسین یا حسین کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ لوگ جوق در جوق بابا صاحب کی قدمبوسی کو آنے لگے۔ ہندو، مسلمان سب ہی بابا صاحب کے دیدار کی شراب سے جھوم رہے تھے۔ بابا صاحب اشعار پڑھ رہے تھے۔ اسی طرح میدان کربلا جا کر بابا صاحب شکر درا واپس ہوئے۔ یہ ۲-اگست ۱۹۲۵ء کا دن تھا۔

(تذکرہ بابا تاج الدین صفحہ ۷۰، اسلام میں تعزیہ اور تعزیہ داری صفحہ ۶۶، امام حسین اور تعزیہ داری صفحہ ۶۹)۔

شیخ العارفین ابدال وقت حضرت سید گل محمد شاہ خلیل آبادی رضی اللہ عنہ

آستانہ عالیہ منجھریا شریف در کجوت سنت کبیر نگر (یوپی)

اولیائے کرام اور تعزیہ داری کے تعلق سے میں یہ بھی قلم بند کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اتر پردیش ضلع بستی کے غوث وقت حضرت بابا عین الکمال شاہ رضی اللہ عنہ، کے پردادا حضور ابدال وقت حضرت سید گل محمد شاہ رضی اللہ عنہ، خلیل آبادی جنھوں نے حضور اشرفی میاں کچھوچھوی

رضی اللہ عنہ،کو رسم بسم اللہ ادا کرائی تھی۔ جن کا اوائل ۱۸/رویں اور ۱۹/رویں صدی پر محیط ہے۔ انھوں نے بستی ضلع میں تعزیہ داری کی بنیاد رکھی۔ اور یہ سلسلہ اُس وقت سے آج تک جاری و ساری ہے۔ حضرت سید گل محمد شاہ رضی اللہ عنہ، جن کا آستانہ منجھریا پٹھان تحصیل مہنداول ضلع سنت کبیر نگر میں مرجع عوام وخواص ہے۔ وہاں پر اپنی پوری زندگی تعزیہ کا اہتمام کرتے تھے۔ اور پورے محرم کے مہینے میں اپنی تمام تر مصروفیات کو بالائے طاق رکھ کر صرف اہلبیت علیہم السلام کے ذکرواذکار، نذرونیاز، اور مسلسل آہ وبکا میں صرف کرتے تھے۔ جب آپ نے پردہ فرمالیا تو آپ کے صاحبزادے قطب وقت حضرت سید شاہ عالم رضی اللہ عنہ، بھی اپنے والد حضرت گل محمد شاہ رضی اللہ عنہ، کے نقش قدم پر تاعمر عمل کرتے ہوئے تعزیہ داری کا اہتمام کرتے رہے۔ اُن کے بعد اُن کے صاحبزادے فقیہ عصر محدث دوراں حضرت سید ضیاء مصطفےٰ شاہ علیہ الرحمۃ والرضوان جو اُس وقت کے یگانۂ زمانہ عالم وفاضل اور خدا رسیدہ ولیٔ کامل تھے۔ اپنی پوری زندگی تعزیہ داری کرتے رہے۔

جب محرم کا چاند طلوع ہوتا اُس وقت سے لیکر عشرۂ عاشور تک صرف چند گھونٹ پانی پر گزارا کرتے۔ چپل، جوتی، نہیں پہنتے، مسلسل روزے رہتے تھے، ایک بار ناصبیت زدہ مولویوں کا ایک گروہ حضرت کے پاس آیا اور کہا کہ تعزیہ داری حرام ہے۔ بدعت ہے۔ آپ اور آپ کے تمام مریدین ومعتقدین تعزیہ داری کرتے ہیں، آپ انھیں منع کیوں نہیں کرتے۔ ناصبیوں کی یہ بات سن کر آپ کو جلال آ گیا اور آپ کا چہرہ سرخ ہوگیا، آپ نے فوراً اپنے عصاء کو بلند کیا اور فرمایا کہ یہ میرے دادا کا تعزیہ ہے۔ میں اسے اپنے سر پہ رکھتا ہوں تم لوگوں کا کلیجہ کیوں پھٹتا ہے۔

ماخوذ: (سیرت گل محمد) حضرت علامہ انوار حسین بستوی صفحہ ۱۴/تا ۱۸

(نوٹ) اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرحمہ کو حضرت گل محمد خلیل آبادی علیہ الرحمہ نے رسم بسم اللہ شریف شروع کروایا تھا۔ (لطائف اشرفی صفحہ نمبر ۸)

غوث وقت حضرت سید بابا کمال شاہ رضی اللہ عنہٗ، پانڈے بازار شہر بستی

آل نبی اولادِ علی غوث وقت فنافی اللہ حضرت بابا سید عین الکمال شاہ بستوی رضی اللہ عنہٗ، جن کا شمار محبوبان خدا میں ہوتا ہے، پورا ماہ محرم اپنا وقت ذکر حضرت امام حسین علیہ السالم میں گزارتے۔ جب ۹ رمحرم کی شام کو تعزیہ رکھا جاتا اُس وقت سے لیکر تعزیے کی تدفین تک مسلسل روتے رہتے تھے۔ اور تعزیے کے پیچھے پیچھے چلتے جب لوگ کہتے کہ حضور تھوڑا سا آگے آجائیے تو فرماتے تم نہیں دیکھ رہے ہولیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے دادا حضرت امام حسین علیہ السلام حضرت علی اصغر رضی اللہ عنہٗ کو گود میں لئے تعزیے کے آگے آگے چل رہے ہیں۔ حضرت امام عالی مقام ہر تعزیہ دار کے گھر تشریف لاتے ہیں۔ اور یہ دیکھتے ہیں کہ آج کون کون ہمارے اور ہمارے بچوں کے مصائب میں شریک ہے۔

شہنشاہِ سلون حضرت شاہ محمد سلونی نعیم عطار رحمۃ اللہ علیہ

آپ تعزیہ دار تھے اور اپنی خانقاہ میں علم اور تعزیہ کا اہتمام کرتے تھے۔ اور اپنے مریدین ومعتقدین کو تعزیہ کی زیارت کرواتے تھے۔

حبیب الاولیاء حضرت سید حبیب اللہ قادری چہارضربی گورکھپوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے تو اپنی زمین میں تعزیہ شریف کے دفن ہونے کے لئے کربلا بنا رکھا تھا تاکہ تعزیہ کی بے ادبی نہ ہو اور لوگ تعزیہ لاکر ادب واحترام سے دفن کریں۔

عارف باللہ حضرت بابا احمد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سمرا شریف

عارف باللہ حضرت بابا احمد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سمرا شریف مہراج گنج یوپی، آپ بلند پایہ

ولی گذرے ہیں۔آپ ہمیشہ پابندی کے ساتھ تعزیہ بنواتے تھے۔اپنے تمام مریدین ومعتقدین کوتعزیے کے اہتمام کاحکم دیتے تھے۔محرم الحرام میں خاص کر یکم محرم سے عاشورہ تک آپ کی عجیب کیفیت رہتی تھی۔یادِ حسین علیہ السلام میں روتے رہتے تھے۔خود بھی روزہ رکھتے تھے اور دوسروں کو بھی رکھواتے تھے۔

قلندر کچھوچھہ حضرت سید گل اشرف میاں اشرفی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

قلندر کچھوچھہ فنافی اللہ گل گلزار اشرفیت جانشین حضرت امیر ملت حضرت سید گل اشرف میاں اشرفی پنجتنی چشتی قادری جیلانی سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے تو بہت کچھ تعزیہ شریف کی حمایت میں فرمایا ہے۔آپ خود بھی تعزیہ بنواتے اوراس کی زیارت کرتے اور مریدین ومعتقدین کوزیارت کاحکم دیتے۔تعزیہ کی حمایت میں ان کے اشتہار بھی موجود ہیں۔جو وہ ہمیشہ نکلواتے تھے۔اُن کے دیوان سے صرف چند اشعار پیش ہیں۔

دیدار کرلو رشک عقیدت ہے تعزیہ
ہم سُنّیوں کے واسطے رحمت ہے تعزیہ

باقی رہا یزید نہ اُس کی یزیدیت
زندہ امام حق ہیں سلامت ہے تعزیہ

فرض وفا نبھاتے رہیں گے تمام عمر
گل اشرفی رضائے محبت ہے تعزیہ

تعزیہ داری پیر کامل قطب دوراں حضرت سید تنویر اشرف اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ کچھوچھہ شریف کی نظر میں

آپ بڑے پائے کے ولیٔ کامل اور صاحب کرامت گزرے ہیں۔آپ کا فیض ہر عام و خاص پر یکساں جاری وساری تھا،آپ کی بارگاہ سے کوئی سائل کبھی محروم ہوکر نہیں گیا۔آپ جس

کو جو کہہ دیتے تھے وہ ہو جاتا تھا۔ آپ حسنی حسینی سید تھے، اور بہت بڑے تعزیہ دار تھے۔ اپنے مریدین اور معتقدین کو ہمیشہ تعزیہ داری کرنے کا حکم دیتے تھے۔ ماہِ محرم میں آپ روتے رہتے تھے اور تعزیہ کی زیارت کو جایا کرتے تھے۔

تعزیہ داری حضرت سید خواجہ دلاور باپور رحمۃ اللہ علیہ زیدی چشتی امریلی گجرات کی نظر میں

آپ صاحب کرامت بزرگ گزرے ہیں، نسباً آپ زیدی سید تھے۔ آپ کے آباء و اجداد ولایت کے بڑے مرتبے پر فائز تھے اور سب کے سب تعزیہ دار تھے۔ آپ کی خانقاہ میں دورِ قدیم سے تعزیہ داری ہوتی چلی آرہی ہے۔ آج بھی آپ کی خانقاہ میں اور حلقۂ ارادت میں بڑے دھوم دھام سے تعزیہ داری ہوتی ہے۔ علاقۂ گجرات میں آپ نے تعزیہ داری کو فروغ دیا ہمیشہ لوگوں کو تعزیہ داری کرنے کا حکم دیتے تھے۔ شب عاشورا اپنے مریدین کے ساتھ تعزیہ کی زیارت کو جایا کرتے تھے۔ مجلس کا اہتمام کرتے تھے اور امام حسین علیہ السلام کی یاد میں روتے رہتے تھے۔

نبیرۂ حضرت بابا طیش گورکھپوری علیہ الرحمۃ کا فرمان

عارف حق حضرت سید شمس الضحیٰ نبیرۂ حضرت بابا سید طیش گورکھپوری ثم بہرائچی علیہ الرحمۃ سے کسی نے پوچھا کہ حضور آپ تعزیہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ آپ نے اشکبار آنکھوں کے ساتھ ارشاد فرمایا۔ نادان! ایک بادشاہ کا فیصلہ بھکاری کرے گا؟

شیخ المشائخ حضرت حافظ محمد یٰسین شاہ عرف دادا میاں علیہ الرحمۃ بھوجپور

آپ حضرت بابا کمال شاہ رضی اللہ عنہ کے خلیفہ تھے، محرم الحرام میں تعزیہ داری کا اہتمام کرتے تھے۔ شب عاشور میں ننگے پیر تعزیہ کی زیارت کو جاتے تھے۔ ۱۰ ارمحرم کو تعزیہ کے ساتھ مقامی کربلا تک جاتے۔

علمائے کرام اور تعزیہ داری

حضرت مولانا عبدالواحد فرنگی محلی قدس سرہ العزیز

اس زمانہ کے علمائے صالحین نے تعزیہ داری کو شعائر اسلام سمجھتے ہوئے اس کی ترویج و بقا کے لئے فتویٰ دیا ہے پس اس زمانہ کے علمائے صالحین نے تعزیہ داری کرنے کے بارے میں جو فتویٰ دیا ہے وہ بالکل صحیح اور درست ہے اور تعزیہ داری کی ترویج ثواب و اجر عظیم کا سبب ہے۔ مولانا نظام الدین، مولانا عبدالعلی و مولانا مجید الدین و مولانا انوار الحق اور دوسرے علمائے فرنگی محل و اطراف ہند جب تعزیہ کو دیکھتے تھے تو تعظیم کیلئے کھڑے ہو جاتے تھے اور دونوں ہاتھ تعزیہ کی طرف دراز کر کے نہایت خضوع و خشوع اور عجز و انکسار کے ساتھ فاتحہ پڑھتے تھے

(رسالہ ازالۂ اوہام)

حضرت شاہ غلام علی محدث مراد آبادی قدس سرہٗ العزیز اور تعزیہ داری

حضرت شاہ غلام علی محدث مراد آبادی کا معمول تھا کہ جب آپ کے سامنے تعزیہ آتا تو آپ کھڑے ہو کر کاندھا لگایا کرتے۔ (فتاویٰ تعزیہ داری، ص نمبر ۳)

شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر قدس سرہٗ العزیز اور تعزیہ داری

ایک مرتبہ بادشاہ اورنگ زیب نے اپنے مکان سے ایک بوڑھی عورت کو اپنے سر پر تعزیہ لے جاتے ہوئے دیکھا تو بادشاہ کو وجد (حال) تاری ہو گیا۔ دیوانوں کی طرح اس تعزیہ کے پاس گئے اور اسی حالت میں اس بوڑھی عورت کے سر سے تعزیہ اپنے سر پر لے لیا اور چوک تک لے گئے۔ (تاریخ عالم گیری مورخ پروفیسر سیل چند، جواز تعزیہ داری انعام فضل باری صفحہ ۲۳)

مفسر قرآن حضرت مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہٗ العزیز کے معمول

صدرالافاضل مفسر کنزالایمان حضرت سید نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہ العزیز تعزیہ بنانے میں پابندی سے چندہ دیا کرتے تھے۔اور زندگی میں کبھی تعزیہ کی مخالفت نہیں کی۔(بحوالہ ندائے اہلسنّت ہفتہ واری، مطبوعہ ۲۰۰۳، جواز تعزیہ داری انعام فضل باری صفحہ ۱۶، تعزیہ شریف کا شرعی حکم صفحہ ۴۰-۴۱)

تعزیہ داری اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی سے کسی نے سوال کیا کہ تعزیہ داری کا کیا حکم ہے؟ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے بے مثال جواب دیا۔فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۹، میں فرماتے ہیں کہ تعزیہ کی اصل اس قدر تھی کہ روضۂ پرنور حضور شہزادۂ گلگوں قبا حسین شہید ظلم و جفا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علی جدہٖ الکریم وعلیہ کی صحیح نقل بنا کر بہ نیت تبرک مکان میں رکھنا اس میں شرعاً کوئی حرج نہ تھا۔کہ تصویر مکانات وغیرہا ہر غیر جاندار کی بنانا، رکھنا سب جائز اور ایسی چیزیں کہ معظمان دین کی طرف منسوب ہو کر عظمت پیدا کریں ان کی تمثال بہ نیت تبرک پاس رکھنا قطعاً جائز ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۹)

اعلیٰ حضرت نے فرمایا ہے کہ غیر جاندار کی تصویر بنانا جائز ہے۔جس سے اسلام کو فروغ ملے اور اسلام کی عظمت ظاہر ہو یہ سب درست ہے۔اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ جس سے اسلام کی بدنامی معلوم ہو وہ چیزیں ناجائز اور حرام ہیں۔اعلیٰ حضرت کے اس قول سے معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت بھی نفس تعزیہ داری کے قائل تھے۔البتہ تعزیہ کے آڑ میں کچھ مسلمان خرافات کرنا شروع کر دیئے تھے۔جیسے تعزیہ کے اوپر کھانا پھینکنا، پریاں بنانا وغیرہ۔یہ سب ناجائز ہیں۔اُن کی تحریر سے معلوم ہوا کہ امیر تیمور لنگ ہر سال کربلا معلیٰ جایا کرتا تھا۔کسی وجہ سے ایک سال نہیں

جا پایا۔ تو اس نے اپنے محل میں شبیہ روضہ امام عالی مقام بنوائی۔ اور اس کی زیارت کی اور اپنے وزراء کو بھی اس کی زیارت کروائی۔ اور حکم دیا کہ پردہ نشین عورتوں کو بھی اس کی زیارت کرائی۔

(حوالہ رسالہ تعزیہ داری ص ۱۲)

دورِ جدید کے عظیم محقق شارح بخاری حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی خلیفہ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے امیر تیمور لنگ کو سنی صحیح العقیدہ بادشاہ لکھا ہے۔ میرا سوال ہے کہ اعلیٰ حضرت نے فرمایا خضاب لگانا حرام ہے، اس پر کتنے لوگوں نے عمل کیا؟ اعلیٰ حضرت نے فرمایا ہے کہ پینٹ پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے، اس پر کتنے لوگوں نے عمل کیا ہے؟ اعلیٰ حضرت نے فرمایا ہے کہ فوٹو کھچوانا حرام ہے، اس پر کتنے لوگوں نے عمل کیا ہے؟ علمائے اہلسنت نے لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھنا ناجائز لکھا ہے، اس پر کتنے لوگوں نے عمل کیا ہے؟ اگر ربیع الاوّل شریف کے موقع پر خانہ کعبہ، گنبد خضریٰ بنا کر بنیت تبرک زیارت کروائی جائے تو علماء کے نزدیک جائز ہے تو تعزیہ داری کے حکم میں تکلیف کیوں؟ جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے الحسین منی وانا من الحسین۔ حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جانِ ایمان کا روضہ گھمایا جائے اور زیارت کرائی جائے تو جانِ ایمان کی جان کے روضہ کی زیارت کیوں نہ کرائی جائے؟

علامہ جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

محمد جانِ عالم ہست جامیؔ　　　حسین ابن علی جانِ محمد

سوالِ تعزیہ داری پر حضرت علامہ ازہری میاں قدس سرہٗ العزیز کا جواب

حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری میاں قدس سرہ العزیز سے سوال کیا گیا کہ ایک مقرر صاحب نے اپنی تقریر میں بیان کیا ہے کہ بمبئی گھوگھاری محلہ میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ اور حضور بیشۂ شیر اہلسنت حضرت علامہ حشمت علی خاں علیہ الرحمہ چاندی کے تعزیے کی زیارت

کرنے جاتے تھے، لہٰذا تعزیہ کا شرعی حکم کیا ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری صاحب قدس سرہ العزیز نے جواب ارشاد فرمایا: جو انٹرنیٹ پر موجود ہے۔ یہ اسی سے اخذ کر کے لکھا ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضور مفتیٔ اعظم جس تعزیے کی زیارت کے لئے گھوگھاری محلہ میں جاتے تھے میں نے بذات خود جا کر اس کو دیکھا ہے۔ وہ کربلائے معلیٰ کا صحیح نقشہ سنیوں نے بنایا ہے۔ لوگ جا کر اس کی صحیح طور پر زیارت کرتے ہیں۔ (خلاصہ کلام ازہری میاں از انٹرنیٹ)

مفکر اسلام حضرت مولانا نور اللہ صاحب نیو یارک

ایک روز محمد حسین خان نے حضرت مولانا نور اللہ صاحب سے تعزیہ کی زیارت کے بارے میں سوال کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تعزیہ داری از روئے شرع ناروا ہے، لیکن ہندوستان میں اس کی حیثیت شعار اعظم کی ہے۔ اس سے نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام معلوم ہوتا ہے۔ علاوہ اس کے مخلوق کو بہر نوع فائدہ پہونچتا ہے۔ اسی سبب سے علمائے حق نے اس کو بدعت حسنہ قرار دیا ہے۔ تعزیہ کی زیارت کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اگر تعزیہ کو ضریح مبارک تصور کر کے اسی ادب کے ساتھ جائیں تو مضائقہ نہیں، اور اگر صرف بانس اور کاغذ سمجھیں اور محض سیر کے لئے جائیں تو یہ گناہ ہے۔ اسی دوران ایک شخص نے عرض کیا کہ خاص ضریح مبارک تو ایک ہے۔ لیکن یہ ہزاروں تعزیے جو بنائے جاتے ہیں ان کی تعظیم کیوں کی جائے؟ اس پر آپ نے فرمایا کہ کعبہ شریف ایک ہے اور یہ ہزار ہا مسجدیں اس کی نقل ہیں ان کی تعظیم کیوں کی جاتی ہے۔ (حوالہ نور الرحمٰن صفحہ ۷۱ (لالہ زار پبلیکیشنز نیو یارک)، امام حسین اور تعزیہ داری صفحہ ۸)

سند المتاخرین قدوۃ المحققین حضرت مولانا حافظ محمد فائق صاحب حنفی قدس سرہ

بعضوں کا یہ قول ہے کہ تعزیہ دیکھنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے اگر اس فتویٰ کو مان لیا جائے

تو ہندوستان میں جتنے ہیں سب حرامی ہوجاتے ہیں اس لئے کہ ہندوستان میں کوئی ایسا آدمی نہ ہوگا جس نے تعزیہ نہ دیکھا ہوگا۔ (دافع الذام عنی جواز التعزیہ من الادلۃ الشریعۃ، مطبع عصر جدید میرٹھ ۱۳۳۴ھ، امام حسین اور تعزیہ داری صفحہ ۱۳)

شیخ الہند حضور بھولے میاں فضلی علیہ الرحمۃ گنج مرادآبادی

شیخ الہند حضرت بھولے میاں فضلی گنج مرادآبادی علیہ الرحمۃ نے ۳-اکتوبر ۱۹۸۶ء میں ایک اشتہار تعزیہ کے تعلق سے بنام فتویٰ شائع کیا تھا۔ وہ اشتہار مجھے جلد ہی دستیاب ہوا ہے، ہم اُس میں سے صرف دو فتوے یہاں درج کرتے ہیں۔ (نمبر ۱) شیخ ابوتراب عمری مفتی مدینہ منورہ، اور (نمبر ۲) شیخ صالح بن احمد یحییٰ مفتی مکہ مکرمہ کا فتویٰ ہے کہ محرم کا مروجہ تعزیہ واجب الاحترام ہے۔ شربت سبیل کا اہتمام وسعت رزق اور خیر و برکت کا سبب ہے۔

فتاویٰ حرمین، فتاویٰ مکیہ، ۳-اکتوبر، فتاویٰ فضلو میاں رحمانی علیہ الرحمۃ ۱۹۸۶ء

تعزیہ داری پر شیرِ اہلسنّت حضرت علامہ مفتی سنابل رضا خان صاحب قبلہ مدظلہ العالی پیلی بھیت شریف کا ایمان افروز بیان

تعزیہ داری کے تعلق سے حضرت علامہ مفتی سنابل رضا خان صاحب کی یہ تقریر نیٹ پر موجود ہے اور خوب گردش کر رہی ہے اسی سے میں نے اس مضمون کو لکھا ہے۔ مفتی سنابل رضا صاحب قبلہ نے فقہ اور اصول فقہ کی روشنی میں اپنی تقریر میں فرماتے ہیں کہ: جس کام کو دیکھ کر دشمن رسول جلے، بعض مواقع پر شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایسا کام اگرچہ مفضول ہی کیوں نہ ہو اس کو افضل قرار دیتی ہے۔ آگے فرماتے ہیں تم ڈھول پہ بولو میں نہیں بولوں گا، باجے پہ بولو میں نہیں بولوں گا۔ اگر امام کے تعزیے پہ اُنگلی اٹھاؤ گے تو تمہاری انگلی توڑ دوں گا۔ (نیٹ سے مفتی سنابل رضا کی تقریر)

تعزیہ داری پر
مشہور دیوبندی عالم مولانا اشرف علی تھانوی کا فتویٰ

ہندوستان میں جتنی پرانی خانقاہیں تھیں سب کے سب تعزیہ دار تھیں۔ ان کے علاوہ دیوبندیوں کے مشہور عالم مولانا اشرف علی تھانوی بھی تعزیہ دار تھے۔ کسی نے مولانا اشرف علی تھانوی سے تعزیہ کے بارے میں مسئلہ پوچھا تو مولانا اشرف علی تھانوی کہتے ہیں کہ اُس نے مجھ سے کہا کہ میرے یہاں تعزیہ بنتا ہے تو میں نے اُس کو تعزیہ بنانے کی اجازت دیدی اور میری اس اجازت کا ماخذ ایک دوسرا واقعہ ہے کہ اجمیر میں حضرت مولانا یعقوب صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے اہل تعزیہ کی نصرت کا حکم دیا تھا۔

(اضافات للیومیہ مولانا اشرف علی تھانوی جلد نمبر ۴ رصفحہ نمبر ۱۸۴)

تعزیہ داری اور غیر مسلم اقوام

انسان کو بیدار تو ہو لینے دو
ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسین

واقعہ کربلا میں غیر مذاہب کے لوگوں نے بھی اپنی اپنی شہادتیں پیش کی ہیں۔ اہلبیت کے چاہنے والوں کو جب بنی اُمیہ نے شہر بدر کردیا تو کچھ لوگ ہندوستان چلے آئے اُن کو ہندوستان کے راجاؤں نے پناہ دی اُن کے ساتھ تعزیہ داری میں شریک ہوئے۔ ہندوستان میں جن راجاؤں نے تعزیہ داری کی ہے اُن کے چند نام یہ ہیں۔

مہاراجہ گوالیار، مہاراجہ بڑودہ، مہاراجہ اندور، مہاراجہ اودے پور، مہاراجہ دربھنگہ، مہاراجہ بلرامپور، مہاراجہ گونڈہ، مہاراجہ نیپال کے نام قابل ذکر ہیں۔ جیسے سورج کی روشنی سارے عالم کے لئے یکساں ہے، ایسے ہی حضرت امام حسین علیہ السلام کا فیضان سارے عالم کے لئے یکساں ہے۔ اسی لئے حضرت امام حسین علیہ السلام سے ہر قوم کے لوگ محبت کرتے ہیں۔

سرکارِوفا حضرت غازی عباس رضی اللہ عنہ کا علم

صبح وشام شفق پھول گریہ شبنم
خدا کا ملک ہے لیکن اثر حسین کا ہے

بتارہا ہے گھروں پہ علم کا لہرانا
مکین کوئی بھی ہو پر یہ گھر حسین کا ہے

یزیدیت جو کہیں منہ چھپا کے بیٹھی ہے
خدا کا خوف نہیں ڈر اسے حسین کا ہے

علم عربی لفظ ہے۔علم کو عربی میں علم ، فارسی میں پرچم ، ہندی میں جھنڈا، اور انگلش میں فلیگ کہتے ہیں۔

سوال: تعزیہ دار محرم میں علم کیوں اٹھاتے ہیں؟

جواب: تعزیہ دار محرم میں علم اس لئے اٹھاتے ہیں کہ یہ محرم کا علم سرکار وفا حضرت غازی عباس کا علم ہے۔یہی وہ علم ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ خیبر میں حضرت مولا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ کو دیا تھا اسی علم کو لیکر حضرت مولا علی شیر خدا نے قلعۂ خیبر کے سامنے جا کر ایک پتھر میں گاڑ دیا تھا۔جس کو دیکھ کر یہودیوں پر ہیبت طاری ہوگئی تھی۔خیبر فتح ہونے کے بعد اسی علم کو حضرت مولا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو دیا تھا۔حضرت امام حسن علیہ السلام نے اسی علم کو حضرت امام حسین علیہ السلام کو دیا تھا، حضرت امام حسین علیہ السلام نے اسی علم کو مدینے سے نکلتے وقت سرکار وفا حضرت غازی عباس کو دیا تھا، سرکارِوفا حضرت غازی عباس اسی علم کو لیکر کربلا میں نہر فرات پر پانی لینے گئے تھے۔اور نہر فرات میں گاڑ دیا تھا۔جس کو دیکھ کر یزیدیوں میں بھگدڑ مچ گئی تھی۔

یہ جو آج محرم میں علم نکالا جاتا ہے یہ سرکارِوفا حضرت غازی عباس رضی اللہ عنہ کے اسی علم کی یادگار ہے۔اب یہ علم کبھی سرنگوں نہیں ہوگا۔بلکہ قیامت تک بلند ہوتا رہیگا۔یہ وہی علم ہے جو آج پرچم کی شکل میں کبھی ہم جلوس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اٹھاتے ہیں کبھی محرم میں اُٹھاتے ہیں۔کبھی

حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی گیارہویں میں اٹھاتے ہیں کبھی خواجہ غریب نواز کی چھٹی میں اٹھاتے ہیں۔اس علم کو اللہ نے بلند کیا ہے اب یہ علم کبھی سرنگوں نہیں ہوگا۔ بلکہ قیامت تک بلند ہوتا رہیگا۔

جس نے اس علم کو ختم کرنے کی کوشش کی اللہ نے اس کی نسلوں کو ختم کر دیا، مثال کے لئے بنواُمیہ و بنوعباس کافی ہیں۔ان سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔دوسری بات یہ کہ جلوس اس کا نکلتا ہے جس کی جیت ہوتی ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام جیت گئے اور یزید ملعون ہار گیا۔

فلک نشینوں میں چرچا ہے کس کی جیت ہوئی　　زمیں سے شور یہ اٹھا حسین جیت گئے

اسی لئے تو جلوس حسینی نکالا جاتا ہے۔جیسے آج اپنے یہاں الیکشن میں چاہے ایم پی کا ہو چاہے ایم ایل اے کا چاہے پردھانی کا، جس کی جیت ہوتی ہے اسی جماعت کے لوگ جلوس نکالتے ہیں، جس کی ہار ہوتی ہے وہ منھ چھپائے لاپتہ ہوجاتا ہے۔غازی عباس کے علم کو اٹھانے والے میدان محشر میں یاحسین یاحسین کہتے ہوئے جنت میں داخل ہوجائیں گے، مخالفین ہاتھ ملتے اور دیکھتے رہ جائیں گے۔

بلگرام شریف کا تاریخی علم

ہندوستان کے مرکزی و قدیمی خانقاہ بلگرام شریف میں ایک علم ہے، جس کو وہاں کے مشائخ سرکار وفا حضرت غازی عباس علم دار کے نام سے موسوم کرتے ہیں بقولِ مشائخ بلگرام یہ وہی علم ہے جس کو حضرت غازی عباس ابن علی مرتضیٰ حضرت امام عالی مقام حضرت امام حسین علیٰ جدہٖ وعلیہ السلام کے ہمراہ کربلا لیکر تشریف لائے تھے۔آج بھی یہ علم بلگرام شریف میں موجود ہے جس کی زیارت محرم الحرام شریف کی ۷؍تاریخ کو کرائی جاتی ہے۔اس علم کی زیارت کے لئے دور دراز سے علمائے کرام وعوام الناس کا سیلاب اُمنڈ پڑتا ہے۔

خانوادۂ حضرت میر عبدالواحد بلگرامی کے مشائخ اس کی زیارت عوام وخواص کو کرواتے ہیں۔جس میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ ہر سال زیارت کرتے ہیں۔

تعزیہ داری کن کن ملکوں میں ہوتی ہے

کچھ ناصبی کہتے ہیں کہ تعزیہ داری ہندوستان کے علاوہ اور کہیں نہیں ہوتی ہے۔ یہ انٹرنیٹ کا زمانہ ہے، ایام محرم میں آپ انٹرنیٹ کے ذریعہ دیکھ سکتے ہیں، تعزیہ داری ساری دنیا میں ہورہی ہے، پاکستان، افغانستان، عراق، مصر، متحدہ عرب امارات، چین، جاپان، ترکستان، تاشقند، روس، ساؤتھ افریقہ، مالدیپ، موریشش، انڈونیشیا، عرب کے خلیجی علاقوں میں تعزیہ داری ہوتی ہے، بس سب کا طریقہ جدا جدا ہے۔ کہیں پر صرف علم نکلتے ہیں، کہیں پر سپر، کہیں تعزیے، کہیں خاموش جلوس، کسی نہ کسی طریقے سے سبھی تعزیہ داری کرتے ہیں۔ اگرچہ طریقوں میں اختلاف ہے مگر مفہوم سب کا ایک ہے۔ جیسے نماز کے طریقوں میں بہت بڑا اختلاف ہے، شیعوں کی نماز الگ ہے، سنیوں کی نماز الگ ہے، وہابیوں کی نماز الگ ہے، مگر سب طریقوں کا نام نماز ہی ہے۔ بس جیسے ہر طریقوں کی نماز درست ہے، ویسے ہی ہر طریقوں کی تعزیہ داری بھی درست ہے۔

باب سوئم

تعزیہ شریف
شریعت کی روشنی میں

شعائر اللہ کسے کہتے ہیں

ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ۔ (سورۃ البقرہ)

بیشک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نشانیاں وہ ہیں جو چیزیں اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہو جائیں۔ آیئے سمجھتے ہیں جیسے بیت اللہ (اللہ کا گھر)، شہر اللہ (اللہ کا مہینہ)، کلام اللہ (اللہ کا کلام)، صفا مروہ (یہ مکہ میں دو پہاڑیاں ہیں)، آب زمزم، مقام ابراہیم، حجر اسود، حجر اسود ایک پتھر ہے اہل ایمان کے قلب کو اس سے تسکین پہنچتی ہے، کیونکہ مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بوسہ لیا ہے۔ جسے مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار چوما ہو تو صبح قیامت تک اہل ایمان کیلئے سنت بنا دیا گیا، جو اس کو ترک کرے گا اس کا حج نامکمل رہے گا۔ اسی طرح صفا مروہ دو پہاڑیاں ہیں حضرت ہاجرہ پیاسے بچے (حضرت اسماعیل) کے پانی کیلئے دوڑ لگائیں اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادا بہت پسند آئی، اللہ تعالیٰ نے اسے شعائر اللہ یعنی اپنی نشانی بنا دیا۔ اب صبح قیامت تک جو حاجی آئے گا اس کو حضرت ہاجرہ کی اس سنت پر عمل کرنا پڑے گا، اگر عمل نہ کیا تو حج نامکمل رہ جائے گا۔ اسی طرح جمرات (شیطان) پر جا کر کنکری نہ ماریں تو بھی حج نامکمل، جب حضرت اسماعیل علیہ السلام و حضرت اسماعیل علیہ السلام نے حقیقی شیطان پر کنکری ماری تھی آج اسی مقام پر تین تودے کھڑے کر دئے گئے ہیں، اب حاجی جب تک اس نقلی شیطان پر تین کنکریاں نہ مارے اس کا حج نامکمل۔ یہ ساری چیزیں شعائر اللہ (اللہ تعالیٰ کی نشانیاں) ہیں۔

بلکہ قربانی کے نام پر جو جانور ذبح ہوتا ہے۔ قرآن اسے بھی شعائر اللہ کہتا ہے۔

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰہَا لَکُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللہِ۔ (سورۃ الحج آیت نمبر ۳۶) اور ہم نے قربانی کے جانور تمہارے لئے اللہ کی نشانیوں سے کر دیئے۔

حضرت امام ابن جریر لفظ شعائر اللہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ یہ شعیرہ بروزنِ فعیلہ کی جمع ہے۔ جس کے معنی ہے وہ علامت جس سے کسی چیز کی پہچان ہو سکے۔ وشعائر التی جعلہا امارات بین الحق والباطل (یعنی جن چیزوں سے حق و باطل کی شناخت ہو سکے اس کو شعائر اللہ کہتے ہیں)۔

نسبت سے شئ ممتاز ہو جاتی ہے۔ شبیہ بنانے سے اصل کی یاد آتی ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ تعزیہ نہیں بنانا چاہئے۔ پہلے یہ سمجھو تعزیہ کیا ہے؟ جب علم آئیگا تب نہ بات سمجھ میں آئیگی۔ انگریزی میں جسے فوٹو کہتے ہیں اُسے فارسی میں عکس کہتے ہیں، اُردو میں تصویر کہتے ہیں، عربی میں اسی کو شبیہ کہتے ہیں۔ جیسے یہ قرآن اُس قرآن کی شبیہ ہے جو آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اُترا تھا۔ مسجد کعبے کی شبیہ ہے، کعبہ بیت المعمور کی شبیہ ہے۔ اکثر مسجدوں پر گنبد خضریٰ کی شبیہ بنی ہوتی ہے۔ ایسا کوئی مسلمان نہیں جس کو بُرا لگے۔ جسے اصلی روضے سے پیار ہے۔ تو اسے اس کے نقل سے دشمنی کیسے ہو سکتی ہے۔

کئی مسلمان تو اپنے سینے پر اپنی پگڑی پر نعلین مبارک کی شبیہ بنا کے لگاتے ہیں۔ اب اگر کسی کے عقیدے میں خناس ہو تو وہ برائی ڈالنے کے لئے کہہ سکتا ہے کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہی جوتی پہنتے تھے۔ نادان اسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں پہنتے تھے یہ اُس کی شبیہ ہے۔ اِسے چومتا ہوں تو مجھے وہی سکون آتا ہے۔ ایسے ہی تعزیہ روضۂ امام عالی مقام کی شبیہ ہے اسے دیکھتا ہوں چومتا ہوں تو وہی سکون آتا ہے۔

ترا آستاں تو نہ مل سکا ترے رہ گزر پہ جبیں سہی
ہمیں سجدہ کرنے سے غرض ہے گر وہاں نہیں تو یہیں سہی

جیسے کعبہ کا نقشہ دیکھ کر اللہ کی یاد آتی ہے۔ گنبد خضریٰ شریف کا نقشہ دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد آتی ہے۔ ایسے ہی تعزیہ شریف دیکھ کر حضرت امام حسین علیہ السلام کی یاد آتی ہے۔

جیسے قربانی کا جانور حضرت اسماعیل علیہ السلام سے منسوب ہونے کی وجہ سے شعائر اللہ

ہے، ایسے ہی تعزیہ شریف حضرت امام حسین علیہ السلام سے منسوب ہونے کی وجہ سے شعائراللہ ہے۔لہٰذا قیامت تک نہ تو قربانی بند ہوگی نہ تعزیہ داری بند ہوگی۔ دونوں کا تعلق دین سے ہے۔

ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقویٰ القلوب (الحج آیت نمبر ۳۲) جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو بیشک یہ دلوں کا تقویٰ ہے۔ اسی لئے نشانیوں کی تعظیم کروائی جارہی ہے تاکہ تمہارے دل روشن ہوجائیں۔

تعزیے کی تاریخی حیثیت کیا ہے؟ ۱۰۰رسال پہلے سے ہو یا ۱۰۰۰رسال پہلے سے۔ دیکھنا یہ ہے کہ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے۔اس سلسلے میں ہم قرآن مجید کی طرف رجوع کرتے ہیں، جو چیزیں اللہ والوں سے نسبت حاصل کرلیتی ہیں انکا مقام بلند ہوجاتا ہے۔ جو شعائراللہ کے ساتھ ہوجاتا ہے وہ بھی شعائراللہ ہوجاتا ہے۔ جیسے قرآن پاک میں ہے کہ اصحاب کہف شعائراللہ ہیں۔ ان کے ساتھ جو کتا چلا گیا تھا اُن کی مدد میں وہ بھی شعائراللہ ہوگیا۔ اس کا ذکر قرآن مجید میں آگیا۔ حالانکہ وہ ان کا پالتو کتا بھی نہیں تھا، صرف اُسی گلی میں رہتا تھا، پیچھے پیچھے چلا گیا شعائراللہ ہوگیا۔ کتے کو تو مسلمان شعائراللہ ماننے کے لئے تیار ہیں۔ مگر حضرت امام حسین علیہ السلام سے دشمنی کا یہ حال ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے تعزیہ کو شعائراللہ ماننے کے لئے تیار نہیں۔

جواب دینا پڑے گا قلم کو محشر میں
مورخوں کی خیانت جو لفظیات میں ہے

شعائر اللہ کی تعظیم

بعض لوگ مسلمانوں کو اللہ والوں کا ادب واحترام، تعظیم وتوقیر کرتے دیکھ کر فوراً شرک سازی کی مشین چلا کر "فتویٰ شرک" پیش کر دیتے ہیں حالانکہ قرآن حکیم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شرک اور چیز ہے اور اللہ والوں کا ادب اور چیز ہے۔

شرک اور تعظیم میں فرق سمجھئے:

ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب۔ (پارہ ۱۷، سورۃ الحج آیت ۳۲)

ترجمہ: اور جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم بجالایا تو بے شک یہ دلوں کے تقویٰ سے ہے۔

اسی آیت کی تفسیر میں مولانا شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں: "یعنی شعائر اللہ کی تعظیم شرک میں داخل نہیں۔ جس کے دِل میں پرہیزگاری کا مضمون ہے اور خدائے واحد کا ڈر ہوگا وہ اس کے نام لگی چیزوں کا ادب ضرور کرے گا۔ یہ ادب کرنا شرک نہیں بلکہ عین توحید کے آثار میں سے ہے کہ خدا کا عاشق ہر اس چیز کی قدر کرتا ہے جو بالخصوص اس کی طرف منسوب ہو جائے۔"

(حاشیہ عثمانی صفحہ ۴۳۵)

مولانا ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں:

"مطلب یہ ہے کہ شعائر اللہ کی تعظیم شرک نہیں بلکہ تقویٰ کی علامت ہے اور آثار توحید میں سے ہے۔ اس لئے کہ عاشق کی شان یہ ہے کہ جو چیز اس کے محبوب کی طرف منسوب ہو یا اس کی نامزد ہو یا اس کے دین کی نشانی ہو دل وجان سے اس کی تعظیم کرے۔" (تفسیر معارف القرآن جلد ۵، صفحہ ۲۳)

مولانا اشرف علی تھانوی کے خلیفہ مولانا دریا آبادی لکھتے ہیں:

اوپر شرک کی مذمت بار بار ہو چکی تھی۔ اس آیت نے اسے کھول دیا کہ شرک بری چیز ہے لیکن غیر اللہ کی تعظیم بری نہیں۔ بلکہ جو چیزیں اللہ کی جانب منسوب ومنتسب ہیں ان کی تعظیم و تکریم عین دین کا جزو ہے۔ فقہاء نے کہا کہ تعظیم غیر اللہ مستقلاً ممنوع و نا جائز ہے لیکن بلحاظ نسبت وتقرب ذات الوہیت جائز و مشروع ہے۔ بعض عارفوں نے یہاں دو مسئلہ نکالے ہیں۔ ایک یہ ہے کہ تقویٰ کا اصل محل قلب ہے دوسرے یہ کہ شعائر کی (جن کے اندر انبیاء و اولیاء کے آثار بھی شامل ہیں) تعظیم حدود شرعی کے اندر خود شرع ہے۔ (تفسیر ماجدی صفحہ ۶۸۳)

قرآن حکیم سے صراحتاً معلوم ہو گیا کہ اللہ کی نشانیوں کی تعظیم وتوقیر عین ایمان ہے۔ شرک ہرگز نہیں۔

شعائر جمع کثرت کا صیغہ ہے جس کا اطلاق دس اور دس سے اوپر کیلئے ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کی نشانیاں صرف ایک دو یا چھ نہیں بلکہ زیادہ ہیں۔ (حوالہ تبرکات کی اہمیت ص ۱، ۲، ۳، ناشر مکتبہ سعیدیہ رضویہ، جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی فیصل آباد)۔

حدیث حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ

جیسا کہ حدیث پاک سے ثابت ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام ابھی بچے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امام حسین علیہ السلام کو اپنی آغوش مبارک میں لئے ہوئے تھے۔ اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی امت میں سے ایک جماعت آپ کے اس بیٹے کو آپ کے پردہ فرمانے کے بعد شہید کر دے گی۔ یہ کہہ کر حضرت جبریل علیہ السلام نے کربلا کی ایک مٹھی مٹی دی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مٹی کو اپنے سینہ مبارک سے لگایا اور رونے لگے۔ آپ کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ اتنے میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور اس کیفیت کو دیکھ کر عرض کیا یا رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں رونے کا سبب کیا ہے؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس سے ارشاد فرمایا۔ ابھی ابھی حضرت جبرئیل امین آئے تھے، انھوں نے یہ پیغام دیا ہے کہ آپ کا یہ نواسہ نہر فرات کے کنارے تین دن کا بھوکا پیاسا کربلا کے میدان میں آپ کی امت کے ہاتھوں مظلوم شہید کر دیا جائیگا۔ اس خبر نے مجھے غم زدہ کر دیا ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ بحکم خدا جبرئیل نے اُس جگہ کی ایک مٹھی مٹی بھی لا کر دی ہے۔ اور کہا ہے کہ اسے سنبھال کر رکھ دیجئے، جب یہ مٹی خون ہو جائے تو سمجھ لینا کہ آپ کا یہ لاڈلا حسین ابن علی ابن ابی طالب کربلا کے میدان میں ظالمانہ شہید کر دیا گیا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے ایک بوتل منگا کر اس مٹی کو بوتل میں رکھ کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو دیدیا اور ارشاد فرمایا۔ یا اُم سلمۃ اذا تحوّلت ھٰذہٖ التربۃ دماً فاعلمی ان ابنی قد قُتل فجعلتہا اُمّ سلمۃ فی قارُورۃ ثم جعلت تنظُر الیہا کل یومٍ وتقولُ ان یومًا تحولین دمًا لیومٍ عظیم۔
(الخصائص الکبریٰ جلد دوم ۲۵، سر الشہادتین ۲۸، المعجم الکبیر للطبرانی)

اے امّ سلمہ جب یہ مٹی خون میں بدل جائے تو جان لینا کہ یہ میرا بیٹا شہید کر دیا گیا۔ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس بوتل کو سنبھال کر رکھ دیا۔ اور ہر روز اس کو دیکھتی تھیں اور فرماتی تھیں اے مٹی جس دن تو خون ہو جائیگی وہ دن بڑا غمناک اور عظیم ہوگا۔ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے اُم سلمہ جب کربلا کے میدان میں ہمارا لخت جگر حسین شہید کر دیا جائے گا، تو اس وقت تمہارے علاوہ اور کوئی موجود نہ ہوگا، نہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہوں گی نہ سیدہ سلام اللہ علیہا ہونگی۔ نہ عباس ہوں گے، نہ علی ہوں گے نہ میں ہوں گا۔ تم اُس وقت تک زندہ رہوگی۔

اس بوتل کو حفاظت سے رکھدو، اور جس دن اس بوتل میں رکھی ہوئی یہ مٹی خون ہو جائے تو سمجھ لینا کہ میرا لخت جگر کربلا کے میدان میں توحید و رسالت بچانے کے لئے بھوکا پیاسا شہید

ہو گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بار بار تاکید کرنا اصل میں حضرت امام عالی مقام علیہ السلام کی تعزیت کی طرف اشارہ تھا۔ اور خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس مٹی کی تعزیت کی اور رونے لگے، گویا اس کا دیکھنا اور اُس کو دیکھ کر رونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔

یہ کام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کی مرضی سے کیا تھا۔ باضابطہ اس میں اللہ کی رضا مندی تھی۔ قرآن کہتا ہے۔ وما ینطق عن الھویٰ۔ (سورہ نجم) میرا محبوب اپنی مرضی سے کچھ کہتا ہی نہیں۔ گویا بوتل خدا کی مرضی سے منگوائی گئی تھی۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی تعزیت میں اللہ تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت جبرئیل امین اور امّ المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا یہ چاروں شامل ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا، جبرئیل لائے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بوتل میں رکھ کر حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کو دیا۔

جس دن حضرت امام حسین علیہ السلام کربلا میں شہید ہوئے، وہ مٹی خون ہوگئی جو بوتل میں رکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو دیا تھا۔ حضرت ام سلمہ نے جب دیکھا کہ وہ مٹی خون ہوگئی جس کو میں نے ۵۸ رسال سے سنبھال کر رکھا ہے۔ تو حضرت ام سلمہ نے سب سے پہلے اہل مدینہ کو اس کی زیارت کرائی۔ اس کے بعد تمام عاشقان امام حسین علیہ السلام بالخصوص انصار مدینہ نے دھیرے دھیرے اُس کی زیارت کی وہی بوتل اور مدینے کے بیشتر تبرکات آج ترکی کے میوزیم میں بحفاظت موجود ہیں۔

کربلا کی مٹی حضرت جبرئیل علیہ السلام خدا کے حکم سے لائے اور بوتل میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی مرضی سے رکھے۔ گویا حضرت امام حسین علیہ السلام کی تعزیت سنت الٰہیہ بھی ہے اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہے اور زیارت کرتے رہنا اُمّ المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی سنت ہے۔

روز عاشور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت کیا تھی؟

حضرت ابو خالد احمر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، دیکھا کہ وہ رو رہی تھیں۔ انھوں نے پوچھا اے اُم المومنین آپ کیوں رو رہی ہیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے ابھی ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے کہ آپ سر برہنہ تشریف لائے تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ سر انور اور داڑھی شریف غبار آلود تھی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی یہ کیا حالت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے اُم سلمہ میں ابھی ابھی کربلا سے آ رہا ہوں۔ میرا حسین شہید کر دیا گیا۔ یہ خون حسین اور اُن کے ساتھیوں کا ہے۔ جو میں دن بھر جمع کرتا رہا۔ یہ کہہ کر آپ نے ایک شیشی دکھائی جو آپ کے ہاتھ میں تھی۔

۶۱ھ دس محرم بروز جمعہ جب یہ عظیم سانحہ کربلا میں پیش آیا، نماز عصر کا وقت تھا، مدینے میں حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا اپنے حجرے میں سو رہی تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں: وفی یدہٖ قارودۃ فیھا دمٌ وھو یبکی مایوتیک، شھدت مقتل الحسین انف، ہٰذا دَمُ الحسین واصحابہٖ علی راسہٖ ولحیتہٖ التراب۔
(صواعق محرقہ ۱۱۹، نور الابصار ۲۳۶، تہذیب التہذیب ۷ ۲۴، ترمذی، ابن اثیر)

میں نے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں میں ایک خون سے بھری ہوئی شیشی دیکھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رو رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کیوں رو رہے ہیں۔ تو آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، میں صبح سے قتل گاہ حسین میں موجود تھا، یہ حسین اور اُن کے ساتھیوں کا خون ہے۔ جس کو میں نے شیشی میں جمع کیا ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر انور میں اور ریش مبارک میں مٹی لگی ہوئی ہے۔

روز عاشور آسمان خون رویا اور زمین کربلا تھرا اٹھی

جیسے ہی میدان کربلا میں سرِ امام حسین علیہ السلام کو یزیدیوں نے جسم اطہر سے جدا کیا بس کربلا میں قیامت آ گئی، اندھیرا چھا گیا۔ دن ہی میں ستارے نظر آنے لگے، آسمان کے کناروں سے سُرخ غبار اٹھا، دیکھتے ہی دیکھتے تمام جہان تاریک ہوگیا۔ اس قدر اندھیرا چھا گیا کہ پاس ہی کھڑے ہوئے کی صورت نظر نہ آتی تھی، اتنے میں آسمان سے خون کی بارش ہونے لگی۔ اور تین روز تک مسلسل خون کی بارش ہوتی رہی۔ دنیا بھر میں جہاں جس چیز کو اٹھایا جاتا خون ہی خون نظر آتا۔

بما قتل الحسین بن علی انکشفت الشمس کشف حتی بدت الکواکب نصف النہار حتی لمنفا انہا ہی۔
(معجم کبیر ۲۸۳)

جب حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا گیا تو سورج کو شدید گہن لگ گیا حتی کہ دوپہر کے وقت ستارے نمودار ہو گئے یہاں تک کہ انھیں اطمینان ہو گیا کہ رات ہے۔

لما قتل الحسین احمدت السماء (معجم کبیر)

جب حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا گیا تو آسمان سرخ ہوگیا۔

علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے دن سورج میں گہن آ گیا تھا۔ اور پھر مسلسل آسمان چھ ماہ تک سُرخ رہا۔ بعد میں وہی سرخی آہستہ آہستہ شفق بن گئی جو آج بھی سورج ڈوبنے کے وقت پچھّم کی طرف سرخ رنگ میں ظاہر ہوتی ہے۔ اب یہ نشانی صبح قیامت تک باقی رہے گی۔ (صواعق محرقہ ۴۴۵، تاریخ الخلفاء ۳۰۴)

حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر پہلے آسمان سرخ ہوگیا۔ پھر سیاہ ہوگیا۔ ستارے ایک دوسرے سے ٹکرانے لگے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کائنات ٹکرا کر ختم ہوجائے گی۔

(معجم کبیر ۲۸۳)

کربلا میں زلزلے آنے لگے، زمین کربلا لرزنے لگی جہاں بھی پتھر اُٹھایا جاتا خون نکلنے لگتا۔ (معجم کبیر ۲۸۳) یعنی زمین و آسمان دونوں نے بارگاہِ امام عالی مقام میں خون بہا کر اپنی تعزیت کا ثبوت پیش کیا۔

روز عاشور کربلا میں ۷۰ ہزار فرشتوں کی آمد اور انکا گریہ

پیران پیر حضور غوث الاعظم قطب ربانی شہباز لامکانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں حضرت سید الصادقین سرکار امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ھبط علی قبر الحسین بن علی علیہم السلام یوم اصیب سبعون الف ملک یبکون علیہ الی یوم القیامۃ (غنیۃ الطالبین ۴۳۲) جس دن حضرت امام حسین بن علی علیہم السلام شہید ہوئے اُس دن ستر ہزار فرشتے ان کی قبر پر اُترے جوان پر قیامت تک روتے رہیں گے۔ یعنی تعزیت پیش کرتے رہیں گے، اور یہ سلسلہ قیامت تک چلے گا۔ (غنیۃ الطالبین)

میدان کربلا میں جنوں کی نوحہ خوانی اور گریہ وزاری

حضرت امام عالی مقام علیہ السلام کی شہادت کے بعد شہنشاہِ جن زعفر، اور اُن کے تمام ساتھی جن میدان کربلا میں رات بھر روتے رہے۔ اور تعزیت پیش کرتے رہے۔ وہ جگہ آج بھی کربلا میں مقام زعفر جن کے نام سے مشہور رہے۔ میں نے خود جا کر اس کی زیارت کی ہے۔ یہ کوئی افسانہ نہیں ہے بلکہ حقیقت ہے۔ یہ الگ بات ہے ابھی تک تمہیں بتایا نہیں گیا۔

تعزیت کی تعریف

تعزیت اظہار ہمدردی یا اظہار غم کو کہتے ہیں تعزیت کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) تعزیت ماقبل

(۲)تعزیت مابعد

(۱)تعزیت ماقبل دنیا میں صرف ایک ہی تعزیت ہوئی ہے۔ وہ ہے تعزیت حضرت امام حسین علیہ السلام جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ظاہری زندگی میں جب حضرت جبریل علیہ السلام نے کربلا کی مٹی لاکر دی تھی تب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو کربلا کی مٹی بوتل میں رکھ کر دیتے وقت روئے تھے۔

(۲)تعزیت مابعد میں تمام مومنین و مسلمین شامل ہیں۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی تعزیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کی شہادت سے پہلے بچپن میں بھی اور شہادت کے بعد بھی یوم عاشورہ کو منائی۔ جو ام المومنین حضرت اُمّ سلمہ کے خواب سے بھی ظاہر ہے۔ دونوں حدیث سے ثابت ہے۔ اِن کے علاوہ اور کسی کی تعزیت اس طرح نہیں ہوئی اور نہ قیامت تک ہوگی۔

مُروَّجہ تعزیہ داری کا خُلاصہ

سوال: مروجہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: مروجہ اُسے کہتے ہیں جو چیز فی زمانہ یعنی اپنے زمانے میں رائج ہو۔ تعزیہ داری مروجہ نہیں ہے بلکہ جو چیزیں اس میں شامل کردی گئی ہیں وہ سب مروجہ ہیں۔ اور اگر تعزیہ داری مروجہ ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے، تو صرف تعزیہ ہی کیوں ناجائز ہے۔ بلکہ یہ ساری چیزیں ناجائز ہیں۔ جیسے فی زمانہ مروجہ بزرگوں کے عرس و اعراس مروجہ جلسے جلوس مروجہ شادی بیاہ مروجہ بارات، مروجہ شادی کارڈ، مروجہ جہیز کا لینا دینا۔ مروجہ رجسٹر نکاح، مروجہ مسجدیں۔

کیا مروجہ مسجدیں ہو بہو، مسجد حرام یا مسجد نبوی جیسی ہیں۔ کیا مروجہ (۳) جمرات (شیطان) جسے مکہ میں حجاج کرام پتھر مارتے ہیں، ہو بہو شیطان جیسا ہے۔

سوال: تعزیہ کس کی شبیہ ہے؟

جواب: تعزیہ روضۂ امام عالی مقام علیہ السلام کی شبیہ ہے۔

سوال: کیا تعزیے ہو بہو روضۂ امام عالی مقام علیہ السلام کی طرح ہیں؟

جواب: جیسے یہ مسجدیں ہو بہو مسجد حرام یا مسجد نبوی جیسی نہیں ہیں۔ ایسے ہی تعزیے بھی ہو بہو روضۂ امام عالی مقام کی طرح نہیں ہیں۔ مگر مسجدوں کو دیکھ کر اللہ کی یاد آتی ہے، ایسے ہی تعزیہ دیکھ کر حضرت امام حسین علیہ السلام کی یاد آتی ہے۔

تعزیہ کی مخالفت سب سے پہلے یہودیوں اور سعودیوں نے کی ہے؟

عبد العزیز ابن سعود عرب کا ایک نجدی بادشاہ گزرا ہے، جس نے یہودیوں اور انگریزوں سے اندر اندر ساز باز کر کے ترکی حکومت کا بیڑا غرق کر دیا۔ شریف مکہ کو قتل کرا کے یہودیوں اور انگریزوں کی بدولت سعودی حکومت قائم کر لی۔

چونکہ یہودی دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پرانے دشمن تھے، وہ بھی اسی تاک میں تھے کہ کوئی راستہ نکلے راستہ نکل آیا نجدیوں نے ان سے ہاتھ ملا لیا۔ یہودی تو اسلام کے پرانے دشمن تھے ہی یہودی چاہتے تھے کہ کسی طرح اسلام کی نشانیاں مٹ جائیں، وہی ہوا جس کا ڈر تھا۔ ۲۱ اپریل ۱۹۲۶ء میں۔

عبد العزیز ابن سعود نے نجدی عقائد کی اشاعت میں مکہ مدینہ منورہ میں ہزاروں مزاروں کو شہید کروا دیا۔ جنت المعلی، اور جنت البقیع کو میدان بنا دیا، مدینہ منورہ میں شہزادئ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سیدہ خاتون جنت صلوٰۃ اللہ علیہا کے روضے کو شہید کر دیا۔ حضرت امام حسن علیہ السلام اور دیگر ائمہ اہلبیت کے مزارات کو شہید کروا دیا۔ مکہ میں حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ اور دیگر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزارات کو شہید کر ڈالا۔ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مزار کو بھی شہید کر دیا۔ دین کے ٹھیکیدار دیکھتے رہ گئے اور ابھی تک دیکھ ہی رہے ہیں۔ صفا مروہ کے تمام نشانیوں کو مٹا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے

مزار اقدس کو شہید کر دیا۔ تمام نشانیوں کو مٹا ڈالا۔ یہاں تک کہہ دیا کہ حضور ﷺ کا روضۂ اطہر صنم اکبر یعنی بہت بڑا بت ہے (معاذ اللہ نعوذ باللہ صد بار نعوذ باللہ) اس کو مٹا دینا چاہئے۔ اس کی ترجمانی ہندوستان میں اسماعیل دہلوی نے کیا۔ ان نجدیوں نے آل رسول سے بدلہ لینے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی۔ کیونکہ یہ بنی اُمیہ کی بچی کچھی اولادیں تھیں، اسی لئے رسول اور آل رسول کی نشانیوں کو ختم کر دینا چاہا۔ تاکہ لوگ اُن کی نشانیوں کو بھول جائیں۔

سب سے پہلے نجدیوں نے تعزیہ کو ناجائز اور حرام لکھا ہے۔ انھیں کی باتوں میں آکر کچھ سنی بھی دھوکہ کھا گئے۔ نجدیوں سے پہلے کوئی تاریخ نہیں ملتی ہے کہ کسی نے تعزیہ کو ناجائز یا حرام کہا ہو، نجدیوں سے پہلے عرب میں خوب تعزیہ داری ہوتی تھی۔ اور آج بھی سعودی کو چھوڑ کر جزائر عرب میں تعزیہ داری ہورہی ہے۔ جیسے بحرین، مسقط، عمان، الحسہ وغیرہ۔ صرف سعودیہ عربیہ میں جہاں وہابیوں کی حکومت ہے وہاں تعزیہ داری بزور شاہی نہیں ہونے دیتے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کے آباو اجداد کربلا میں شامل تھے۔ یہ تو کہئے ان کی حکومت عراق میں نہیں ہے ورنہ وہاں کی بھی نشانیاں ختم کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑتے۔

اسیران کربلا کی واپسی پر اہل مدینہ کی تعزیت

جس دن اہل حرم کا لٹا ہوا قافلہ دمشق سے مدینے کے قریب پہونچا حضرت سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کے حکم پر قافلہ مدینے کے باہر روکا گیا۔ حضرت سیدہ زینب سلام اللہ علیہا نے نعمان بن بشیر کو حکم دیا کہ جا کر مدینے میں اعلان کر دے کہ اہل حرم کا لٹا ہوا قافلہ واپس آگیا ہے۔

نعمان بن بشیر نے جا کر مدینے میں اعلان کیا یہ سنتے ہی اہل مدینہ اپنے اپنے گھروں

سے دوڑ پڑے۔ مدینے میں کوئی ایسی پردہ دار عورت نہ تھی جو آہ وفغاں کرتے ہوئے باہر نہ نکل آئی ہو۔

سرکار وفا حضرت غازی عباس رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت ام البنین رضی اللہ عنہا اور حضرت امام عالی مقام کی شہزادی حضرت بی بی صغریٰ رضی اللہ عنہا کا تو عجیب حال تھا، جو بیان سے باہر ہے۔لوگوں کا اژدہام ہوگیا۔حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے کربلا کے تمام حالات پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ جسے سن کر اہل مدینہ تڑپ اٹھے۔اور بلند آواز سے آہ وفغاں بلند کرنے لگے۔ مدینے میں کوئی ایسا نہ تھا جو رو یا نہ ہو۔سارے اہل مدینہ نے حضرت امام عالی مقام علیہ السلام کی تعزیت پیش کی۔(مابعد کربلا)

تعزیے کی نسبت

یہ ہے ذریعہ یاد حسین کا جسے لوگ کہتے ہیں تعزیہ
اسے مومنو نہ برا کہو یہ محبتوں کا مقام ہے

تعزیہ اگر چہ لکڑی، بانس، پھٹی، کھپچی، کاغذ، پنی، پیتل، چاندی یا سونے ہی کا کیوں نہ ہو، چونکہ اس کی نسبت سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام سے ہے اس لئے بالکل جائز ہے۔اس کا ادب واحترام لازم ہے۔ جیسے جلسوں میں کفار ومشرکین کے یہاں سے پاک و ناپاک میز اور کرسی، دری، چدّر، گدے، جس پہ رنڈیاں ناچیں ہوں، رام نومی، جنم اسٹمی اور برتھ ڈے (یومِ ولادت کی پارٹی) میں استعمال ہوتا ہے، جس پہ بیٹھ کر لوگ شراب پیتے ہیں، وہی سامان آپ جلسے میں لاتے ہیں۔لاکر اسٹیج بنا کر چیخ چیخ کر کہا جاتا ہے کہ یہ منبر رسول ہے، کیا وہ حقیقت میں منبر رسول ہوتا ہے؟ سالوں سال ملک میں جلسے ہوتے رہتے ہیں، پوسٹر، اشتہار چھپتے ہیں، جس پر اللہ ورسول کا نامِ پاک لکھا جاتا ہے، اس کو دیواروں پر چسپاں کیا جاتا ہے،

کہیں گٹر کے پاس، تو کہیں بس اسٹاپ پر، کہیں ریلوے اسٹیشن پر، کہیں کسی باتھروم کی دیوار پر، وہ تمام پھٹ پھٹ کر گرتا ہے اور نالیوں میں بہتا ہے، کسی پہ کتے دوڑتے ہیں تو کسی پہ بلیاں دوڑتی ہیں، کہیں بچے پھاڑ پھاڑ کر اسے پھینکتے ہیں۔ ہمارے کچھ علماء کو وہاں بے ادبی نظر نہیں آتی ہے، انکی نظر تو صرف تعزیہ پر ہے۔ کیونکہ ان کے سینے میں بغض حضرت امام حسین علیہ السلام ہے کہ کس طرح تعزیہ بند ہو، کہتے ہیں کہ تعزیہ دار تعزیہ کو لے جا کر دریا میں ڈالتے ہیں مصنوعی کربلا میں دفن کرتے ہیں، یہ تو بہت اچھا ہے کہ تعزیہ دار تعزیہ شریف کو مصنوعی کربلا میں لے جا کر باادب دفن کرتے ہیں تا کہ تعزیہ شریف کی بے ادبی نہ ہونے پائے۔ جیسے قرآن کے بوسیدہ ہونے پر شریعت کا حکم ہے کہ اسے دفن کیا جائے یا پانی میں ڈالا جائے یہ ادب ہے، تمام تعزیہ دار اسی نقش قدم پر چلتے ہوئے اسی حکم پر عمل کرتے ہیں۔

تعزیہ کا بنانا باعث ثواب موجب برکت اور باعث رحمت ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کے روضے کی تصوراتی زیارت ہے، جس طرح نماز میں مجسم کعبہ سامنے نہیں ہوتا ہے۔ محض کعبہ کے تصور پر نماز پڑھی جاتی ہے۔ اسی طرح تعزیے کی زیارت حضرت امام حسین علیہ السلام کے روضے کی تصوراتی زیارت ہے۔

سرتاج العارفین حضرت سرکار عالم پناہ وارث پاک رضی اللہ عنہٗ اور فخر العارفین حضرت عبدالرزاق بانسوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کوئی تعزیہ کو خالی پنی، کاغذ اور بانس کی کھپچی کا ڈھانچہ نہ سمجھے بلکہ یہ ملحوظ رکھے کہ سید الشہداء اور جملہ شہدائے کربلا کی ارواح مقدسہ اس طرف متوجہ ہوتی ہے۔ (کرامات رزاقیہ)

ایک صحابی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لکیر کھینچ کر تصوراتی بوسہ لینے کا حکم دیا جس سے تعزیہ کا بھی جواز ملتا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک صحابی حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے قسم کھائی تھی کہ میرا فلاں کام ہو جائے تو میں جنت کی چوکھٹ کا بوسہ لوں گا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا کام ہو گیا۔ اب میں کیسے جنت کی چوکھٹ کا بوسہ لوں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم جاؤ اور اپنی ماں کے قدم اور باپ کی پیشانی کو چوم لو۔ قسم کا کفارہ ادا ہو جائیگا۔

صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ کا انتقال ہو چکا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا قبرستان جا کر ماں کی قبر کا پائتی اور باپ کے سرہانے کا حصہ چوم لے۔ قسم اتر جائیگی۔ صحابی نے عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دونوں کے قبر کا نشان مجھے نہیں معلوم ہے۔ تب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جا زمین میں دو لکیر کھینچ ایک کو ماں کی قبر دوسری لکیر کو باپ کی قبر تصور کر۔

ماں والی لکیر کا پائتی حصہ باپ والی لکیر کا سرہانہ حصہ چوم لے قسم اتر جائیگی۔ متن ملاحظہ فرمائیں۔

ان رجلا جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انی حلفت ان اقبل عتبۃ باب الجنۃ۔ وجبھۃ حور العین فامران یقبل رجل الاب وجبھۃ الام فقال یا رسول اللہ لو لم یکن الخرۃ۔

(جمال الاوراد، کفایہ شعبی، مطالب المومنین، عالمگیریہ، دستور القضائی، کنز العباد، فتاویٰ رضویہ)

اس سے پتہ چلا کہ اگر اصل موجود نہیں ہے تو اس کی نقل بنا کر اصل کا کام لیا جا سکتا ہے۔ اصل کی نقل بنانا سنت ہے۔

اس حدیث کی روشنی میں اگر تصوراتی ماں باپ کی قبر کو چوما جا سکتا ہے۔ تو بدرجۂ اولیٰ

بلاشبہ حضرت امام عالی مقام علیہ السلام کے تعزیہ کو امام عالی مقام کا تصوراتی روضہ سمجھ کر چوما جاسکتا ہے۔ کیونکہ امام عالی مقام کا احسان ماں باپ سے بڑھ کر ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کوتو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بار بار چوما ہے۔ اس لئے امام حسین علیہ السلام کو چومنا سنت رسول ہے، ہم حضرت امام حسین علیہ السلام کوتو پا نہیں سکتے کہ چومیں اس لئے اُن کا تصوراتی روضہ بنا کر چومتے ہیں۔

نہ تعزیہ داری شرک ہے نہ تعزیہ دار مشرک

تعزیہ داروں پر شرک کا فتویٰ لگانے سے پہلے فتویٰ دینے والوں کو شرک کی تعریف بخوبی سمجھ لینا چاہئے کہ شرک کسے کہتے ہیں۔ شرک کی تعریف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں کسی غیر اللہ کو شریک کر کے اُس کی عبادت کی جائے۔ تعزیہ دار تعزیہ کو نہ خدا مانتے ہیں نہ خدا سمجھ کر اس کی عبادت کرتے ہیں۔ پھر تعزیہ دار مشرک کیسے ہو گئے۔ اگر کسی جاندار کی تصویر بنا کر اس کی عبادت کی جائے۔ تو اس عبادت کرنے والے کو یقینا مشرک کہیں گے۔

شرک کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) شرک جلی (۲) شرک خفی۔

(۱) شرک جلی اس شرک کو کہتے ہیں جو ظاہر ہو جیسے کسی جاندار کی تصویر بنا کر اس کی عبادت کی جائے۔ مثلاً ہاتھی، گھوڑا، شیر، گدھا، بندر، انسان، یہ شرک جلی ہے۔

(۲) شرک خفی: اس شرک کو کہتے ہیں جو چھپی ہو جیسے حالت نماز میں خیالات فاسدہ کا آنا جانا، مثلاً مال و دولت، کاروبار، بیوی، بچوں کا خیال آتے جاتے رہنا اسے شرک خفی کہتے ہیں۔

آپ کا جو بھی عقیدہ ہو، آپ جس بھی فرقے سے تعلق رکھتے ہوں، مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں ہے۔ کسی کے اعمال کا کوئی ذمہ دار نہیں۔ کوئی کسی کے قبر میں نہیں جائیگا۔ آپ تعزیہ دار کو مشرک مت کہئے۔ نہ تعزیہ داری شرک ہے۔ نہ تعزیہ دار مشرک۔

آل رسول کے ساتھ کربلا میں جو برتاؤ نام نہاد مسلمانوں نے کی ہیں وہ کفار و مشرکین بھی نہ کر سکے۔ جن لوگوں نے کربلا میں سرکار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نونہالوں کا خون بہایا۔ آج اُن کی ذریت یاد حسین علیہ السلام یعنی تعزیہ داری کو منع کر رہی ہے۔ حسینیوں کو یزیدیوں سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔

یوم عاشور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احوال اور امت کا کردار

مسلمانو! محرم کوئی خوشی کا تہوار نہیں ہے کہ تم نئے نئے لباس پہنو اور خوشیاں مناؤ۔ بلکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے حضرت امام حسین علیہ السلام کے شہادت کی تاریخ ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ کچھ لوگ اس دردناک غم اہلبیت کو گھٹانے کے لئے نئے نئے شوشے نکالتے رہتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ اس کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ کبھی کہتے ہیں کہ اس تاریخ میں سرمہ لگانے سے روشنی بڑھتی ہے۔ کبھی کہتے ہیں کہ عاشورہ کے دن اچھے اچھے کھانے پکا کر کھانا۔ نئے نئے کپڑے پہننا سنت ہے۔ اس سے خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ واقعہ کربلا کسی طرح لوگوں کے دلوں سے مٹ جائے۔

یہ تو کھل کر کہہ نہیں سکتے کہ ان تاریخوں میں خوشی مناؤ، گانے گاؤ، کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیٹا قتل کر دیا گیا ہے۔ بس یہی کہتے ہیں کہ یوم عاشورہ خوشی کا دن ہے۔ گڑھی گڑھائی حدیثیں پیش کی جاتی ہیں۔

ایسی کوئی حدیث نہیں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو کہ عاشورہ کو نیا لباس پہنو۔ جس تاریخ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیٹا شہید کر دیا گیا ہو۔ کیا اس تاریخ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوشی منانے کا حکم دیں گے۔ کیا کوئی صاحب عقل اس بات کو تسلیم کر سکتا ہے۔ اِس غم کو اُسی طرح منانا چاہئے۔ جس طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چہرۂ مبارک پر خاک ملے ہوئے عاشورہ کے دن دکھائی دیئے تھے۔ یوم عاشور کی سنت یہی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غم منایا تو اُمتی بھی غم

منائیں۔اس سنت کو کب ادا کرو گے۔جن لوگوں کے دلوں میں خاندان رسالت سے بغض وکینہ ہے۔وہ لوگ اس ذکر کو عام کرنے والوں سے نفرت کریں گے۔

عاشور کے دن جیسا کہ رسول اللہ ﷺ سارا دن کربلا میں شہداء کا خون اکٹھا کرتے رہے اور روتے رہے۔تمہارا نبی روئے اور تم نیا لباس پہن رہے ہو، خوشیاں منا رہے ہو۔شرم نہیں آتی تمہیں یہ کہتے ہوئے کیا منہ دکھاؤ گے قیامت میں اپنے نبی ﷺ کو۔ساری کائنات عاشورہ کے دن غم حسین علیہ السلام مناتی ہے۔مسلمانو تم ان بہروپیوں کے دھوکے میں مت آنا۔

نبی پاک ﷺ نے فرمایا ہے یا علی انت قسیم الجنہ والنار اے علی جنت اور جہنم تم بانٹو گے۔جو لوگ مولا علی کے بیٹے کی شہادت پر خوشیاں منا رہے ہیں وہ لوگ مولا علی سے جنت کی امید نہ رکھیں تم اُن کے بیٹے کی شہادت پر خوشیاں مناؤ گے وہ تمہیں جنت دیں گے۔میدان محشر میں تم جنت اُن سے مانگ لینا جنہوں نے تمہیں حضرت امام حسین علیہ السلام کے غم میں رونے سے منع کیا تھا۔

باب چہارم

تعزیہ شریف

اور

ہماری ذمہ داریاں

٭مصنف کی خاص تاکید٭

تعزیے کا احترام

تمام تعزیہ داروں سے گزارش ہے کہ آپ جب بھی تعزیہ بنائیں یا تعزیہ کی زیارت کریں تو باغسل ہوں باوضو ہوں، باادب رہیں، نظریں نیچی رکھیں یہ تصور کریں کہ میں میدان کربلا میں ہوں، حضرت امام عالی مقام علیہ السلام دیکھ رہے ہیں۔ نامحرم کی طرف نظریں نہ اٹھائیں بلکہ پوری توجہ حضرت امام عالی مقام علیہ السلام کی طرف رہے۔ تمام لہولعب سے پرہیز کریں۔ واقعات کربلا سنیں اور غم حسین میں روئیں تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ سنت ادا ہو سکے۔ تعزیے میں کسی جاندار کی تصویر نا لگائیں۔

دسویں محرم کو تعزیہ کی زیارت باادب کریں یہ کوئی خوشی کا میلہ نہیں ہے کہ آپ بن سنور کر جلوسِ حسینی میں جائیں، اور خوشیاں منائیں۔ یہ کوئی تفریح گاہ نہیں ہے۔ کیونکہ ہمارے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ تعزیہ کی طرف حضرت امام حسین علیہ السلام کی توجہ رہتی ہے۔ اپنی عورتوں اور بچوں کو بھی نئے لباس نہ پہنائیں کیونکہ کربلا سے شام تک سیدزادیوں کو برہنہ سر اسیری کی حالت میں لے جایا گیا تھا ان کی توجہ جلوسِ تعزیہ میں رہتی ہے، تمہاری یہ نادانیاں سیدزادیوں کی ناراضگی کا سبب نہ بن جائے۔ بلکہ سمجھائیں۔ حضرت امام حسین علیہ السلام تمہارے دل کی دھڑکنوں سے باخبر ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ اپنی موت اور میدان محشر کا بھی خیال رہے، لڑائی جھگڑے سے بچیں۔ کوئی نشیلی چیزیں نہ استعمال کریں، جلوس حسینی میں ٹھٹھے مار کر ہنسنا ناجائز ہے۔ جلوس حسینی میں مشعل جلانا، منہ میں مٹی کا تیل لیکر پھونکنا، آتش بازی اور دیگر فعل قبیح اور عورتوں کے خلت ملت سے پرہیز کریں۔ اس سے امام عالی مقام علیہ السلام ناراض ہوتے ہیں۔ برائیوں ہی کو ختم کرنے کے لئے تو یزید ملعون سے جنگ ہوئی تھی، جب آپ غیر مہذب

طریقے سے تعزیہ داری کریں گے تو دوسرے لوگ دیکھ کر کہیں گے یہ لوگ تو یزیدی طرز پر چل رہے ہیں یہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے ماننے والے ہیں۔ مخالفینِ تعزیہ تو چاہتے ہیں کہ تعزیہ داری بند ہو جائے۔

کہیں دو لوگوں کو لڑا دینا کہیں جلوس پر اینٹ پتھر پھینک دینا، کہیں بجلی کے کھمبوں میں تعزیہ پھنسوا دینا یہ فسادی تعزیہ داروں کو مجرم بنا دیتے ہیں۔ لہٰذا تعزیہ داروں کو بڑی پاکیزگی اور صبر و تحمل سے کام لینا چاہئے۔ تعزیہ کے گزرنے کے وقت دوسروں کو کوئی نقصان نہ پہونچائیں۔ ایسا کوئی کام نہ کریں جس سے عوام کو یا سرکاری حکام کو کوئی پریشانی ہو۔

تعزیہ داری کے فائدے

حدیث پاک میں آیا ہے کہ دنیا میں جو شخص جس سے محبت کرے گا آخرت میں اُس کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا۔ تعزیہ دار حضرت امام حسین علیہ السلام کی یاد میں تعزیہ بناتے ہیں۔ اور یا حسین یا حسین کی صدا لگاتے ہیں، اور انھیں سے محبت کرتے ہیں۔ تعزیہ داروں کا حشر حضرت امام عالی مقام علیہ السلام کے ساتھ ہوگا۔

یہی تو سب سے بڑا تعزیہ داروں کا فائدہ ہے۔ تعزیہ داری کرنے سے حضرت امام حسین علیہ السلام سے محبت بڑھتی ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ غم حسین تازہ ہوتا ہے۔ انانیت ختم ہو جاتی ہے، صبر کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ آدمی کا دل نرم ہو جاتا ہے۔ تعزیہ داری محبتِ حضرت امام حسین علیہ السلام کا ذریعہ ہے۔ تعزیہ دار حضرت امام حسین علیہ السلام کی محبت میں سرشار رہتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ من مات علی حب آل محمد مات شہیداً۔ جو آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں مرا وہ شہید ہو کر مرا۔ یہ سب سے بڑا فائدہ ہے کہ عاشق حضرت امام حسین علیہ السلام محبت حسین میں شہید ہو کر مرے گا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت سن کر رونے کا فائدہ

حضرت علامہ محمد مبین فرنگی محلّی مسند امام احمد بن حنبل کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت سن کر آنکھ سے آنسو کا ایک قطرہ بھی ٹپکایا اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت میں جگہ عطا فرمائے گا۔ (وسیلۃ النجات)

فلسفۂ شہادت

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سر الشہادتین میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ حقیقت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تمام خوبیاں انبیاء ماسبق سے زیادہ تھیں۔ لیکن آپ کو شہادت کا درجہ اور انبیاء کی طرح نہ ملا تھا۔ حق تعالیٰ نے یہ کمال شہادت آپ کے دونوں فرزندوں حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہم السلام کے ذریعے آپ کی ذات اقدس میں شامل کر دیا۔ گویا حضرت امام حسن و حضرت امام حسین علیہم السلام کی شہادت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت ہے۔ (سر الشہادتین)

بعد وصال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنی امیہ کی شر انگیزیاں

بنی اُمیہ کی دشمنی بنو ہاشم سے پہلے ہی سے چلی آ رہی تھی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلے میں پیش پیش رہتے تھے۔ مگر کچھ بگاڑ نہ سکے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد اس میں اور تیزی پیدا ہو گئی۔ بدلے کی آگ ان کے سینے میں بھڑک رہی تھی۔ دورِ رسالت میں تو کچھ کر نہ سکے، مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پچاس سال کے بعد جب یزید بادشاہ بن کر بیٹھا۔ تخت پر بیٹھتے ہی اُس نے اپنی خلافت کا اعلان کیا کہ میں ہی بادشاہ ہوں اور میں ہی مذہب کا امام بھی ہوں۔ یزید نے بیٹھتے ہی چاہا کہ دین محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بدل دیں۔ کیونکہ ہر وہ کام جو دین محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں حرام اور ناجائز تھا۔ یزید نے اُسے حلال اور جائز کرنا چاہا۔

کچھ مسلمانوں نے خاموشی سے یزید کی بیعت کر لی یزید نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے بیعت مانگی۔ آپ نے بیعت کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ گویا دین محمدی ﷺ پر کفر پھر سوار ہو گیا۔ مگر اس وقت کے مسلمان اس فریب کو نہیں سمجھ سکے۔ اور کسی میں اتنی ہمت بھی نہ تھی کہ اپنی زبان یزید کے سامنے کھول سکے۔ یہ سب کے بس کی بات نہ تھی۔ چنانچہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے ایک انقلابی تحریک چلائی۔ کہ یزید بادشاہ تو ہو سکتا ہے۔ مگر مذہب کا امام نہیں ہو سکتا۔ یزید نے دعویٰ کر دیا کہ میں ہی بادشاہ ہوں میں ہی امام ہوں۔ اس شاہی قانون کی حضرت امام حسین علیہ السلام نے تردید کر دی یہی انقلابی تحریک تھی۔ جس کی وجہ سے امام حسین علیہ السلام کو کربلا جانا پڑا۔

یہ غیر ممکن تھا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام یزید کے خوف سے خاموش بیٹھ جاتے۔ اسی لئے حضرت امام عالی مقام علیہ السلام نے اپنی شہادت دیکر اسلام وانسانیت کو زندہ بچا لیا۔

یہ پندرہویں صدی ہے۔ اب اُمت محمدیہ ﷺ کے سوجھ بوجھ والوں کو علم و عقل سے کام لینا چاہئے۔ بنو امیہ اور بنو عباسیہ نے تلواریں چلا چلا کر بنو ہاشم اور بنی فاطمہ کو گمنام کرنا چاہا، کر تو نہ سکے اس کا پھل ان کو مل گیا۔

بنی ہاشم اور بنی فاطمہ کا ڈنکا آج سارے عالم میں بج رہا ہے۔ مگر یزید کا خاندان نیست و نابود ہو گیا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت زمانے کے لئے رحمت ثابت ہوئی۔ یزید اور اُس کے حامی جہنم کی وادی میں پہونچ گئے۔ اگر حضرت امام حسین علیہ السلام اپنی شہادت نہ دیتے تو دنیا کا حال دور جہالت سے بھی بدتر ہو جاتا۔ اسی لئے مومنین ہر سال تعزیہ داری کرتے ہیں تاکہ دشمن بے نقاب ہو جائے۔

دورِ حاضر میں تعزیئے کی ضرورت

کربلا کی مٹی کو حضور ﷺ نے بوتل میں رکھ کر زیارت کرنے کا حکم دیا تھا، تاکہ لوگوں

کے دلوں میں محبت حسین پیدا ہو۔ یہ بھی سنت رسول ہے۔ امت کو یہ سنت کیوں نہیں یاد ہے۔ اگر کربلا میں حضرت امام حسین علیہ السلام نے قربانی نہ دی ہوتی تو دین کا کچھ اور ہی حال ہوتا۔

آج حضرت امام حسین علیہ السلام کی وجہ سے اسلام محفوظ ہے۔ ورنہ پتہ بھی نہ چلتا کہ اسلام کہاں چلا گیا۔ یہ حقیقت ہے کہ انسانیت پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احسان عظیم ہے۔ اور اسلام پر حضرت امام حسین علی جدہٖ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا احسان عظیم ہے۔ انھیں کی وجہ سے آج اسلام زندہ ہے، اگر اسلام سے حضرت امام حسین علیہ السلام کا ذکر ہٹا دیا جائے تو اسلام کا وہی حال ہوگا جو اگلے اسلام کا ہوا تھا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی وجہ سے دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محفوظ ہے۔

اسلام کے دامن میں بس اس کے سوا کیا ہے
اک ضربِ ید اللٰہی اک سجدۂ شبیری

ایک زمانہ گزرا ہے کہ تعزیہ داری میں ہر مذہب کے لوگ، ہندو مسلم سکھ عیسائی سبھی شریک ہوتے تھے۔ ایک دوسرے سے بھائی چارے کا رشتہ بنا ہوا تھا۔ لیکن جب سے فتویٰ بازیاں شروع ہوئیں لوگ منتشر ہو گئے۔

ہندوستان میں ہندو مسلم یکجہتی ختم ہوگئی۔ اس لئے اب دور حاضر میں تعزیہ داری کی اشد ضرورت ہے۔ یہ ایک ایسا پلیٹ فارم ہے جس کے بینر کے تلے پھر سے لوگوں کو اکھٹا کیا جا سکتا ہے۔

علمائے حق اور علمائے سُو

یہ سلسلہ شروع ہی سے چلا آرہا ہے۔ ہر دور میں دو طرح کے علماء موجود رہے۔ جیسے حضرت آدم علیہ السلام کے مقابلے میں ابلیس آیا۔ کربلا میں بھی دو طرح کے علماء موجود تھے۔ جو علماء حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ تھے وہ سب علمائے حق تھے۔ کیونکہ انھوں نے الا المودۃ فی القربیٰ کی حقیقت کو سمجھ لیا تھا اور جو یزید کے ساتھ تھے وہ سب علمائے سو تھے۔ انھوں

نے مودت سمجھا ہی نہیں۔آج بھی دو طرح کے علماء موجود ہیں۔ایک علمائے حق ایک علمائے سو۔ اور یہ سلسلہ قیامت تک چلے گا۔اس لئے مسلمانو! علمائے حق کے ساتھ ہو جاؤ۔

مجالس محرم سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی حیات ظاہری میں حضرت امام عالی مقام علیہ السلام کی مجلس کبھی صحابہ کے بیچ میں، کبھی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے، کبھی حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے، کبھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے کرتے تھے، اور روتے رہتے۔ ہمارے سنی علماء جو محرم میں ۱۰ روزہ مجالس پڑھتے ہیں، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہی سنت ہے۔

تاکید صوفیاء

صوفیائے طریقت اور عارف باللہ کے نزدیک ایام محرم الحرام میں نئے کپڑے نہ پہنے جائیں، گوشت مچھلی اور انڈے سے پرہیز کیا جائے، اور اپنے اپنے گھروں میں کثرت درودِ پاک، قرآن مقدس کی تلاوت اور مجلس امام عالی مقام علیہ السلام کا اہتمام کیا جائے۔

باب پنجم

کیا یزید پر لعنت بھیجنا جائز ہے؟

رہی بات یزید اور یزیدیوں پر لعنت بھیجنے کی تو اس سلسلہ میں ہم چند حوالے پیش کرتے ہیں تاکہ آپ کو لعنت بھیجنے میں کوئی خوف نہ محسوس ہو۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا یزید پر جوازِ لعنت کا قول

امام الکیا الہراسی نے بیان کیا ہے:

وَلِاَبِی حَنِیفَۃَ قَوْلَانِ: تَلوِیح وَتَصرِیح

"(یزید پر لعن کے جواز میں) امام ابوحنیفہ کے دو قول ہیں: ایک قول کے مطابق یزید پر اِشارتاً لعنت بھیجنا جائز ہے اور آپ ہی کے دوسرے قول کے مطابق یزید کا نام لے کر صراحتاً اُس پر لعنت بھیجنا جائز ہے۔"

سو حنیفہ کے لیے جائز ہے کہ دونوں اقوال میں سے جسے چاہیں اپنا لیں۔ کوئی حنفی عالم چاہے تو امام اعظم ابوحنیفہ کے مذہب کے مطابق یزید پر اشارتاً لعنت بھیجنے کو جائز سمجھے، درست ہوگا۔ کوئی چاہے تو امام اعظم ہی کے مذہب کے مطابق یزید پر تصریحاً نام لے کر لعنت بھیجنا جائز سمجھے، یہ بھی درست ہوگا۔ دونوں صورتوں میں وہ امام اعظم ابوحنیفہ کے مذہب پر ہی عمل کر رہا ہوگا۔ دونوں صورتیں امام اعظم سے ثابت ہیں اور باقی دو سورتیں دور دور تک امام اعظم سے کہیں ثابت نہیں۔ نہ کہیں نقل ہوئیں، نہ کہیں مروی ہیں، یعنی یزید پر لعنت سے منع کیا جائے یا یزید پر

لعنت کے باب میں سکوت اختیار کیا جائے۔ گویا نہ امام اعظم سے یزید پر لعنت کے باب میں کہیں منع ثابت ہے، اور نہ یزید پر لعنت کے باب میں امام اعظم سے سکوت ثابت ہے۔ آخری دو چیزوں میں سے اگر کوئی امر بھی اُن کی طرف منسوب کیا جائے گا تو یہ غیر ثابت، غیر مسلّم، ناجائز اور غلط ہوگا۔

حضرت امام مالک کا یزید پر جوازِ لعنت کا قول

امام الکیا الہراسی نے بیان کیا ہے:

ولِمَالِکٍ قَولاَنِ: تَلوِیح وَتَصرِیح

(یزید پر لعن کے جواز میں) امام مالک کے دو قول ہیں: ایک قول کے مطابق یزید پر اِشارتاً لعنت بھیجنا جائز ہے اور آپ ہی کے دوسرے قول کے مطابق یزید کا نام لے کر صراحتاً اُس پر لعنت بھیجنا جائز ہے۔

حضرت امام شافعی کا یزید پر جوازِ لعنت کا قول

امام الکیا الہراسی نے بیان کیا ہے:

ولَنَا قَول واحِد: التَّصرِیح دُونَ التَّلوِیح۔

''(یزید پر لعنت کے جواز میں) ہمارا (یعنی شوافع کا) ایک ہی قول ہے، اور وہ یہ کہ اُس پر صراحتاً لعنت کی جائے نہ کہ کنایتاً (یعنی بالتعین اُس کا نام لے کر لعنت کی جائے۔ کیوں کہ وہ اسی کا مستحق ہے۔ اگر یزید پر لعنت کے جواز میں صحابہ کرام، ائمہ عظام کی تصریحات اُس پر اشارتاً لعنت کی جائے تو گویا اس کی ملعونیت کے اظہار کا حق ادا نہیں ہوگا)۔''

حضرت امام احمد بن حنبل کا یزید پر جوازِ لعنت کا قول

امام الکیا الہراسی نے بیان کیا ہے:

لِاحمدَ قولان: تلویحٌ وتصریحٌ

"(یزید پر لعن کے جواز کے حوالے سے) امام احمد بن حنبل کے دو قول ہیں: ایک قول کے مطابق یزید پر اِشارتاً لعنت بھیجنا جائز ہے اور دوسرے قول کے مطابق صراحتاً یعنی بالتعیین یزید کا نام لے کر اُس پر لعنت بھیجنا جائز ہے۔"

(حوالہ: القول المتین فی امر یزید اللعین صفحہ ۳۴۵،۳۴۶،۳۴۷)

حضرت علامہ سعد الدین تفتازانی شرح عقائد میں فرماتے ہیں

والحق ان رضاء یزید بقتل الاحسن واستبشارہ بذالک واھانتہ اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مما تواتر معناہٗ وان کان تفاصیلھا احاد فنحن لانتوقف فی شانہٖ بل فی ایمانہٖ لعنۃ اللہ علیہ وعلی انصارہٖ واعوانہٖ ۔(شرح عقائد ص ۱۰۲)

اور حق یہ ہے کہ یزید کا حضرت امام حسین کے قتل پر راضی ہونا اور اہل بیت نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہانت کرنا ان امور میں سے ہے جو تواتر معنوی کے ساتھ ثابت ہیں اگر چہ ان کی تفاصیل احاد ہیں تو اب ہم توقف نہیں کرتے۔ اس کی شان میں بلکہ اس کے ایمان میں اللہ کی لعنت ہو اس پر اور اس کے دوستوں اور مددگاروں پر۔

اور آگے یوں فرماتے ہیں: اطلق اللعن علیہ بما انہ کفر امر بقتل الحسین علیہ السلام۔ (شرح عقائد ص ۱۱۷) یزید پر لعنت بھیجنا علی الاطلاق جائز ہے۔ اس لئے کہ امام حسین علیہ السلام کے قتل کا حکم دے کر اس نے کفر کیا۔

مباہلہ میں نجران کے عیسائی حضرت امام حسین علیہ السلام کو دیکھ کر فرار ہو گئے تھے۔

اس لئے اُن پر لعنت نہیں پڑی۔ ہاں جو لوگ حضرت امام حسین علیہ السلام کے مقابلے میں ڈٹے رہے اور ڈٹے ہوئے ہیں۔ وہ سب مستحق لعنت ہیں۔ میرے بھائیو! اگر آپ اس وقت میدان کربلا میں ہوتے ایک طرف آقا حسین پاک علیہ السلام ہوتے اور دوسری طرف یزید ملعون کی فوج ہوتی، دونوں آپ کو اپنی طرف بلاتے تو آپ کس کی طرف جاتے، آپ کہیں گے کہ آقا حسین علیہ السلام کی طرف۔ ٹھیک ہے آج کربلا نہیں ہو رہی ہے، یزیدی فوجوں سے آپ کو جنگ نہیں کرنی ہے اُن پر لعنت تو بھیج سکتے ہیں۔ مرنے کے بعد یہ بھی موقع نہیں ملے گا۔ میرا یہ کہنا ہے کہ روزانہ صبح و شام چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے باآوازِ بلند یزید اور یزیدیوں پر لعنت بھیجنی چاہئے۔ اور ۷ محرم سے ۱۳ محرم تک صبح و شام بیشمار بار لعنت بھیجنی چاہئے، یہ ثواب عظیم ہے۔

لعنت بھیجنے کا طریقہ

اللہ کی لعنت ہو یزید اور یزیدیوں پر۔

صبح و شام اسی طرح بیشمار لعنت بھیجیں۔

علمائے کرام اور صوفیائے عظام سے گزارش

عالم اسلام کے تمام علمائے کرام اور صوفیائے عظام سے دست بستہ گزارش ہے کہ آپ حضرات اپنے اپنے حلقوں میں تمام بندگان خدا کو تعزیہ داری کی حقیقت سے روشناش کرائیں۔ تعزیہ داری میں جہاں کہیں لہو لعب۔ کھیل تماشہ یا کوئی بے ادبی یا کمی بیشی دیکھیں تو پیار سے سمجھائیں۔ اسلام پیار سے پھیلا ہے، نہ کہ تلوار سے۔ اُن سے کہیں تعزیہ شریف کی شان میں بے ادبی نہ کریں۔ کیونکہ یہ شبیہ روضۂ سردار جنت ہے۔ یہ بات بھی دھیان میں رہے کہ قیامت

میں رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ آلہٖ وسلم کو منہ دکھانا ہے۔ اور اُنہیں کے سامنے حساب و کتاب بھی دینا ہے۔ حشر کی گرمی نفسی نفسی کا عالم وہاں کوئی کسی کا پرسان حال نہ ہوگا۔ ایسے ماحول میں سوائے شافع محشر حضرت رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ آلہٖ وسلم اور سردار جنت حسنین کریمین اور مولائے کائنات کے علاوہ اور کوئی مددگار نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا ہے کہ مولا ہم سب کو حق بات بولنے اور حق بات سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین، بجاہِ سید المرسلین

طوفان آرہا ہے گناہوں کا شہر میں
اے دوستو! حسین کا دامن نہ چھوڑنا
دورِ ستم ہے جیسا بھی گزرے گزار لو
لیکن کسی یزید سے رشتہ نہ جوڑنا

فقط والسلام

محمد فخر عالم شیدا کمالی حیدری قادری چشتی قلندری

۱۰ محرم الحرام ۱۴۴۴ھ، بروز سنیچر

وما علینا الّا البلاغ

کیا ہے تعزیہ؟

از کلام آسی چھپروی

پوچھتے ہو آج بھی ہم سے کہ کیا ہے تعزیہ
حضرت شبیر و شبر کی عطا ہے تعزیہ

سنت شاہ امم میں بھی ادا کرتا چلوں
اس لئے کاندھے پہ ہم نے رکھ لیا ہے تعزیہ

دیکھتے ہی تعزیہ دل سے نکلتی ہے صدا
سرزمین کربلا کا آئینہ ہے تعزیہ

میری قسمت میں نہیں کہ دیکھ آؤں کربلا
میری نظروں میں سراپا کربلا ہے تعزیہ

سر کٹادی آپ نے امت کی بخشش کے لئے
آج بھی سرکو اٹھا کر بولتا ہے تعزیہ

تعزیہ داری عبادت کی طرح کرتے رہو
اہل حق کے واسطے اک آئینہ ہے تعزیہ

اے کلامِ بے نوا آسیؔ پیا سے پوچھ لے
ذکرِ حُب پنجتن کا سلسلہ ہے تعزیہ

اک عبادت ہے تعزیہ داری

ازآسی نیپالی

فضل وحدت ہے تعزیہ داری
وجہ رحمت ہے تعزیہ داری

ہم غلامانِ پنجتن کے لئے
اک عبادت ہے تعزیہ داری

تیرا کہنا غلط ہے اے ناداں
شرک و بدعت ہے تعزیہ داری

مسلک اہلبیت کہتا ہے
فرض و سنت ہے تعزیہ داری

یاد حسنین اس میں شامل ہے
شان قدرت ہے تعزیہ داری

یوں تو محروم اک زمانہ ہے
میری قسمت ہے تعزیہ داری

منکر وقت جو کہیں آسیؔ
بابِ رحمت ہے تعزیہ داری

بہتر ہے تعزیہ

ازشمیم انجم وارثی

یاد حسین عظمت شبّر ہے تعزیہ
گلزار فاطمہ سے معطر ہے تعزیہ
ولیوں نے بھی کیا ہے بصد شوق احترام
حق تو یہی ہے نور کا پیکر ہے تعزیہ
جو دیکھتے ہو گنبد و محراب میں چمک
رخسارِ پنجتن سے منور ہے تعزیہ
جو مانگنا ہے مانگ امامِ حسینؓ سے
فیضانِ اہلبیت کا مظہر ہے تعزیہ
ہم چومتے ہیں فرط عقیدت سے اس لئے
جان علی ہے شان پیمبر ہے تعزیہ
رکھئے سجا کے شیشۂ دل میں بصد خلوص
تصویر کائنات سے بہتر ہے تعزیہ
تعظیم پنجتن ہے یہ تعظیم پنجتن
یادِ شہید نسبتِ سرور ہے تعزیہ
منکر ہے وہ شمیمؔ جو بدعت کہے اسے
ہم اہل تعزیہ کا مقدر ہے تعزیہ

تعزیہ داری میں ہے

از شعلہ راج پوری

شاہ طیبہ کی محبت تعزیہ داری میں ہے
عاشقوں کے دل کی جنت تعزیہ داری میں ہے

ہم غلاموں کا عقیدہ کہہ رہا ہے برملا
بالیقیں لطف عبادت تعزیہ داری میں ہے

نسبت اہل وفا آؤ بتاؤں میں تمہیں
کربلا والوں کی شفقت تعزیہ داری میں ہے

یہ مقدر میں نہیں میرے کہ جاؤں کربلا
شاہ کربل کی زیارت تعزیہ داری میں ہے

بزدلی ہے ظلم سے گھبرا کے ہونا سر بہ خم
آل احمد کی ہدایت تعزیہ داری میں ہے

سر کٹا دیں گے حسین ابن علی کے نام پر
بندگی کی عین زینت تعزیہ داری میں ہے

اے حسینی آگے بڑھ کر چوم لو تم تعزیہ
کربلا والے کی نسبت تعزیہ داری میں ہے

تعزیہ داری حقیقت میں ہے جان بندگی
آخرت کی اصل دولت تعزیہ داری میں ہے

کوئی مانے یا نہ مانے شعلہؔ تو یہ مان لے
سبطِ پیغمبر کی قربت تعزیہ داری میں ہے

محرم کا تعزیہ

از رضا علوی مظفر پوری

جلوؤں کا آئینہ ہے محرم کا تعزیہ
شبیر کی ضیاء ہے محرم کا تعزیہ

تم کربلا کی خاک سے یہ جا کے پوچھ لو
پیغام عشق کا ہے محرم کا تعزیہ

حسن بتول تابِ علی جلوۂ رسول
کیا کیا دکھا رہا ہے محرم کا تعزیہ

ہر دور میں یزیدی مشن زور پر رہا
پیغام دے رہا ہے محرم کا تعزیہ

وہ دیں پناہ بھی ہیں وہی دین مصطفےٰ
یادوں کا کربلا ہے محرم کا تعزیہ

عنواں بنا ہوا ہے عقیدت کی بزم میں
انوار مصطفےٰ ہے محرم کا تعزیہ

عباس اور حضرت قاسم کا سانحہ
دیکھو دکھا رہا ہے محرم کا تعزیہ

گر دیکھنا ہو چشم محبت سے دیکھئے
دیدار کبریا ہے محرم کا تعزیہ

تجھ پر رضائے علوی کرم ہے حسین کا
دل میں بسا ہوا ہے محرم کا تعزیہ

تعزیہ رکھنا

بھلے کچھ بھی کہے ظالم زمانہ تعزیہ رکھنا
غم شبیر میں آنسو بہانا تعزیہ رکھنا

ہنر سیکھا ہے ہم سب نے یہ اصغر کے تبسم سے
جفا کے تیر کھانا مسکرانا تعزیہ رکھنا

ہماری والدہ کی ہم سے بس اتنی وصیت تھی
علم عباس کا بیٹے اٹھانا تعزیہ رکھنا

یہ ہل من ناصر کہہ کر صدا شبیر نے دی ہے
جواب اسکا ہے ظلمت کو مٹانا تعزیہ رکھنا

اسے خون جگر دیکر بزرگوں نے بچایا ہے
یہ ہے میراث اسکو مت گنوانا تعزیہ رکھنا

نہ ہو دام درم اور پنجتن کی نذر کرنی ہو
تو کچھ پیاسوں کو بس پانی پلانا تعزیہ رکھنا

نماز روزہ حج زکوٰۃ خمس واجب ہے
تو کیا جائز ہے رب کو بھول جانا تعزیہ رکھنا

حسینی پر حسینی رنگ کا کردار لازم ہے
کہاں ہے دین بس نعرے لگانا تعزیہ رکھنا

تم اللہ اور رسول اللہ و اولوالامر منکم کی
اطاعت کر نا تب پرچم اٹھانا تعزیہ رکھنا

انوار پارسا



بابا فرید گنج شکر کے چاندی کا تعزیہ



بلگرام شریف میں غازی عباس کے علم کا جلوس نکالتے ہوئے۔

مصنف کی دیگر تصانیف

نغمات شیدا	خناس کی حقیقت
حسین اور زینب	کربلا
مابعد کربلا	نقوش کربلا
سوانح حضرت بابا کمال شاہ بستوی	درود نجات کا ذریعہ ہے
مولائے کائنات	زیارات عراق نجف کربلا و بغداد
خواجۂ بطحا حضرت ابوطالب	شرع محمدی اور تعزیہ داری

SHARA-E-MOHAMMADI
AUR TAZIYA DARI

Writer : Muhaqqiqe Karbala Maulna
SHAIDA KAMALI Qadri Chishti Qalandari